دوستی

ائمہ طاہرین علیہ السلام کی نظر میں

مؤلف

العلامة محمد الحیدری

مترجم

حجة الاسلام والمسلمین شیخ محسن علی نجفی

دوستی

اہل بیت علیہم السلام کی نظر میں

تالیف

العلامة محمد الحیدری

ترجمہ

محسن علی نجفی

ناشر

معراج کمپنی لاہور پاکستان

اس کتاب میں نقل شدہ تمام روایات کے متن اور حوالوں کی اصلاح و تطبیق، کتب احادیث پر مبنی سافٹ ویئر "جامع الاحادیث" تیار کردہ کمپیوٹر ریسرچ سینٹر آف اسلامک سائنسز سے کی گئی ہے۔

نام کتاب ---------------- دوستی، اہل بیت علیہم السلام کی نظر میں

مؤلف ---------- العلامۃ محمد الحیدری

ترجمہ ------------ محسن علی نجفی

جدید سیٹنگ ---------- قلب علی سیال

سال اشاعت --------------- 2014ء

ناشر ----------- معراج کمپنی لاہور

قیمت -----------

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

LG-3 بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار

لاہور۔فون: 0321-4971214

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

''معراج کمپنی'' دینی کتب کی اشاعت کے حوالہ سے ایک جانا پہچانا ادارہ ہے۔ادارہ عرصہ دراز سے دینی کتب کی اشاعت میں اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ادارے کا مطمع نظر عوام تک بہتر اور سستے ترین انداز میں کتب کی ترسیل ہے۔اللہ تعالیٰ ادارہ ھذا کو اس عظیم کام کی انجام دہی کیلئے بھرپور وسائل عطا فرمائے۔

زیر نظر کتاب دوستی ''اھل بیت علیھم السلام کی نظر میں'' العلامۃ محمد الحیدوی کی سعی جمیل کا نتیجہ ہے۔اس کتاب کا اردو میں ترجمہ حجۃ الاسلام والمسلمین الشیخ محسن علی نجفی مدظلہ العالی نے کیا ہے۔حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے۔''غریب وہ ہے جس کا دوست نہیں ہے اور غریب تر وہ ہے جس نے دوست بنا کر کھو دیا۔یہ کتاب دوستی کے موضوع پر لاجواب کتاب ہے۔اُمید ہے قارئین حضرات کتاب ھذا سے بھرپور مستفید ہوں گے۔

اراکین ''معراج کمپنی'' ''البلاغ المبین'' اسلامی تحقیقاتی واشاعتی ادارہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ادارہ ھذا کو یہ کتاب پرنٹ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ادارہ کیلئے محترم جناب سید اظہر علی رضوی صاحب کی کاوشیں بھی قابلِ داد ہیں۔ادارہ اُن کا بھی مشکور ہے۔

ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم وتحقیق حسب سابق ''معراج کمپنی'' کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس گوہرِ نایاب سے بھرپور علمی وعملی استفادہ فرمائیں گے۔اور ادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز وآراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔۔۔والسلام

معراج کمپنی

لاہور۔ پاکستان

انتساب

ان دوستوں کے نام!
جو اسلامی تعلیمات کے مطابق تعمیر ذات
کرنے اور اپنی شخصیت پر کشش بنانے کی
سعی کرتے ہیں۔

(مترجم)

آدمی دید است باقی پوست است
دید آن باشد دید دوست است

فہرست مضامین

پیش لفظ

محبت ہی کی فضا میں انسانیت کے لیے امن وسکون اور اطمینان کے ساتھ ہم زیستی ممکن ہے۔ محبت ہی وہ واحد رشتہ ہے جس سے انسان اور انسان میں وہ ربط قائم رہتا ہے جس کے بغیر اجتماعی زندگی ممکن نہیں۔ اگر کسی نادان بچے، کمزور چوزے اور بے بس اولاد کے لیے بقا ممکن ہے تو صرف ماں کی ممتا اور مہر مادری سے ممکن ہے۔ لہٰذا اس خطہ ارضی پر نسلوں کی بقا اور ہر ذی روح کا وجود محبت کا مرہون منت ہے۔ یہاں تک کہ اگر محبت نہیں ہے تو خونی رشتہ بھی انسانوں میں وہ تعلق قائم نہیں رکھ سکتا جو باہمی زندگی کے لیے ضروری ہے۔

چنانچہ امیر المؤمنینؑ کا فرمان ہے:

اَلْقَرَابَةُ اِلَى الْمَوَدَّةِ اَحْوَجُ مِنَ الْمَوَدَّةِ اِلَى الْقَرَابَةِ۔ (۱)

محبت کو قرابت کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی قرابت کو محبت کی۔

لہٰذا قرابت محبت کی محتاج ہے جبکہ محبت قرابت کی محتاج نہیں ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

هَلِ الدِّيْنُ اِلَّا الْحُبُّ۔ (۲)

کیا دین محبت کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔

(۱) نہج البلاغۃ۔ نصیحت: ۳۰۸ (۲) الکافی ۸: ۷۹

دین اسلام اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آل رسولؑ اور راہ خدا میں مؤمنین سے محبت سے عبارت ہے۔ ابو الانبیاء حضرت خلیل علیہ السلام اپنی اولاد کے لیے لوگوں کے قلبی لگاؤ کی خواہش کرتے ہیں:

فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيٓ إِلَيْهِمْ (۱)
لہذا تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے۔

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجر رسالت میں اپنی اولاد کی محبت تقاضا کیا:

قُلْ لَّآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى. (۲)
کہہ دیجیے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے۔

(۱) ۱۴ ابراھیم: ۳۷

۲۴ شوری: ۲۳

دوستی اور محبت سے ایک ملت، قوم، معاشرہ اور خاندان تشکیل پاتا ہے۔

جامعة الکوثر اسلام آباد علمی، فکری اور تربیتی اشاعتوں کا ایک سلسلہ وع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کی ابتدا دوستی کے موضوع سے کی ہے تاکہ مؤمنین ایمان کے رشتے کو محبت سے محکم اور آپس میں کدورت اور اس کے عوامل سے اجتناب کریں اور اس کی برکتوں سے جامعة الکوثر اپنے انسان ساز مقاصد میں کامیاب رہے۔

والسلام

محسن علی نجفی

۱۲ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۲۴ھ / ۵ جنوری ۲۰۰۴ء

تمہید

معاشرتی ماہرین میں مشہور ہے کہ انسان فطرتاً اجتماعی ہے، یعنی انسانی فطرت میں یہ بات راسخ ہے کہ وہ اپنے ہم نوع کے ساتھ مربوط رہے اور باہمی میل جول قائم رکھے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود میں ودیعت فرمائی ہے تاکہ انسان کی زندگی باہمی روابط کی بنیاد پر استوار رہے۔

چونکہ انسان اس پر آشوب زندگی کے مراحل انفرادی طور طے نہیں کر سکتا، اس کے ہر قدم پر نت نئی مشکلات اور ہر عمل میں لغزشوں سے دوچار ہونے کا احتمال رہتا ہے، اس لئے انسان کا دوسروں کے ساتھ مربوط رہنا ضروری ہے۔ مربوط انسان اجتماعی شکل میں وہ عمل انجام دے سکتا ہے جو انفرادی حیثیت میں انجام نہیں دے سکتا اور اپنے دفاع میں بھی اجتماعی حیثیت میں وہ بات ممکن ہو جاتی ہے جو انفرادی شکل میں نہیں ہو سکتی۔ انسان اپنے اندر جس قدر ارتباط و ہم آہنگی بڑھائے گا، اسی قدر اپنی زندگی میں کامیابی سے ترقی کرنے پر قادر ہوگا۔ اسی لئے اسلام انسان کو باہم مربوط ہم آہنگ اور محبت و اخوت کی فضا میں رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا، پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقیناً وہ ہے جو تم میں سب

سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (حجرات: ۱۳)

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (۱)

نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (۲)

تم سب (مل کر) اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ۔ (۳)

اور آپس میں نزاع نہ کرو ورنہ ناکام رہو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ۔ (۴)

مؤمنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو۔

حوالہ جات

(۱) ۵مائدہ:۲

(۲) ۳آل عمران:۱۰۳

(۳) ۸انفال:۴۶

(۴) ۴۹حجرات:۱۰

اسلام تمام انسانوں کو یہ دعوت دیتا ہے۔چونکہ بنی نوع انسان کا ہر فرد ایسی مشکلات اور خطرات سے دوچار رہتا ہے جن کا مقابلہ کرنا انفرادی طور پر ممکن نہیں ہوتا، اس لئے انسان کا کچھ ایسے افراد کے ساتھ مربوط اور منسلک رہنا ضروری ہے جن کے ساتھ دوسروں سے زیادہ روابط، رشتہ محبت مستحکم اور آپس میں برادری کا شعور قوی ہو تا کہ یہ لوگو دوسروں سے زیادہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوں، ایک

دوسرے کے کام آئیں اور مشکلات میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں۔ اس قسم کے مقدس رابطے اور مضبوط رشتے کا نام ''دوستی'' ہے جس کی وجہ سے دل آپس میں نزدیک ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے محبت پروان چڑھتی ہے۔

انسانی زندگی میں دوست ایک ضرورت ہے۔ انسان مشکلات کے تحمل میں خواہ کتنا ہی طاقتور اور تدبیر میں متفکر روزگار کیوں نہ ہو، پھر بھی دوستوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسی لئے ماہرین تربیت و معاشرت اور علماء و مفکرین نے اس مسئلے کو نہایت اہمیت دی ہے کہ برادرانہ روابط بڑھانے اور دوستانہ فضا قائم رکھنے کے لئے کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ باتیں دوستی کی بنیاد ہیں اور اگر دوستی دل کی گہرائیوں، قلبی رشتے اور خالص محبت پر مبنی نہ ہو تو کارآمد نہیں ہوتی۔

شاید موجودہ دور میں اس موضوع پر سب سے اہم کتاب ڈیل کارنیگی کی ''دوستی اور مقبولیت کا فن'' ہے جس کا عبدالمنعم مصری نے عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب کا مصنف اس میدان کا کہنہ مشق انسان ہے جسے زندگی میں پیش آنے والے تجربات اور گردش ایام کی سختیوں نے بہترین نتائج اخذ کرنے کا موقع فراہم کیا کہ باہمی معاشرت کے اصول کیا ہیں؟ انسان، افراد کی زیادہ تعداد اپنے میں کیسے جذب کر سکتا ہے؟ اس کی کتاب ایسے تجربات اور حادثات سے بھری ہوئی ہے جو اس کے مدعا پر شاہد ہیں۔

لیکن میرے نزدیک اس کے تمام نظریات ایسے نہیں جو دوستی کے حصول کے لئے مفید ہوں اور بالفرض اگر مفید ہوں بھی تو دوستی کے حصول کے لئے ہر حربہ بھی استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وہ حربہ استعمال کیا جائے جو دوسرے اعتبار سے مضر ہو۔ کیونکہ ہر رنگ میں رنگنے، ہر مفاد کے سامنے جھکنے اور ہر قسم کے لوگوں سے سازباز کرنے والے کچھ لوگ شاید بہت سے ایسے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیں جو ان کے ہم خیال اور اچھی نصیحتوں سے نفرت کرتے ہوں اور ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے۔

لیکن کیا ایسے ناروا طریقوں سے لوگوں پر اثر انداز ہوتا اور کچھ لوگوں کو اپنا دوست بنا عقل سلیم کے نزدیک درست ہے؟ کیا انسانی ضمیر اسے درست تسلیم کرتا ہے۔ کیا اخلاقی و اجتماعی اقدار اس کی حمایت کرتی ہیں؟ نہیں! ہرگز نہیں۔

ہاں! اس سلسلے میں ہر جہت و اعتبار سے احاطہ کرنے اور اس مقصد کے حصول کے لئے کامیاب اور نزدیک ترین راہ کا تعین کرنے والے، علوم الٰہیہ کے خزینوں تک اور آسمانی تعلیمات کے امین اہل بیت اطہار علیہم السلام ہی ہو سکتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علوم کا امین، اپنی مخلوق کے معاملات کا نگہبان، حق کا رہنما اور مخلوقات کے لئے حجت قرار دیا ہے۔ میری مراد سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس الٰہی تمغہ سے نوازا ہے:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (۱)

اللہ کا ارادہ بس یہی ہے ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہل بیت! آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ (احزاب: ۳۳)

آیئے! میرے ہمراہ آپ بھی مطالعہ فرمائیں کہ لوگوں کو دوست بنانے اور لوگوں پر اثر انداز ہونے اور اپنے احباب کے ساتھ پرسکون زندگی گزارنے، جس میں اصولوں کا تحفظ اور عقیدے کی پابندی بھی ہو، کے بارے میں اہل بیت اطہارؑ کیا فرماتے ہیں۔ انشاء اللہ اس ضمن میں آپ کے سامنے محیر العقول نکات اور باعث مسرت باتیں سامنے آئیں گی۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس کا موازنہ ڈیل کارنیگی کی کتاب کے ساتھ کیجئے گا۔ جو باتیں اس نے عصر حاضر میں بیان کی ہیں، اہل بیتؑ صدیوں پہلے اس

سے کہیں بہتر ارشاد فرما چکے ہیں۔

اس قسم کے نکات بیان کرنا جس سے معاشرے کی اصلاح ہو، انسان کو خیر و سعادت ملے اور وہ محبت بھرے اور برادرانہ ماحول میں پرسکون زندگی گزار سکے، اس شخص کے بس کی بات نہیں تھی۔

دوستی اہل بیت علیہم السلام کی نظر میں

اہل بیتؑ کے فرامین ایک بڑی درسگاہ ہیں جو مختلف علوم و آداب کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور معاشرے کو ہر فن اور ہر موضوع کے لئے قیمتی دروس فراہم کرتے ہیں۔ اہل بیتؑ کے فرامین دور رس نتائج کے حامل ہیں اور کلام کے آفاق نہایت وسیع ہیں۔ انہوں نے اجتماعی مشکلات کے علل و اسباب کا کھوج لگایا، ان میں پوشیدہ راز کو پہچانا اور پھر لوگوں کے لئے ان کا حل بیان فرمایا۔

اہل بیتؑ نے اجتماعی امراض کی نشاندھی اور بیماری کی تشخیص فرمائی اور پھر اس کا علاج فرمایا۔ اہل بیتؑ انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔ انہوں نے انسانیت کے لئے وہ علوم و معارف فراہم فرمائے ہیں جنہیں کوئی اور انسان فراہم نہیں کر سکتا

دوستی اور بھائی چارہ چونکہ زندگی کے اہم تقاضوں اور انسان کی اہم ضروریات میں شمار ہوتا ہے، اس لئے اہل بیتؑ نے اس مسئلے کو خاص اہمیت دی ہے۔ چنانچہ دوست اور اس کی صفات اور شرائط کے موضوع پر اہل بیتؑ کی طرف سے متواتر تعلیمات وارد ہوئی ہیں۔ انہوں نے انسانوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ لوگوں کو اپنا دوست بنانے میں تساہل نہ برتیں۔

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خیارکم احسنکم اخلاقا الذین یألفون و یؤلفون(۱)

تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔ لوگ جسے دوست رکھیں اور جو لوگوں کو دوست رکھے۔

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۱۵ باب استحباب الالفة

ما أحدث عبد أخا فی اللہ إلا أحدث لہ درجة فی

الجنة.(۱)

جو کوئی راہ خدا میں کسی کو اپنا بھائی بنائے گا تو جنت میں اس کا درجہ بلند ہو جائے گا۔

نیز فرمایا:

المؤمن ألف مألوف و لا خير فى من لا يألف و لا يؤلف.(۲)

مؤمن وہ ہے جو لوگوں کو چاہتا ہو اور لوگ اسے چاہیں اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو لوگوں کو دوست بنائے اور نہ لوگ اسے دوست بنائیں۔

نیز فرمایا:

ود المؤمن للمؤمن فى الله أعظم شعب الايمان الا و من أحب فى الله، و أبغض فى الله، و أعطى فى الله، و منع فى الله فهو من أصفياء الله.(۳)

مؤمن کا مؤمن سے راہ خدا میں محبت کرنا ایمان کے اہم اجزاء میں سے ایک ہے (سنو!) جو برائے خدا محبت، برائے خدا عداوت کرتا ہے، برائے خدا عطا اور برائے خدا عطا کرنے سے رک جاتا ہے، وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔

حوالہ جات

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۳۲۳ باب استفادۃ الاخوان

(۲) مستدرک الوسائل ۸: ۵۰ باب استحباب الانفہ۔

(۳) الکافی ۲: ۱۲۵ باب الحب فی اللہ

ان فرمودات میں رسول اکرم ﷺ نے لوگوں کو آپس میں محبت اور بھائی چارہ قائم کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جس اجر عظیم اور ابدی نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، ان کا ذکر کر کے اس سلسلے میں تشویق دلائی ہے، بشرطیکہ یہ محبت برائے خدا ہو اور کسی چیز اور مادی مفاد کی خاطر نہ ہو۔ اسلام سچی اور خالص محبت کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت کرنے والوں سے اجر عظیم اور مقام محمود عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ایسی محبت ایمان کی علامت ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

أی عری الایمان اوثق ؛ قالوا: الله و رسوله اعلم. فقال بعضهم الصلاة و قال بعضهم: الزكاة و قال بعضهم: الحج و العمرة. و قال بعضهم: الجهاد فقال رسول الله ﷺ: لكل ما قلتم فضل و ليس به. ولكن اوثق عری الایمان الحب فی الله و البغض فی الله. (۱)

ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی کون سی ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ بعض نے کہا: نماز۔ کچھ نے کہا: زکوٰۃ۔ بعض نے کہا: حج اور عمرہ۔ کچھ لوگوں نے کہا: جہاد آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ آپ لوگوں نے بتایا ہے سب کی فضیلت ضرور ہے لیکن وہ ان میں سے نہیں ہے، بلکہ ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی اللہ کی خاطر محبت اور

اللہ ہی خاطر عداوت ہے۔ [1]

(۱) الکافی ۲: ۱۲۵ باب الحب فی اللہ

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اخی اخاً فی اللہ رفعه اللہ درجة فی الجنة لا ینالها بشیئٍ من عمله۔

جو شخص کسی کو برائے خدا اپنا بھائی بنائے، اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا درجہ اتنا بلند فرمائے گا کہ اس کے کسی اور عمل کے ذریعے اس درجے تک پہنچنا ناممکن ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا:

الناس اخوان فمن کانت اخوّته فی غیر ذات اللہ فهی عداوة و ذلك قول اللہ عزّ وجل : اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ۔ (۱)

لوگ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جس نے غیر اللہ کے لیے کسی کو اپنا بھائی بنایا تو یہ عداوت ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: خبردار! آگاہ رہو! اس دن دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے مزید فرمایا:

خالطوا الناس مخالطة ان متم معها بکوا علیکم و ان عشتم حنوا الیکم (۲)

---

[1] یعنی کسی سے محبت کرنے کا عامل خدائی ہو۔ مثلاً وہ مؤمن ہو، متدین ہو، مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہو وغیرہ۔ اسی طرح کسی سے بغض و عداوت کرنے کے عوامل بھی الٰہی ہوں۔ مثلاً بددیانت ہو، فاسق و فاجر ہو، وغیرہ۔ (مترجم)

لوگوں میں اس طرح گھل مل کر رہو کہ اگر مر جاؤ تو تمہارے فراق میں گریہ کریں اور اگر زندہ رہو تو تمہاری طرف لپکیں۔

آپؑ نے مزید فرمایا:

طوبیٰ لمن یألف الناس و یألفونه علیٰ طاعة الله۔ (۳)

زہے نصیب اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر لوگوں سے محبت کرے اور لوگ اس سے محبت کریں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

من أحبّ لله، و ابغض لله، و اعطی لله، و منع لله، فهو من کمل ایمانه۔ (۴)

جو برائے خدا محبت، برائے خدا عداوت، برائے خدا عطا کرے اور برائے خدا عطا کرنے سے باز رہے تو اس شخص کا ایمان کامل ہے۔

حوالہ جات

(۱) بحار الانوار ۷۵: ۲۱ باب احسن المعاشرة

(۲) نہج البلاغة قصار الکلمات

(۳) مستدرک الوسائل ۸: ۵۱ باب استحباب الالفة

(۴) بحار الانوار ۶۶: ۲۳۸ باب ۳۰ الحب فی الله

نیز امام صادقؑ فرماتے ہیں:

لا یبلغ احدکم حقیقة الایمان حتی یحب ابعد الخلق منه فی الله، و یبغض اقرب الخلق منه فی الله۔ (۱)

تم میں سے کوئی ایمان کی حقیقت تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ برائے خدا دور ترین شخص سے محبت نہ کرے اور

نزدیک ترین شخص سے برائے خدا عداوت نہ کرے۔

ایک شخص اپنے دوست سے جتنی زیادہ محبت کرتا ہے اس کا ثواب اتنا ہی زیادہ اور درجہ اتنا ہی بلند ہے۔ چنانچہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا:

ألا اخبرکم بأشبهکم بي خلقا. قالوا بلی یا رسول الله قال: احسنکم خلقا. و أعظمکم حلماً. و أبرّکم بقرابته. و أشدّکم حبّاً لاخوانه في ربّه. و أصبرکم علی الحق. اکظمکم للغیظ. و احسنکم عفواً. و أشدّکم من نفسه انصافا. (۲)

کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں بتاؤں جو تم میں سے اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سب سے زیادہ با اخلاق ہو، برائے خدا اپنے بھائیوں سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہو، حق پر سب سے زیادہ صبر کرنے والا ہو، غصہ پینے میں سب سے زیادہ ہو۔ سب سے زیادہ درگزر کرنے والا ہو اور اپنی ذات سے بڑھ کر انصاف کرنے والا ہو۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما تحابّ اثنان في الله الا کان أحبّهما الی الله أشدّهما حبا لصاحبه. (۳)

خدا کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے دو افراد میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ شخص وہ ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت رکھتا ہو۔

حوالہ جات

(۱) بحار الانوار ۷۵: ۲۵۲ باب ۲۳ مواعظ الصادق

(۲) الکافی ۲: ۶۴۰

(۳) مجموعة ورام ۲: ۲۵

امام صادق نے فرمایا:

ما التقى مؤمنان قط الا كان أفضلهما أشدهما حبا لأخيه. (۱)

آپس میں ملاقات کرنے والے دو مؤمنین میں افضل وہ ہے جو اپنے بھائی سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔

آپس کی محبت اور بھائی چارے کو اسلام میں اس قدر مقام حاصل ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ لوگ سب سے زیادہ پسندیدہ اور فضیلت کے مالک ہیں جو لوگوں کو آپس میں ملاتے اور محبت بھری فضا قائم کرتے ہیں۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان احبكم الى الله الذين يألفون ويؤلفون و انّ أبغضكم الى الله المشاؤون بالنميمة المفرقون بين الاخوان. (۲)

اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ افراد وہ ہیں جو لوگوں سے محبت اور لوگوں کو ایک دوسرے سے مانوس کریں اور اللہ کے نزدیک منفور و مقہور اشخاص وہ ہیں جو لوگوں کی چغل خوری کریں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالیں

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

افاضلکم احسنکم اخلاقاً الموطؤون اکنافا الذین یألفون ویؤلفون۔ (۳)

تمہارے درمیان فضیلت بیان کرتا ہوں کہ تم میں سے سے افضل وہ ہیں جن کا اخلاق اچھا ہے اور تواضع میں پہلو جھکائے رکھتے ہیں اور جو لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان میں بھائی چارہ قائم کرتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) الکافی ۲: ۱۲۶، باب الحب فی اللہ

(۲) عوالی اللآلی ۱: ۱۰۰ الفصل السادس

(۳) الکافی ۲: ۱۰۲

زندگی میں دوست کی اہمیت

ما استفاد امرؤ مسلم فائدۃ بعد
فائدۃ الاسلام مثل أخ یستفیدہ فی اللہ۔

(بحار الانوار ۷۱: ۲۷۵)

کسی شخص کے لئے اسلام کے بعد راہ خدا میں دوست سے بڑھ کر کوئی چیز سودمند نہیں ہے۔

زندگی میں سب سے زیادہ خوش نصیبی یہ ہے کہ انسان کا دوست ایسا ہو جو اس کے شعور اور احساسات میں شریک، اس کے جذبات سے مانوس اور تنہائی میں اس کا مونس ہو۔ مشکلات میں بازو اور مصائب میں سہارا بنے۔ کوئی حادثہ پیش آئے تو اس کے ساتھ مشورہ کرے۔ انسان پر جب برا وقت آتا ہے تو دوست ہی کام آتے ہیں۔ چنانچہ لارڈ اوبری اپنی کتاب "السعادۃ و السلام" (سعادت اور امن) میں لکھتے ہیں:

ایک سچے دوست کا حصول کوئی آسان کام نہیں اور اگر کسی کو یہ دوست میسر آجائے تو وہ سمجھ لے کہ ایک نہایت قیمتی خزانہ ہاتھ لگا ہے، جس کی ہر قیمت پر حفاظت ہونی چاہیے۔

بعض مفکرین نے کہا ہے:

پوری دنیا بھی مجھے مل جائے تو ایک دوست کی وفاداری اور مخلص برادر کی محبت کے ذرہ برابر بھی نہیں ہوسکتی۔

گہرا دوست کبھی اپنے سگے بھائی کے ہم پلہ اور کبھی اس سے بھی بہتر ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

رب اخ لك لم تلدہ امك (۱)

تیرے بہت سے بھائی ایسے ہو سکتے ہیں جنہیں تیری ماں نے نہ جنا ہو۔

(۱) غرر الحکم ۲: ۲۲ الفصل الثالث

نیز آپؑ نے فرمایا:

رب بعید اقرب من قریب (۱)

بہت سے بیگانے قریبوں سے زیادہ قریب ہو سکتے ہیں۔

انسانیت کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اراد الله به خیراً رزقه وزیراً صالحاً إن نسی ذکره و إن ذکر أعانه (۲)

اللہ جس کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے ایک صالح دوست عطا فرماتا ہے، جو کسی بات کے بھولنے پر اسے یاد دلائے اور یاد ہونے کی صورت میں اس کی مدد کرے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما استفاد امرؤ مسلم فائدة بعد فائدة الاسلام مثل أخ یستفیده فی الله۔ (۳)

کسی شخص کے لئے اسلام کے بعد راہ خدا میں دوست سے بڑھ کر کوئی چیز سود مند نہیں ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یدخل الجنة رجل لیس له فَرَط۔ قیل: یارسول الله و لکلّنا فَرَط۔ قال: نعم إنّ من فَرَطِ الرجل أخاه فی الله۔ (۴)

وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پیشگی عمل نہ ہو۔ عرض کیا گیا:

یا رسول اللہ ﷺ ہم سب کا کچھ پیشگی عمل ہوتا تو ہے۔ فرمایا: ہاں انسان کا پیشگی عمل اس کا دینی برادر ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

حوالہ جات

(۱) الکافی ۸: ۲۲ خطبہ امیر المؤمنین ؑ

(۲) اعلام الدین ۵: ۲۹ فصل من کلام رسول اللہ ﷺ

(۳) بحار الانوار ۷۱: ۲۷۵ باب ۱۷ فصل المواخاۃ

(۴) مستدرک الوسائل ۱۲: ۱۶ باب استحباب استفادۃ الاخوان

علیکم بالاخوان فانهم عدۃ فی الدنیا و الآخرۃ (۱)

بھائیوں کا خیال رکھو۔ یہ دنیا و آخرت دونوں کے لئے سامان نجات ہیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لقاء الاخوان مغنم جسیم و ان قلّوا (۲)

بھائیوں کی ملاقات بڑی غنیمت ہے، خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا

اعجز الناس من عجز عن اکتساب الاخوان و اعجز منه من ضیّع من ظفر به منهم. (۳)

لوگوں میں سے زیادہ درماندہ وہ ہے جو کسی کو دوست نہ بنا سکے اور اس سے زیادہ عاجز وہ ہے جو دوست کو گنوا دے۔

ایک شخص نے امام باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ ہمیں اپنی تمام مخلوق سے بے نیاز فرما تو آپؑ نے اس سے فرمایا:

لا تقل هكذا ولكن قل: اللهم اغننا عن شرار خلقك فإن المؤمن لا يستغني عن اخيه المؤمن۔ (۴)

اس طرح نہ کہو بلکہ یوں کہو: اے اللہ ہمیں برے لوگوں سے بے نیاز رکھ۔ کیونکہ مؤمن اپنے بھائی سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من استفاد أخا فی الله علی ایمان با الله، و وفا بأخائه طلباً لمرضاة الله فقد استفاد شعاعاً من نور الله، و أماناً من عذاب الله، و حجة یفلح بها یوم القیامة، وعزاً باقیاً و ذکراً نامیاً۔(۵)

اللہ پر ایمان، وفاداری اور رضایت خدا کے پیش نظر جو کسی دوست کو پا لیتا ہے تو اس نے نور خدا کی ایک شعاع، عذاب خدا سے امان، روز قیامت عذاب سے نجات کا ذریعہ، ہمیشہ رہنے والی عزت اور روز افزوں ذکر خیر حاصل کیا ہے۔

حوالہ جات

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۳۲۲ باب استحباب

(۲) الکافی ۲: ۱۷۹ باب زیارۃ الاخوان

(۳) مستدرک الوسائل ۱۲: ۱۸ باب استحباب

(۴) حوالہ جات سابق ۵: ۲۶۳ باب ان یکرہ ان یقول

(۵) تحف العقول ۱۲: ۱۶ باب استفادۃ

امام صادقؑ نے فرمایا:

اکثروا من الأصدقاء . فی الدنیا فانهم ینفعون فی

الدنیا و الآخرة. أما الدنیا فحوائج یقومون بها و أما الآخرة فانّ أهل جهنم قالوا: فما لنا من شافعین و لا صدیق حمیم.(۱)

دنیا میں زیادہ سے زیادہ دوست بناؤ، کیونکہ دوست دنیا و آخرت میں مفید ہیں، دنیا میں بوقت ضرورت کام آتے ہیں اور آخرت میں اہل جہنم کہیں گے: نہ کوئی ہماری شفاعت کرنے والا ہے اور نہ کوئی گہرا دوست۔

آپؑ نے فرمایا:

من لم یرغب الاستکثار من الاخوان ابتلی بالخذلان.(۲)

جو زیادہ سے زیادہ دوست نہیں بناتا وہ کسمپرسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

آپؑ نے مزید فرمایا:

حافظ علی الصدیق ولو بالحریق.

دوست سے دوستی قائم رکھو، خواہ اس راہ میں جلنے کا ہی خطرہ کیوں نہ ہو۔

آپؑ نے مزید فرمایا:

استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن مستجابة. (۳)

زیادہ سے زیادہ دوست بناؤ، کیونکہ ہر مؤمن کی کوئی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

(۱) مستدرک الوسائل ۱۲: ۱۷باب استفادة

(۲) تحف العقول ص ۲۱۹

(۳) مستدرک الوسائل ۱۲: ۱۷ باب استحباب

نیز آپؑ نے فرمایا:

استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن شفاعة۔ (۱)

زیادہ سے زیادہ دوست بناؤ، کیونکہ ہر مؤمن کے لیے شفاعت ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

اکثروا من مواخاة المؤمنین فان لهم عند الله یدا یکافئهم بها یوم القیامة۔ (۲)

زیادہ سے زیادہ مؤمنین سے بھائی چارہ قائم کرو، کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے جو روز محشر ان کے لئے کارساز ثابت ہو گی۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من حب الرجل دینه حبه لاخوانه (۳)

دین سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اپنے دوستوں سے محبت رکھیں۔

نیز فرمایا:

المرء کثیر باخوانه (بأخیه) (۴)

فرد اپنے دوستوں کی وجہ سے جماعت بن جاتا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

و اجل الخلائق و أکرمها اصطناع المعروف، و إغاثة الملهوف و تحقیق أمل الآمل، و تصدیق مخیلة الراجی، و الاستکثار من الأصدقاء فی الحیاة (۵)

لوگوں میں سب سے محترم و مکرم وہ ہے جو نیک کام انجام دے،

مظلوم کی داد رسی اور آرزومند کی مراد پوری کرے، امید رکھنے والوں کی امید پر پورا اترے اور زندگی میں زیادہ دوست بنائے۔

حوالہ جات

(۱) حوالہ جات سابق. (۲) حوالہ جات سابق

(۳) مستدرک الوسائل ۱۱: ۲۲۵ باب خصال الفتوة

(۴) مستدرک الوسائل ۹: ۴۰۰ باب استحباب

(۵) اعلام الدین ص ۳۰۸ من کلام الرضا

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

من استفاد اخاً فی الله فقد استفاد بیتاً فی الجنة (۱)

جو کوئی برائے خدا کسی کو دوست بنائے، اس نے جنت میں ایک گھر بنا لیا۔

اہل بیتؑ نے لوگوں کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ دوست بنانا لذیذ ترین متاع حیات میں شمار ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن المؤمن یسکن الی أخیه کما یسکن الظمأن الی الماء البارد. (۲)

مؤمن اپنے دوست سے یوں سکون محسوس کرتا ہے جیسے پیاسا ٹھنڈے پانی سے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ثلاثه راحت المؤمن التهجد آخر اللیل و القاء الاخوان والافطار من الصیام. (۳)

تین چیزیں مؤمن کے لیے باعث راحت ہیں: آخر شب میں تہجد،

بھائیوں سے ملاقات اور روزے سے افطار۔

راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

لکل شئ شئ یستریح الیه وان المؤمن یستریح الی اخیه المؤمن کما یستریح الطیر الی شکله (۴)

ہر چیز کو کسی چیز سے سکون ملتا ہے، مؤمن کو اپنے مؤمن بھائی سے ایسے سکون ملتا ہے جیسے پرندے کو اپنے گھونسلے سے۔

حوالہ جات

(۱) مستدرک الوسائل ۱۲: ۱۱۱باب استحباب استفادة

(۲) الکافی ۲: ۲۲۶باب فی سکون المؤمن

(۳) مستدرک الوسائل ۱۲: ۲۲باب استحباب اجتماع

(۴) بحار الانوار ۷۱: ۲۳۳باب حقوق الاخوان

نیز آپؑ نے فرمایا:

الا نس فی ثلاثه: الزوجة الموافقه، و الولد البار، و الصدیق المصافی۔ (۱)

تین چیزوں میں سکون ہے: سازگار رفیقہ حیات، نیک اولاد اور مخلص دوست۔

بعض شاعروں نے کہا ہے:

تکثر من الاخوان ما استطعت انهم

کنوز إذا ما استنجدوا وظهور

ولیس کثیراً الف خل وصاحب

وإن عدواً واحداً لکثیر

حتی المقدور بھائیوں میں اضافہ کرو، کیونکہ وہ بوقت ضرورت خزانہ اور پشتیبان ہیں ۔ ایک ہزار دوست، ساتھی بھی زیادہ نہیں ہیں البتہ اگر دشمن ایک بھی ہو زیادہ ہے۔

حوالہ جات

(۱) تحف العقول ص ۳۱۵

اچھا دوست کون؟

دوست زندگی کا ساتھی ہے۔ اس کا وہی مقام ہے جو بدن کے لئے روح کا ہے۔ دوست انسان کا آئینہ ہے۔ جس میں اسے اپنی اچھائیاں اور برائیاں نظر آتی ہیں، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المؤمن مرآة اخيه يميط عنه الأذى(۱)

مؤمن اپنے بھائی کا آئینہ ہے، جو اس سے اذیتوں کو دور کرتا ہے۔

(۱) مستدرک الوسائل ۱۲: ۲۱۰۔ باب وجوب اداء....

دوست بھیدوں کا محافظ اور امیدوں کا مرکز ہوتا ہے۔ اس لئے دوست کو اچھی سیرت، نیک باطن، پاک فطرت اور صفات حمیدہ کا مالک ہونا چاہیے تاکہ اس کا ساتھی اس کی اقتداء کرے اور دوست اس سے رہنمائی حاصل کرے۔ کیونکہ دوست کا اثر گہرا ہوتا ہے۔

اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ دوست انسانی زندگی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ کتنے ہی صالح انسان ایسے ہیں جنہوں نے اپنے ساتھیوں اور دوستوں پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں اور وہ سب صالح بن گئے اور کتنے ہی ایسے بدطینت انسان ہیں جنہوں نے اپنے ساتھیوں کو بھی بدکردار بنا دیا۔

یہ ایک ایسا امر ہے جس کی تصدیق ہر ایک کرتا ہے، وجدان اس کی گواہی دیتا ہے، واقعات اس کے مؤید ہیں اور مفکرین بھی اس کی تصریح کرتے ہیں۔

اس بات کی بے پناہ اہمیت اور انسانی زندگی پر اس کے گہرے اثرات کے پیش نظر اہل بیت اطہار علیہم السلام کی طرف سے اس بارے میں متواتر فرمودات وارد ہوئے ہیں، جن میں لوگوں کو صالح افراد کو دوست بنانے کی تلقین فرمائی گئی ہے اور جرائم پیشہ اور مفسدین کو دوست بنانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

اہل بیت طہار علیہم السلام نے نہ صرف معین فرمائی بلکہ اچھے دوست کی صفات بھی بیان فرمائی ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ کیسے ساتھی بناؤ، کس سے محبت کرنی چاہیے۔

اس سلسلے میں احادیث بکثرت موجود ہیں۔ ان سب کا یہاں ذکر نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ ان میں سے چند کا ذکر ضرور کرتے ہیں جن میں اچھے دوست کی نہایت عمدہ پیرائے میں تصویر کشی فرمائی ہے اور برے دوستوں کی بھی اچھی نشاندہی فرمائی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سائلوا العلماء و خاطبوا الحکماء و جالسوا الفقراء۔(۱)

علماء سے سوال کیا کرو، حکماء سے ہم کلام رہو اور فقراء کی ہم نشینی اختیار کرو۔

کیونکہ علماء کے ساتھ بیٹھنے سے تزکیہ نفس ہوتا اور عقل کو جلا ملتی ہے اور معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مفکرین کے ساتھ گفتگو کرنے سے حکمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۔(۲)

اور جسے حکمت دی جائے گویا اسے خیر کثیر دیا گیا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

لا تصحب الا عاقلا تقیا ,ولا تخالط الا عالما ذکیا,و لا تودع سرك إلا مؤمناً وفیا ۔(۳)

صرف متقی عاقل کو اپنا ساتھی بناؤ اور صرف ذہین عالم کے ساتھ میل جول رکھو اور اپنا بھید صرف وفادار مؤمن کے سپرد کرو۔

(۱) بحار الانوار ۶۹: ۵۶ . باب ۴۳ . فصل الفقر و الفقراء وحبهم

(۲) ۲بقرہ: ۲۶۹ (۳) غرر الحکم ص ۴۲۲ . الفصل الناس مواعظ.....

نیز آپؑ نے فرمایا:

و اعلموا ان صحبة العالم و اتباعه دين يدان به ، و طاعته مكسبة للحسنات . ممحاة للسيئات و ذخيرة للمؤمنين ، و رفعة في حياتهم و مماتهم و جميل الا حدوثة عند موتهم . (۱)

اور جان لو کہ عالم کی صحبت میں رہنا اور اس کی اتباع کرنا بھی دین ہے اور اس کی اطاعت نیکیوں کے حصول اور گناہوں کے مٹ جانے کا ذریعہ، مؤمنین کے لئے ایک ذخیرہ، موت و حیات میں درجات کی بلندی اور مرتے وقت انجام کی خوبی ہے۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

مجالس الصالحين داعية إلى الصلاح . و آداب العلماء زيادة في العقل . (۲)

صلحاء کی ہم نشینی باعث اصلاح ہے اور آداب علماء عقل میں اضافے کا سبب ہیں۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

يا بني جالس العلماء . و زاحمهم بر كبتيك فان القلوب لتحيا بالحكمة كما تحيا الارض الميتة بوابل القطر (۳)

بیٹا! علماء کی ہم نشینی اختیار کرو اور ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرو کیونکہ دل حکمت سے اسی طرح زندہ ہو جاتے ہیں جس طرح بارش

سے خشک زمین۔

نیز فرمایا:

من یدخل مداخل السوء یتهم، و من یصاحب السوء لا یسلم، ومن یجالس العلماء یغنم (۴)

جو شخص برے مقامات پر جاتا ہے اس پر تہمت لگتی ہے، جو برے ساتھیوں میں رہتا ہے وہ برائی سے نہیں بچ سکتا اور جو علماء کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے وہ فائدے میں رہتا ہے۔

حوالہ جات

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۱۳۸۔ الفصل ثامن العلم والعالم...

(۲) بحار ۷۸: ۱۳۱۔ باب ۲۱۔ وصایا علی بن الحسین

(۳) بحار الانوار ۱: ۲۰۳۔ باب ۴۔ مذاکرہ العلم و مجالسۃ العلماء۔

(۴) ارشاد القلوب ۱: ۷۲۔ الباب ثامن عشر وصایا و حکم بلیغۃ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علیک باخوان الصدق فانهم عدۃ عند الرخاء و جنۃ عند البلاء۔ (۱)

ہمیشہ سچے دوستوں کو ہاتھ میں رکھو۔ کیونکہ وہ آزمائش کے دنوں میں سرمایہ اور برے دنوں میں محافظ ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا ساتھی افضل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا ذکرت اعانك واذا نسیت ذکرك (۲)

جب تجھے یاد رہے تو تیری اعانت کرے اور جب تو بھول جائے تو

یاد دلائے۔

ابن مسعود سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فلیکن جلساؤك الأبرار ، واخوانك الاتقیاء الزهاد لأن الله تعالیٰ قال فی کتابه : اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ (۳)

نیک لوگ تیرے ہم نشین اور باتقویٰ و زاہد لوگ تیرے دوست ہونے چاہئیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

آگاہ رہو! اس دن لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے، سوائے متقین کے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا:

یا اباذر لا تصاحب الا مؤمنا (۴)

اے ابوذر! تو صرف مؤمن کی صحبت اختیار کر۔

حوالہ جات

(۱) تحف العقول ص ۳۶۸ (۲) تحف العقول ص ۳۵۔

(۳) بحار الانوار ۷۱: ۱۰۱۔ باب ۵

(۴) وسائل الشیعہ ۲۲ : ۶۳۔ باب عدم جواز ....

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اسعد الناس من خالط کرام الناس (۱)

لوگوں میں خوش نصیب ہے وہ شخص جو نیک لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثلاث مجالستهم تميت القلوب، الجلوس مع الانذال والحديث مع النساء، والجلوس مع الاغنياء۔ (۲)

تین قسم کے لوگوں کی ہم نشینی سے دل مردہ ہو جاتے ہیں:

i۔ رذیل لوگوں کی ہمنشینی

ii۔ عورتوں کے ساتھ زیادہ باتیں کرنا

اور

iii۔ سرمایہ داروں کی ہم نشینی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا رأیتم الرجل قد اعطی الزهد فی الدنیا فاقتربوا منه فإنه یلقی الحکمة۔ (۳)

جب تم کسی شخص میں زہد و تقویٰ دیکھو تو اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ اس سے علم و حکمت کا فیض حاصل ہوگا۔

کس کو ساتھی بنانا چاہیے اور کس سے دوستی کرنی چاہیے؟ اس بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

من عامل الناس فلم یظلمهم و حدثهم فلم یکذبهم و وعدهم فلم یخلفهم فهو ممن کملت مروء ته و ظهرت عدالته و وجبت اخوّته۔ (۴)

جو لوگوں کے ساتھ معاملہ کرے تو ظلم نہ کرے، باتیں کرے تو جھوٹ نہ بولے، ان سے وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے، ایسا شخص کامل مروت اور عدل و انصاف کا مالک ہے اور اس کے ساتھ دوستی کرنا ضروری ہے۔

حوالہ جات

(۱) بحار الانوار ۱: ۲۰۲. باب ۲. مذاکرۃ العلم و مجالسۃ العلما

(۲) مشکاۃ الأنوار ص ۲۰۵. الفصل السادس فی آداب الجلوس....

(۳) بحار الانوار ۶۹: ۳۱۱. باب ۵۸. الزھد و درجاتہ......

(۴) وسائل الشیعۃ ۲۷: ۳۹۶. باب ما یعتبر فی الشاھد من العدا

جن لوگوں کی صفات حمیدہ سے فیض حاصل کیا جا سکے۔ ان کی ہم نشینی سے بہت کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المرء علی دین خلیله فالینظر احدھم من یخالل.

انسان اپنے دوست کی روش پر چلتا ہے، لہذا ہمیشہ یہ خیال رکھو کہ تم نے کسے دوست بنایا ہے۔(۱)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

العافیة عشر اشیاء تسع فی الصمت الا عن ذکر الله و عاشرة فی ترک مجالسة السفها. (۲)

عافیت و سلامتی دس چیزوں میں ہے، ان میں سے نو خاموشی اختیار کرنے میں ہیں اور دسویں خفیف العقل بیہودہ لوگوں کی ہم نشینی ترک کرنے میں ہے۔

حضرت علیؑ نے کمیل ابن زیاد سے فرمایا:

یا کمیل! قل الحق علی کل حال، و وادّ المتقین و اھجر الفاسقین. یا کمیل! جانب المنافقین، ولا تصاحب الخائنین. (۳) یا کمیل! لا بأس ان تعلم اخاک سراً. یا کمیل! من اخوک؟ اخوک الذی لا یخذلک عند

الشدة، ولا يقعد عنك عند الجريرة، ولا يخدعك حين تسأله۔ (۴)

اے کمیل کسی بھی حالت میں حق گوئی کو ترک نہ کرو، پرہیزگاروں کے دست و بازو بنو، فاسقین سے دوری اختیار کرو۔ اے کمیل! منافقین سے پہلوتہی کرو اور خائنوں کے ساتھی نہ بنو۔ اے کمیل! راز اپنے بھائی کے سپرد کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر تیرا بھائی کون ہے؟ بھائی وہ ہے جو مصیبت کے وقت تجھے تنہا نہ چھوڑے، جب تو اس سے سوال کرے تو تجھے دھوکہ نہ دے۔

حوالہ جات

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۳۲۶۔ باب استحباب صحبۃ خیار الناس....

(۲) مجموعۃ ورام ۲: ۱۱۲۔ الجزء الثانی...

(۳) بحار الانوار ۷۴: ۲۶۱۔ باب ۱۱۔ وصیتہ ؑ لکمیل بن زیاد النخعی

(۴) مستدرک الوسائل ۷: ۲۲۶۔ باب جواز الشکوی الی المؤمن خاصۃ۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تصحبن ابناء الدنیا فانك ان اقللت استقلوك و ان اكثرت حسدوك۔ (۱)

دنیا داروں کی صحبت اختیار نہ کرو، کیونکہ اگر تو تنگ دست ہوا تو یہ لوگ تجھے چھوڑ دیں گے اور اگر تو دولت مند ہوا تو وہ تجھ سے حسد کریں گے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

فساد الاخلاق معاشرۃ السفهاء و صلاح الاخلاق

معاشرۃ العقلاء ۔(۲)

کم عقل لوگوں کے ساتھ رہنے سہنے سے اخلاق بگڑ جاتا ہے اور عقلمند لوگوں کے ساتھ رہنے سے اخلاق سدھر جاتا ہے۔

نیز فرمایا:

صدیق الجاهل معرض للعطب ۔(۳)

جاہل کا دوست ہلاکت کے خطرے سے دوچار ہوتا ہے۔

نیز فرمایا:

عاشر اهل الفضائل تسعد و تنبل (۴)

صاحب فضیلت کے ساتھ رہا کرو، اس طرح تم بھی سعادت مند اور شریف بن جاؤ گے۔

حوالہ جات

(۱) غرر الحکم ص ۴۲۲۔ متفرقات....

(۲) بحار الانوار ۱: ۱۶۰۔ باب ۴۔ علامات العقل وجنوده...

(۳) غرر الحکم ص ۴۲۲۔ لا تصحب الجاهل...

(۴) حوالہ جات سابق ص ۴۲۹۔ صاحب العقلاء....

آپؑ نے فرمایا:

مجالسة العقلاء تزيد في الشرف (۱)

عقل مندوں کی ہم نشینی سے شرافت میں اضافہ ہوتا ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تصحبن من لا عقل له (۲)

کم عقلوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرو

نیز آپؑ نے فرمایا:

ایاك و قرین السوء فانه کالسیف المسلول یروق منظره ویقبح اثره.

خبردار! برے ساتھی سے بچو، کیونکہ وہ برہنہ تلوار کی مانند ہے جو دیکھنے میں اچھی لگتی ہے لیکن برا اثر رکھتی ہے۔

نیز فرمایا:

مصاحبة الابرار توجب الشرف (۳) (و) مصاحبة الأشرار توجب التلف.(۴)

شریف لوگوں کی ہم نشینی سے شرافت میں اضافہ ہوتا ہے اور برے لوگوں کی مصاحبت سے انسان تلف ہو جاتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

فر الفرار کله من الأحمق اللئیم (۵)

کمینے احمقوں سے کوسوں دور رہو۔

نیز فرمایا:

لا تصحب المائق فانه یزین لك فعله. ویود ان تکون مثله.(۶)

احمق کے ساتھ نہ رہو کیونکہ وہ اپنا عمل تمہارے سامنے سجا کر پیش کرے گا اور چاہے گا کہ تو اس جیسا بنے۔

حوالہ جات

(۱) بحار الانوار ۷۷:۶. تتمہ باب ۱۵. مواعظ امیر المؤمنینؑ

(۲) غرر الحکم ص ۲۱۸. لاتعدن صدیقا من....

(۳) غرر الحکم ص ۴۲۹۔ قارن اھل الخیر۔ مصاحبة الابرار کی بجائے مجالسة الابرار کے ساتھ۔

(۴) حوالہ جات سابق ص ۴۲۱۔ مصاحبة الاشرار و آثارھا۔

(۵) بحار الانوار ۷۱: ۱۸۶۔ باب ۱۳۔ من ینبغی مجالستہ و مصاحبتہ۔

(۶) بحار الانوار ۷۱: ۱۹۱۔ باب ۱۴۔ من لا ینبغی مجالستہ و مصادقة۔

نیز فرمایا:

عدو عاقل خیر امن قرین احمق۔ (۱)

دانا دشمن، نادان دوست سے بہتر ہے۔

فرض کیجئے آپ اس قسم کے ساتھیوں کے زیر اثر نہیں آتے اور نہ ہی ان کے فاسد افکار، باطل عقائد اور رذیل اخلاق سے متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کی شہرت تو یقینا متاثر ہوگی اور لوگوں میں آپ کا ذکر متاثر ہوگا، کیونکہ جب آپ کا ذکر ہوگا تو آپ کے ساتھیوں کا بھی ذکر ہوگا۔ اس لئے حضرت علیؑ نے ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

ایاك و قرین السوء فانك به تعرف۔

خبردار! برے لوگوں کو اپنا ساتھی نہ بناؤ، کیونکہ انہی کے ساتھ پہچانے جاؤ گے۔

نیز فرمایا:

لا تصاحب ھمازا فتعمر تابا، ولا تخالط ذا فجور فتری متھما۔ (۲)

لوگوں کی عیب جوئی کرنے والوں کا ساتھی نہ بن، ورنہ لوگ تجھ پر بھی شک کریں گے۔ فاسق و فاجر کی صحبت اختیار نہ کر، ورنہ تو بھی متہم ہوگا۔

امام حسینؑ نے فرمایا:

مجالسة الدناة شر و مجالسة اهل الفسوق ريبة۔

پست لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرنا ایک برا عمل ہے اور فاسق و فاجر لوگوں کے ساتھ بیٹھنا شک و شبہ کا باعث ہے۔

حوالہ جات

(۱) بحار الانوار ۷۵: ۱۱۔ تتمہ باب ۱۵ مواعظ امیر المؤمنینؑ۔ قرین أحمق کی بجائے صدیق أحمق کے ساتھ۔

(۲) حوالہ جات سابق ۷۵: ۱۰۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

لا تصحبوا اهل البدع و لا تجالسوهم فتصيروا عند الناس كواحد منهم. قال رسول الله ﷺ: المرء على دين خليله وقرينه۔ (۱)

اہل بدعت کے ساتھ بیٹھو اور نہ ان کے ہم نشین بنو، ورنہ تم بھی ان میں سے ایک شمار ہو گے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے: انسان اپنے دوست و ساتھی کی روش پر چلتا ہے۔

امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے ایک شخص سے فرمایا: تو عبدالرحمن بن یعقوب کے ساتھ کیوں رہتا ہے؟ اس نے جواب دیا: حضور وہ میرا ماموں ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

انه يقول في الله قول عظيما. يصف الله ولا يوصف فإما جلست معه وتركتنا وأما جلست معنا وتركته۔

وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں نہایت نامناسب باتیں کرتا ہے۔ اگر تو

نے اس کے ساتھ بیٹھنا ہے تو ہمیں چھوڑ دے اور اگر ہمارے ساتھ بیٹھنا ہے تو اسے چھوڑ دے۔

اس شخص نے عرض کیا: وہ جو چاہے کہے، اس کا مجھ سے کیا تعلق ہے، جبکہ میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔امامؑ نے فرمایا:

اما تخاف ان تنزل نقمة فتصيبكم جميعاً ۔(۲)

کیا تجھے اس بات کا خوف نہیں کہ عذاب نازل ہو جائے اور تم سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔

اگر برے ساتھیوں سے شہرت ہی متاثر ہوتی تو بھی قابل درگزر ہو سکتا تھا، لیکن ایسا نہیں ہے۔ برے دوستوں سے انسان کا اخلاق متاثر اور افکار مسموم ہو جاتے ہیں۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ضمن میں بہترین مثال ارشاد فرمائی ہے۔

ان مثل جليس الصالح و جليس السوء كحامل المسك و نافخ الكير ۔ فحامل المسك إما ان يحدثك و اما ان تبتاع منه و إما ان تجد منه ريحاً طيبة و نافخ الكير إما ان يحرق ثيابك و إما أن تجد منه ريحا خبيثة ۔(۱)

بے شک صالح دوست مشک بردار اور برا دوست بھٹی میں ہوا جھونکنے والے کی مانند ہے۔ مشک بردار یا تجھ سے ہم کلام ہو گا یا اس سے تو اسے خرید ے گا یا پھر تو اس کی خوشبو محسوس کرے گا اور دوسرا شخص (برا دوست) یا تو تیرے کپڑے جلائے گا یا اس سے تجھے بد بو آئے گی۔

(۱) الکافی ۲: ۲۰۵۔باب مجالسة اهل المعاصی..... (۲) حوالہ جات سابق ۲: ۳۷۴۔

اس لیے ہمیں اہل خیر اور صالح افراد کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا ہے

تاکہ ہم ان کی پرہیزگاری اور بھلائی سے فیض یاب ہو سکیں ۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تجسلوا إلا عند من يدعو كم من خمس الى خمس من الشك الى اليقين و من الكبر الى التواضع و من العداوة الى المحبة و من الرياء الى الإخلاص و من الرغبة الى الزهد. (۲)

تم صرف ایسے لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرو جو تمہیں پانچ برائیوں سے پانچ اچھائیوں کی طرف بلائیں: شک سے یقین، تکبر سے تواضع، عداوت سے محبت، ریاکاری سے خلوص اور لالچ سے زہد کی طرف۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

ان قرين السوء يغير جليسه (۳)

برا ساتھی اپنے ہم نشین کو بدل دیتا ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

حوالہ جات

(۱) مجموعة ورام ۲: ۲۶۶ . باب ذکر جمل من مناهي رسول الله (ص)

(۲) حوالہ جات سابق ۲: ۱۱۰

(۳) بحار الانوار ۷۵: ۹۹ . باب ۱۸ . ما اوصى به امير المؤمنين ؑ عند وفاته

مجالسة اهل اللهو ينسى القران و يحضر الشيطان (۱)

تماش بینوں کی ہم نشینی سے قرآن فراموش اور شیطان نزدیک ہوتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

قارن اهل الخیر تکن منهم، وباین اهل الشر تبن عنهم. (۲)

اہل خیر کے ساتھ رہو شاید تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ اور اہل شر سے دوری اختیار کرو تاکہ تم ان سے جدا رہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

قل الحق و قرب المتقین و اهجر الفاسقین و جانب المنافقین ولا تصاحب الخائنین. (۳)

حق بات کہو اور متقین کی صحبت، فاسقین سے دوری اور منافقین سے پہلو تہی اختیار کرو اور خائنوں کی مصاحبت سے بچو۔

آپؑ سے سوال کیا گیا کون سا ساتھ برا ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

المزین لك معصیة الله. (۴)

جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو سجا کر تیرے لئے پیش کرے۔

نیز فرمایا:

ینبغی للمسلم ان یجتنب مؤاخاة الکذب فإنه یکذب حتی یجیئ بالصدق فما یصدق. (۵)

مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ جھوٹے سے دوستی نہ کرے کیونکہ جب وہ سچ بھی بولتا ہے تو اس کے سچ کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔

حوالہ جات

(۱) حوالہ جات سابق ۶۳: ۲۹۱. باب ۱۳. خطبه صلوات الله علیه المعروفة.

(۲) حوالہ جات سابق ۷۱: ۱۸۹. باب ۱۲. من ینبغی مجالسته ومصاحبته.

(۳) حوالہ جات سابق ۷۵: ۸۰. تتمہ باب ۱۵. مواعظ امیر المؤمنین ؑ

(۴) حوالہ جات سابق ۷۱: ۱۹۰. باب ۱۳. من لا ینبغی مجالستہ و مصادۃ

(۵) مصادقۃ الإخوان ص ۷۸. ما باب ملاطفۃ الإخوان

حضرت علیؑ نے منبر کوفہ سے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يا معشر المسلمين ليؤاخي المسلم المسلم و لا يؤاخين الفاجر، ولا الأحمق ولا الكذاب. فان الفاجر يزين لك فعله، و يحثك انك تأتي مثله، ولا يعينك على امر دينك و دنياك فمدخله عليك و مخرجه من عندك شين عليك. و اما الاحمق: فانه لا يطيع مرشداً، و لا يستطيع صرف السوء عنك، و ربما اراد أن ينفعك فيضرك، بعده خير من قربه، و سكوته خير من منطقه، و موته خير من حياته. و اما الكذاب: فانه لا ينفعك، ويسبب لك العداوة، و يثبت لك السخائم في الصدور، ويفشي سرك، و ينقل حديثك، و ينقل احاديث الناس بعضهم الى بعض. (۱)

مسلمانو! مسلمان اپنے مسلم بھائی سے دوستی کرے، فاجر، احمق اور جھوٹے سے نہیں۔ کیونکہ فاجر اپنے عمل کو سجا کر تجھے ایسا کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور تیرے دین و دنیا کے معاملات میں تیری مدد نہیں کرتا، لہذا تیری طرف اس کی آمد و رفت تیرے لئے عیب ہے۔ احمق کسی مرشد کی اطاعت نہیں کرتا اور نہ ہی وہ تجھ سے کوئی بلا ٹال سکتا ہے، بلکہ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ وہ تجھے فائدہ پہنچانا چاہے گا لیکن

تجھے ضرر پہنچے گا۔ اس کی دوری قربت سے، اس کی خاموشی اس کی گفتگو سے اور اس کی موت اس کی زندگی سے بہتر ہے۔ جھوٹا، تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا، تیرے لئے بہت سے کینوں کا سبب بنے گا، تیرا راز فاش کرے گا، تیری باتیں دوسروں کو بتائے گا اور لوگوں کی باتیں ایک دوسرے کو بتائے گا۔

(۱) حوالہ جات سابق ص۱۰، مج باب من یجب اجتناب مواخاته۔

آپؑ نے اپنے فرزند حضرت امام حسینؑ سے فرمایا:

یا بنی: ایاك و مصادقة الاحمق فانه یرید ان ینفعك فیضرك۔ و ایاك ومصادقة البخیل فانه یبعد عنك احوج ما تکون الیه۔ وایاك و مصادقة الفاجر فانه یبیعك بالتافه۔ و ایاك و مصادقة الکذاب فانه کالسراب یقرب علیك البعید و یبعد علیك القریب۔(۱)

بیٹا! احمق سے دوستی نہ کرنا، وہ تجھے فائدہ پہنچانے کی کوشش میں نقصان پہنچائے گا۔ بخیل سے دوستی نہ کرنا، وہ تجھ سے اس چیز کو دور کر دے گا جس کی تجھے سخت ضرورت ہے اور فاجر سے دوستی نہ کرنا، وہ تجھے کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا۔ جھوٹے سے دوستی نہ کرنا وہ سراب کی مانند دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور دکھائے گا۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ینبغی للمسلم ان یجتنب مواخاة ثلاثه: الفاجر و الأحمق و الکذاب۔ فاما الفاجر: فیزین لك فعله و

يحب انك مثله، و لا يعينك على امر دينك و معادك، فمقارنته جفاء و قسوة و مدخله عار عليك. و اما الأحمق: فانه لا يشير عليك بخير و لا يرجى لصرف السوء عنك ولو جهد نفسه و ربما اراد نفعك فضرك، فموته خير من حياته، و سكوته خير من منطقه، و بعده خير من قربه و اما الكذاب فانه لا يهنيك معه عيش، ينقل حديثك و ينقل اليك الحديث حتى انه يحدث بالصدق فلا يصدق، يغري بين الناس بالعداوة فيثبت الشحناء في الصدور. فاتقوا الله و انظروا لانفسكم (۲)

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ ان تین افراد کی دوستی سے اجتناب کرے: فاجر، احمق اور کذاب۔ فاجر اپنا عمل تیرے لئے سجا کے پیش کرتا ہے اور تجھے اپنی مانند بنانا چاہتا ہے۔ وہ دین و آخرت میں تیری کوئی مدد نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ رہنا جفا اور ناانصافی ہے اور اس کا تیرے پاس آنا تیرے لئے ننگ و عار ہے اور احمق: کسی خیر و بھلائی میں تیرے لئے مددگار نہ ہو گا اور کوشش کے باوجود تجھ سے نہ کوئی بلا ٹال سکے گا۔ کبھی تو ایسا ہو گا کہ وہ تجھے فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر تجھے نقصان پہنچے گا۔ اس کی موت زندگی سے، اس کی خاموشی گفتگو سے اور اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور جھوٹے کے ساتھ تجھے آرام و سکون کی زندگی میسر نہیں آئے گی۔ وہ تیری باتیں دوسروں کو اور دوسروں کی باتیں تجھ سے بیان کرے

گا۔ حتیٰ کہ جب وہ سچ بھی بولے گا تو اس کی تصدیق کوئی نہیں کرے گا۔ وہ لوگوں میں عداوت پھیلاتا اور سینوں میں کینہ پیدا کرتا ہے۔ لوگو! اللہ سے ڈرو اور اپنے آپ پر نظر رکھو۔

حوالہ جات

(۱) وسائل الشیعۃ ۱۲: ۳۳۔ ۱۶۔ باب تحریم مصاحبۃ الکذاب والفاسق....

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۴۲۔ باب ۱۶۔ ما جمع من جوامع کلم امیر المؤمنین

درج ذیل اشعار بھی آپؑ کی طرف منسوب ہیں۔

فلا تصحب اخا الجهل وایاك وایاه
فكم من جاهل اردى حكيما حين اخاه
يقاس المرء بالمرء اذا ما هو ماشاه
وللمرء من المرء مقاييس واشباه
وللقلب على القلب دليل حين يلقاه(۱)

خبردار۔ کسی جاہل کی ہم نشینی اختیار نہ کرو، کتنے ہی جاہل ایسے ہیں جنہوں نے ان مفکرین کو ہلاک کر دیا جنہوں نے جاہلوں کو اپنا دوست بنا لیا تھا۔ جب انسان کسی کے ساتھ چلتا پھرتا ہے تو اس سے اسے پرکھا جاتا ہے۔ انسان کا انسان ہی سے قیاس کیا جاتا ہے۔ جب دلوں کا ملاپ ہوتا ہے تو دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

(۱) دیوان علی ص ۳۲۔ تحذیر از مجالست جاہلان و تنفیر از مؤانست غافلان

حضرت امام حسنؑ نے جنادہ سے فرمایا:

واذا نازعتك الى صحبة الرجال حاجة فاصحب من اذا صحبته زانك، واذا خدمته صانك. واذا اردت معونة

اعانك، وان قلت صدق قولك، وان صلت شد صولك و
ان مددت يدك بفضل مدها. و ان بدت منك ثلمة
سدها و ان رأى منك حسنة عدها. و ان سالته
اعطاك، وان سكت عنه ابتداك و ان نزلت بك احدى
الملمات و اساك. من لا تأتيك منه البوائق. و لا
يختلف عليك منه الطرائق، ولا يخذلك عند الحقائق و
ان تنازعتما منقسماً اثرك.(۱)

جب ضرورت کسی کی صحبت اختیار کرنے پر مجبور کرے تو ایسے کی صحبت اختیار کر جس کی صحبت تجھے زیب دے، جب اس کی خدمت کرے تو تجھے تحفظ ملے، جب تجھے مدد کی ضرورت ہو تو تیری اعانت کرے، جب تو بات کرے تو وہ تیری تصدیق کرے، تو حملہ آور ہو تو تیرے حملے کو شدید کرے، جب تو کسی احسان کے لئے ہاتھ پھیلائے تو وہ ہاتھ بڑھائے، جب تجھ سے کوئی کوتاہی سرزد ہو تو اسے درست کرے، جب تجھ سے نیکی عمل میں آئے تو اس کا ذکر کرے۔ جب تو اس سے مانگے تو وہ تجھے عطا کرے، اگر تو اس سے بات نہ کرے تو وہ خود سے بات شروع کردے، اگر تجھ پر کوئی گردش و مصیبت آئے تو وہ تیری دستگیری کرے۔ وہ ایسا ہو جس سے تجھ پر کوئی زیادتی ہو اور نہ تو حوادث روزگار کا شکار ہو اور وہ حقائق میں تجھے رسوانہ کرے۔

(۱) بحار الانوار ۴۴: ۱۳۸، باب ۲۲، جمل تواریخه و احواله جات...

امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

ایاك و مصاحبة القاطع لرحمه فانی وجدته ملعونا فی کتاب الله۔ (۱)

قطع رحم کرنے والوں کی صحبت اختیار نہ کرو، کیونکہ میں نے اللہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ یہ لوگ ملعون ہیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ایاکم و صحبة العاصین و معونة الظالمین و مجاورة الفاسقین احذروا فتنتهم و تباعدوا من ساحتهم (۲)

گناہ گاروں کی صحبت اختیار نہ کرو۔ ظالموں کے معاون اور فاسقین کے مجاور نہ بنو۔ ایسے لوگوں کے فتنے سے خائف رہو اور ان سے دوری اختیار کرو۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

مجالسة الصالحین داعیة الی الصلاح۔ (۳)

صالح لوگوں کی صحبت، اصلاح کا ایک موثر سبب ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا:

لا تقارن ولا تؤاخ اربعة : الاحمق و البخیل و الجبان والکذاب.

واما الاحمق: فانه یرید ان ینفعك فیضرك

واما البخیل: فانه یأخذ منك ولا یعطیك

واما الجبان: فانه یهرب عنك وعن والدیه

واما الکذاب: فانه یصدق ولا یصدق۔ (۴)

چار آدمیوں سے قربت اور دوستی اختیار نہ کرو: احمق، بخیل، بزدل

اور جھوٹے سے۔

احمق: تجھے فائدہ دینے کی کوشش میں نقصان پہنچائے گا۔

بخیل: تجھ سے لیتا ہے، دیتا نہیں ہے۔

بزدل: تجھ سے اور اپنے والدین تک سے فرار کرے گا۔

کذاب: سچ بولتا ہے تو بھی اس کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔

حوالہ جات

(۱) الکافی ۲: ۶۴۲۔ باب مجالسۃ اهل المعاصی

(۲) حوالہ جات سابق ۸: ۱۶۔ صیفۃ علی بن الحسین ؑ و کلامہ فی الزھد۔

(۳) حوالہ جات سابق ۱: ۲۰۔ کتاب العقل والجهل

(۴) بحار الانوار ۷۱: ۱۹۱۔ باب ۱۳۔ من لا ینبغی مجالستہ و مصادقتہ....

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

من یصحب صاحب السوء لا یسلم (۱)

جو برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہ برائی سے نہیں بچ سکتا۔

امام باقرؑ نے فرمایا:

اذا اردت ان تعلم ان فیك خیرا فانظر الی قلبك فان کان یحب اهل طاعة الله ویبغض اهل معصیته ففیك خیر و الله یحبك و اذا کان یبغض اهل طاعة الله ویحب اهل معصیته فلیس فیك خیر و الله یبغضك و المرء مع من احبه ۔ (۲)

اگر تو اپنے آپ کو جانچنا چاہتا ہے کہ تجھ میں کوئی خیر و خوبی ہے یا نہیں تو یہ دیکھ کہ تیرے دل میں اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے

ساتھ محبت اور اس کی معصیت کرنے والوں سے نفرت ہے تو سمجھ لے کہ تجھ میں خوبی ہے اور اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے اور اگر اللہ کی اطاعت کرنے والوں سے عداوت اور اس کی معصیت کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے تو سمجھ لے کہ تجھ میں کوئی بھلائی نہیں ہے اور اللہ بھی تجھ سے نفرت کرتا ہے۔ انسان اس کے ساتھ محشور ہوتا ہے، جس سے دوستی و محبت رکھتا ہے۔

حوالہ جات

(۱) بحار الانوار ۶۸: ۲۷۸۔ باب ۷۸۔ السکوت والکلام وموقعھما و.....

(۲) الکافی ۲: ۱۲۶۔ باب الحب فی اللہ والبغض فی اللہ

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

احکم الناس من فرّ من جہال الناس ، و اسعد الناس من خالط کرام الناس، و اعقل الناس اشدھم مداراۃ للناس۔(۱)

لوگوں میں سب سے زیادہ باحکمت وہ ہے جو جاہل لوگوں سے دوری اختیار کرتا ہے اور سب سے سعادت مند وہ ہے جو شریف لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔ سب سے زیادہ عاقل وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ زیادہ رواداری سے پیش آتا ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ولا تصحب الفاجر فیعلمك من فجورہ وشاور فی امرك الذین یخشون اللہ عزوجل۔(۲)

فاجر کی صحبت اختیار نہ کرو، وہ تمہیں فسق و فجور ہی سکھائے گا۔ اللہ

کے معاملات میں ایسے لوگوں سے مشورہ کرو جو خوف خدا رکھتے ہیں

نیز آپؑ نے فرمایا:

و من لم یجتنب مصادقة الأحمق یوشك ان یتخلق بأخلاقه. (۲)

جو احمق کی دوستی سے اجتناب نہیں کرتا تو عین ممکن ہے کہ وہ بھی اس بے وقوف کا اخلاق اپنا لے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ایاکم و مجالسة الملوك و ابناء الدنیا ففی ذلك ذهاب دینکم. (۳)

بادشاہوں اور دنیا داروں کی صحبت اختیار نہ کرو۔ ایسا کرنے سے تمہارا دین ہاتھ سے نکل جائے گا۔

حوالہ جات

(۱) الفقیه ۴: ۳۷۳. و من الفاظ رسول الله ﷺ من الموجزة النبی۔

(۲) الخصال ۱: ۱۶۹. امر الباقر ؑ ابنه الصادق ؑ.....

(۳) مشکاة الانوار ص ۶۶. الفصل رابع فی منزلة الشیعة عند الله....

(۴) مستدرك الوسائل ۸: ۳۳۶. باب کراهة مشارکة العبد....

آپؑ نے فرمایا:

ما یمنعکم اذا بلغکم عن الرجل منکم ما تکرهون و ما یدخل علینا به الاذی ان تأتوه فتؤنبوه و تعذلوه و تقولوا له قولا بلیغا. قلت: جعلت فداك اذا لا یقبلون منا. قال: اهجروهم و اجتنبوا مجالسهم. (۱)

ان میں سے جب کسی سے تم ایسی کوئی بات سنتے ہو جس سے تم
کراہت کرتے ہو اور ہمیں اذیت ہوتی ہے تو تم کیوں ان کو تنبیہ
اور ملامت نہیں کرتے؟

(راوی کہتا ہے) میں نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، وہ ہماری بات نہیں مانتے۔ آپؑ نے فرمایا: ان سے دوری اختیار کرو اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرو

نیز آپؑ سے فرمایا:

لو انکم اذا بلغکم عن الرجل فمشیتم الیه فقلتم یا
هذا إما ان تعتزلنا او تحبنا او تکف عن هذا فان فعل
وإلا فاجتنبوه.(۲)

ان لوگوں میں سے کسی سے ایسی بات سننے میں آئے تو تمہیں اس
کے پاس جا کر کہنا چاہیے کہ یا تو تم ہم سے عزلت اختیار اختیار کرو یا
ہم سے محبت کرو یا ایسی باتوں سے باز آ جاؤ۔ اگر باز آ جائے تو
فبہا ورنہ اس سے دوری اختیار کرو۔

(۱) وسائل الشیعة ۱۶: ۱۴۵۔ ۴۔ باب وجوب هجر فاعل المنکر والتوصل....

(۲) مجموعة ورام ۲: ۶۹۔ الجزء الثانی.....

نیز آپؑ سے فرمایا:

لا تصحب خمسة: الکذاب فانك منه علی غرور و هو
مثل السراب یقرب منك البعید و یبعد منك
القریب. و الأحمق فانك لست منه علی شیء فانه یرید
ان ینفعك فیضرك و بخیل فانه یقطع بك احوج ما
تکون الیه. و الجبان فانه یسلمك ویفر عند الشدة. و
الفاسق فانه یبیعك باکلته او اقل منها. (۱)

پانچ افراد کی صحبت اختیار نہ کرو:

۱۔ کذاب: کیونکہ وہ سراب کی مانند ہے جو بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر کے دکھاتا ہے۔

۲۔ بیوقوف: کیونکہ اس کا تجھ سے کوئی ربط نہیں ہے۔ وہ تجھے فائدہ پہنچانے کی کوشش میں نقصان پہنچائے گا۔

۳۔ بخیل: کیونکہ وہ تجھ سے وہ چیز جدا کرے گا جس کی تجھے سخت ضرورت ہے۔

۴۔ بزدل: کیونکہ وہ تجھے ضرورت کے وقت چھوڑ دے گا۔

۵۔ فاسق: کیونکہ وہ تجھے صرف ایک لقمے یا اس سے کم میں فروخت کر دے گا۔

نیز آپؑ سے فرمایا:

لا تصحب الفاجر و لا تطلعه علی سرك و استشر فی امرك الذین یخشون ربهم۔ (۲)

فاجر کی صحبت اختیار کرو اور نہ اسے اپنے رازوں سے آگاہ ہونے دو۔ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

نیز آپؑ سے فرمایا:

ایاکم و مجالسة الملوك و ابناء الدنیا ففی ذلك ذهاب دینكم و یعقبكم نفاقاً و ذلك داء دوی لا شفاء له و یورث قساوة قلب و یسلبكم الخشوع۔ (۱)

دنیا میں دنیاداروں کی ہم نشینی اختیار نہ کرو۔ اس سے تمہارا دین ہاتھ سے نکل جائے گا اور نفاق پیچھے چھوڑ جائے گا۔ یہ ایسی بری

بیماری ہے کہ جس کی کوئی دوا نہیں اور یہ قساوت قلبی کا باعث ہے اور تم سے خشوع سلب کرنے والی ہے۔

(۱) اس روایت سے قریب ایک روایت الکافی ۲: ۱۳۱ باب من تکرہ من مجالستہ میں ہے۔

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۱۶۲، باب ۲۲۔ وصایا الباقر علیہ السلام

نیز آپؑ سے فرمایا:

ثلاثہ یجب علی کل انسان تجنبها: مقارنة الاشرار، و محادثة النساء و مجالسة أهل البدع۔ (۲)

ہر انسان کو ان تین چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے:

i۔ بروں کی ہم نشینی،

ii۔ عورتوں سے ہم کلام ہونا اور

iii۔ اہل بدعت کے ساتھ بیٹھنا۔

نیز آپؑ سے فرمایا:

مجالسته اهل الدین شرف الدنیا و الآخرة۔ (۳)

دینداروں کے ساتھ بیٹھنا دنیا و آخرت میں باعث شرف ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ایاك و مخالطة السفلة فان مخالطة السفلة لا تؤدی الی الخیر۔ (۴)

نچلے درجے کے لوگوں سے میل جول نہ رکھو۔ ان سے تمہیں خیر کی کوئی رہنمائی نہیں ملے گی۔

حوالہ جات

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۳۲۶، باب کراھة مجالسة الانذال والاغنیاء و محادثة النساء

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۲۳۲. باب ۲۳. مواعظ الصادق جعفر بن محمدؑ

(۳) الکافی ۱: ۳۹. باب مجالسة العلماء و صحبتهم

(۴) بحار الانوار ۷۵: ۲۳۹. باب ۲۳. مواعظ الصادق جعفر بن محمدؑ

نیز آپؑ نے فرمایا:

علیك بأخوان الصدق فانهم عدة عند الرخا. و جُنّة عند البلاء. و شاور فی حدیثك الذین یخافون الله. و أحبب الاخوان علی قدر التقوی. (۱)

سچے دوستوں کے ساتھ رہو کہ یہ لوگ آسودگی میں تیرے لیے سامان زندگی ہیں، مصیبت کے دنوں میں تیری سپر ہیں اور اپنے معاملات میں خوف خدا رکھنے والوں سے مشورہ کرو اور اپنے دوستوں سے تقویٰ کی بنیاد پر محبت کرو۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من داخل السفهاء حقر و من خالط العلماء وقر. (۲)

جو کم عقل لوگوں سے میل جول رکھتا ہے وہ خوار اور جو اہل علم کے ساتھ بیٹھتا ہے، وہ باوقار ہوتا ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تشاور الاحمق، ولا تستعن بکذاب، و لا تثق بمودة ملول فان الکذاب یقرب لك البعید و یبعد لك القریب. و الاحمق یجهد لك نفسه و لا یبلغ ما ترید: و الملول اوثق ما کنت به خذلك و اوصل ما کنت له قطعك. (۳)

احمق سے مشورہ نہ کرو۔ کسی جھوٹے سے مدد نہ مانگو اور بادشاہوں

کی محبت پر بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ جھوٹا قریب کو بعید اور بعید کو قریب کر کے دکھاتا ہے اور احمق تمہارے لیے بھرپور کوشش کرتا ہے، لیکن تمہارا مقصد پورا نہیں کر پاتا اور بادشاہوں پر جتنا بھی بھروسہ کرو، آخرکار وہ تمہیں رسوا کرے گا اور تم اس سے جتنی بھی صلہ رحمی کرو وہ تم سے قطع رحمی کرے گا۔

امام جوادؑ نے فرمایا:

حوالہ جات

(۱) بحار الانوار ۷۵: ۲۵۱۔ باب ۲۳ مواعظ الصادق جعفر بن محمدؑ۔

(۲) کشف الغمہ ۲: ۱۵۷۔ واما مناقبہ وصفاتہ۔

(۳) بحار الانوار ۷۵: ۲۲۹۔ باب ۲۳۔ مواعظ الصادق جعفر بن محمدؑ

ایاك و مصاحبة الشرير فانه كالسيف المسلول يحسن منظره يقبح اثره. (۱)

خبردار برے آدمی کے ساتھ نہ رہو، کیونکہ وہ بے نیام تلوار کی مانند ہے، جو دیکھنے میں اچھا لگتی ہے، لیکن اس کا اثر برا ہوتا ہے۔

یہ واضح ہے کہ برے لوگوں کی ہم نشینی اور کم عقل افراد کی صحبت اختیار کرنے سے تو گوشہ نشینی ہی بہتر ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے زہر سے آس پاس کے لوگوں کو آلودہ کرتے ہیں۔ اس لیے امام موسیٰ بن جعفرؑ فرماتے ہیں:

ایاك و مخالطة الناس و الانس بهم ان تجد منهم عاقلا و مامونا فائنس به و اهرب من سائرهم كهربك من السباع الضارية. (۲)

لوگوں سے میل جول نہ رکھو، نہ ہی ان سے انس پیدا کرو، جب تک

وہ عقلمند اور امین نہ ہوں۔ دوسروں سے اس طرح بھاگو جیسے
درندے سے بھاگتے ہو۔
حضرت علیؑ نے فرمایا:
کن بالوحدة انس منك بقرناء السوء. (۳)
تجھے برے لوگوں سے زیادہ تنہائی سے مانوس ہونا چاہیے۔
حضرت ابوذر غفاری نے اس سرچشمہ سے فیض حاصل کرتے ہوئے فرمایا:
الوحدة خير من جليس السوء. والجليس الصالح خير
من الوحدة.
برے ساتھی سے تنہائی بہتر ہے جیسا کہ نیک ساتھی تنہائی سے بہتر
ہے۔
بعض شاعروں نے بھی یہ مطلب بیان کیا ہے:

حوالہ جات

(۱) مستدرك الوسائل ۸: ۳۵۱۔ ۲۷۔ باب جملة ممن ينبغي اجتناب معاشر.
(۲) بحار الانوار ۷۵: ۳۱۱۔ باب ۲۵۔ مواعظ موسى بن جعفر ؑ وحكمه
(۳) غرر الحكم ص ۴۳۱۔ مصاحبة الاشرار وآثارها....

وحدة الانسان خير من جليس السوء عنده
وجليس الصدق خير من جلوس المرء وحده

انسان کے لئے گوشہ نشینی اور تنہائی برے ساتھی سے بہتر ہے اور
سچا دوست تنہائی سے بہتر ہے۔
حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا:
تحبّبوا الى الله ببغض اهل المعاصى و تقربوا الى الله .

بالتباعد عنهم، والتمسوا رضی الله بسخطهم۔ (۱)

معصیت کاروں سے بغض رکھ کر اللہ کی محبت، ان سے دوری اختیار کر کے اللہ سے قربت اور انہیں ناراض کر کے اللہ کی رضا حاصل کریں۔

چنانچہ خود قران مجید میں ارشاد ربانی ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔ (۲)

آپ کبھی ایسے افراد نہیں پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے (بھی) ہوں لیکن اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوں، خواہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔

نیز ارشاد الٰہی ہے:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ (۳)

پس آپ اس سے منہ پھیر لیں جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے اور صرف دنیاوی زندگی کا خواہاں ہے۔

بعض شاعروں نے کہا ہے:

(۱) مستدرک الوسائل ۱۲: ۱۹۶ باب وجوب هجر (۲) ۵۸ مجادلہ: ۲۲ (۳) ۵۳ نجم: ۲۹

صاحب اخا ثقة تحظ بصحبته

فالطبع مكتسب من كل مصحوب

كالريح آخذة مما تمرّ به

نتنا من النتن او طيباً من الطيب

قابل اعتماد لوگوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ ہر ساتھی کے مزاج سے کسب فیض ہوتا ہے، جیسا کہ ہوا جہاں سے گزرتی ہے، اس جگہ سے بدبو یا خوشبو لیتے گزرتی ہے۔

دوسرے شاعر نے کہا:

عن المرء لا تسال وسل عن قرینه
فکل قرین بالمقارن یقتدی
اذا کنت من قوم فصاحب خیارهم
ولا تصحب الاردی فتردی مع الردی

کسی کے بارے میں پتہ کرنا ہو تو اس کے ساتھی کا پتہ کرو، کیونکہ ہر ساتھی اپنے ہم نشین کی اقتداء کرتا ہے۔

برگزیدہ افراد کی صحبت اختیار کرو، پست فطرت افراد کی صحبت اختیار نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

دوستی کے حقوق اور حدود

ما أقبح بالرجل ان یعرفاخوہ حقه و لا یعرف حق اخیه

(وسائل الشیعة ۱۲: ۲۱۰_ ۱۲۲)

آدمی کے لیے کس قدر قبیح ہے کہ اس کا بھائی تو اس کے حق کی پاسداری کرے اور یہ اپنے بھائی کا حق ادا نہ کرے

آپ کو یہ علم تو ہو گیا ہو گا کہ آپ کے دوست اور رفیق میں کون سی صفات موجود ہونی چاہئیں اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا کہ ایسے افراد کو اپنا دوست بنانا چاہیے جو صالح ہوں، محرمات سے پرہیز اور اللہ کی اطاعت کرتے اور اچھے اخلاق اور نیک کردار کے اچھے اوصاف سے سرشار ہوں۔

اگر اس قسم کے اوصاف کے مالک میسر آ جائیں (جو کہ بہت مشکل امر ہے) تو ان پر پوری توجہ دیں، ان کے لیے اپنا دل کھول لیں اور اس میں انہیں سب سے بڑا مقام دیں۔

بصرہ میں ایک شخص نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ یا امیرالمومنینؑ دوستوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا:

الاخوان صنفان: اخوان الثقة و اخوان المكاشرة. فأما اخوان الثقة فهم كالكف و الجناح و الأهل و المال. فاذا كنت من اخيك على ثقة فابذل له مالك و يدك. وصاف من صافاه وعاد من عاداه وا كتم سره و أعنه. واظهر من الحسن. واعلم ايها السائل انهم اعز من الكبريت الاحمر. و اما اخوان المكاشرة: فانك

تصیب منهم لذتك فلا تقطعن ذلك عنهم، ولا تطلبن ما وراء ذلك من ضمیرهم وابذل ما بذلوا لك من طلاقة الوجه وحلاوة اللسان. (۱)

دوست کی دو قسمیں ہیں : ایک قابل اعتماد دوست اور دوسرا بظاہر خوش اخلاق ۔قابل اعتماد دوست: آپ کا دست و بازو، آپ کے اہل اور مال کی مانند ہے۔ اگر آپ کا بھائی قابل اعتماد ہے تو اُس کی جانی و مالی مدد کریں۔ اس کے دوستوں کو اپنا دوست اور اس کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھیں۔ اس کے راز کے امین رہیں اور ہمیشہ اس کے معاون و مددگار ہوں اور اس کی نیکیوں کا اظہار کریں اور اے سائل ! جان لے سچے دوست سرخ سونے سے بھی زیادہ کم یاب ہیں ۔بظاہر خوش اخلاق دوست: ان سے تم بظاہر لطف اندوز ہو گے اور ان کے ضمیر سے تمہیں زیادہ توقع بھی نہیں رکھنی چاہیے اور ان کی طرح تمہیں بھی بظاہر شیریں زبانی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے۔

(۱) وسائل الشیعة ۱۲: ۱۳۔ ۳ باب کیفیة المعاشرة مع اصناف الاخوان.

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

الأخلاء فی الرخاء کثیر   وإذا ما بلوت کانوا قلیلا
و إذا ما أصبت خلا حفیظا   راعیاً للاخاء برّاً وصولا
فتمسك بحبله أبد الدهر   و اکرم به أخاً و خلیلاً

آسودگی کے دنوں میں دوست بکثرت ہوتے ہیں۔ جب برا وقت آتا ہے تو یہ تھوڑے رہ جاتے ہیں۔ اگر کوئی وفادار اچھا دوست میسر آجائے تو اس کے ساتھ رہو اور اسے اپنا بھائی اور دوست

سمجھ کر اس کا اکرام کرو۔

اس قسم کے دوست اگر میسر آجائیں تو خوش نصیبی ہے۔ کیونکہ صالح دوست انسان کی سعادت اور خوش نصیبی کے اہم عوامل ہیں، چنانچہ امام صادقؑ فرماتے ہیں:

من سعادة المرء ان یکون متجره فی بلده و یکون له اولاد یستعین بهم و خلطاء صالحون و منزل واسع و امرأة حسناء اذا نظر الیها سرّ بها. (۱)

انسان کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی تجارت گاہ اپنے شہر میں ہو، مددگار اولاد، صالح دوست، وسیع گھر اور خوبصورت عورت ہو، جسے دیکھنے سے مسرت ملے۔

یہ بھی آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ دوستی کے کچھ حقوق ہیں اور ان کا تحفظ ضروری ہے نیز کچھ حدود ہیں جن سے تجاوز نہیں ہونا چاہیے، ورنہ محبت و دوستی کا سلسلہ منقطع اور اخوت کا عقد ٹوٹ جاتا ہے اور یہ ایک ایسا جرم ہے جو ناقابل عفو ہے۔

چنانچہ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں:

لا تضیع حق اخیك اتکالا علی ما بینك و بینه فانه لیس بأخ من ضیعت حقه و لا یکونن اخوك اقوی علی قطیعتك منك علی صلته. (۲)

اپنے مابین موجود تعلقات پر بھروسہ کر کے اپنے بھائی کے حقوق ضائع نہ کرو، کیونکہ جو اپنے دوست کا حق ضائع کرتا ہے وہ دوست نہیں ہے۔ آپ کے دوست کو آپ سے تعلق قطع کرنے پر اتنی قدرت نہیں ہونی چاہیے جتنی آپ کو اس سے تعلق قائم رکھنے پر ہے

امام صادقؑ نے فرمایا:

ما أقبح بالرجل ان يعرف اخوه حقه و لا يعرف حق اخيه. (۳)

آدمی کے لیے کس قدر قبیح ہے کہ اس کا بھائی تو اس کے حق کی پاسداری کرے اور یہ اپنے بھائی کا حق ادا نہ کرے۔

حوالہ جات

(۱) مستدرك الوسائل ۱۳: ۲۹۲. باب استحباب تجارة الإنسان في بلاده....

(۲) مشكاة الانوار ص ۱۰۶. الفصل السابع في ذكر ما يجب من حق....

(۳) وسائل الشيعة ۱۲: ۲۱۰. ۱۲۲. باب وجوب اداء حق المؤمن وجملة.......

آپؑ نے فرمایا:

من عظم دين الله عظم حق اخوانه. (۱)

جو دین خدا کی تعظیم کرتا ہے، وہ اپنے بھائیوں کے حقوق کا بھی احترام کرتا ہے۔

اہل بیت اطہارؑ کی طرف سے اچھی معاشرت، ہردلعزیزی اور لوگوں پر احسان کرنے کے بارے میں تواتر سے روایات موجود ہیں۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احسن مصاحبة من صاحبك تكن مسلماً. (۲)

اپنے ساتھی کے ساتھ اچھی رفاقت کرو گے تو مسلمان بنو گے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

امرني ربي بمداراة الناس كما امرني بأداء الفرائض (۳)

میرے پروردگار نے مجھے لوگوں کے ساتھ رواداری کا ایسے حکم دیا ہے جیسے واجبات کا۔

امام حسن مجتبیٰؑ نے فرمایا:

وصاحب الناس بمثل ما تحب ان یصاحبوک به تکن عدلا۔ (۴)

لوگوں کے ساتھ اس طرح رہو جیسے تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ یہ عدل ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا

لیس منا من لم یحسن صحبة من صحبه و مرافقة من رافقه، و مخالطة من خالطه، و مجاورة من جاوره، ومجاملة من جامله و ممالحة من مالحه۔ (۵)

وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو اپنے ساتھی کے ساتھ اچھا ساتھ، اپنے رفیق کے ساتھ اچھی رفاقت، اپنے میل جول رکھنے والوں کے ساتھ اچھا میل جول، اپنے ہمسایوں سے اچھی ہمسائیگی، رواداروں کے ساتھ اچھی رواداری نہ برتے اور آپ کے دسترخوان پر بیٹھنے والوں کے ساتھ نہ بیٹھے۔

حوالہ جات

(۱) مستدرک الوسائل ۹: ۴۹۔ ۱۰۵۔ باب وجوب اداء حق المؤمن وجملة....

(۲) وسائل الشیعة ۱۵: ۲۶۰۔ ۲۲۔ باب وجوب اداء الفرائض....

(۳) الکافی ۲: ۱۱۶۔ باب المداراة....

(۴) بحار الانوار ۷۵: ۱۱۲۔ باب ۱۹۔ مواعظ الحسن بن علیؑ

(۵) مشکاة الانوار ص ۱۸۳۔ الفصل الثانی فی آداب المعاشرة....

امام رضاؑ سے سوال کیا گیا کہ عقل کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

التجرع للغصة و مداهنة الأعداء ومداراة الأصدقاء۔(۱)

اندوہ کو پی جانا، دشمنوں سے نرمی اور دوستوں سے رواداری۔

(۱) بحار الانوار ۷۵: ۴۲۳۔ باب ۸۶۔ التقیة والمداراة.....

اہل بیت اطہارؑ کی طرف سے بے شمار ایسی احادیث موجود ہیں جن میں ان حقوق و حدود کا ذکر ہے جو دوستوں میں ہونی چاہئیں تا کہ محبت کا رشتہ مضبوط ہو اور وہ مقاصد پورے ہوں جن کے لیے دوستی اور اخوت قائم کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ ان حقوق کے بارے میں واردشدہ احادیث کا ایک حصہ ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک حدیث کا بغور مطالعہ کیجیے۔ ان حقوق کا اپنے دوستوں اور ساتھیوں اطلاق اور ان نصیحتوں پر عمل کیجیے۔ آپ دیکھیں گے کہ ان کے ایسے نتائج آپ کے سامنے آئیں گے جن کا آپ پہلے اندازہ نہیں کر سکتے تھے اور آپ کو آئمہ اہل بیتؑ کی تعلیمات میں موجود گہرے اثرات کا بھی بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

للمسلم على اخيه ثلاثون حقاً لابراءة له منها الا بأدائها او العفو۔ يغفر زلته و يرحم عبرته و يستر عورته و يقبل عثرته و يقبل معذرته و يرد غيبته و يديم نصيحته و يحفظ خلته و يرعى ذمته و يعود مرضه و يشهد ميتته و يجيب دعوته و يقبل هديته ويكافى صلته و يشكر نعمته و يحسن نصرته و يحفظ حليلته و يقضى حاجته و يستنجح مسألته و يسمت عطسته ويرشد ضالته ويرد سلامته ويطيب كلامه و

یوالی ولیه و لا یعادیه و ینصره ظالماً و مظلوماً فاما نصرته ظالماً فیردہ عن ظلمه و اما نصرته مظلوما فیعینه علی اخذحقه و لا یسلمه و لا یخذله و یحب له من الخیر ما یحب لنفسه و یکرہ مایکرہ لنفسه ثم قال: انا احد کم لیدع من حقوق أخیه شیئا فیطالبه به یوم القیامة فیقضی له علیه.(۱)

مسلمان کے ذمے اپنے بھائی کے تیس (۳۰) حقوق ہیں جنہیں ادا یا معاف کیے بغیر ان سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا:

۱۔ اس کی لغزشوں سے درگزر کرے

۲۔ اس کی چشم گریاں پر رحم کرے

۳۔ اس کی پردہ پوشی کرے

۴۔ اس کی غلطی کو معاف کرے

۵۔ اس کی معذرت قبول کرے

۶۔ اس کی غیبت گوئی کو مسترد کرے

۷۔ اسے ہمیشہ نصیحت کرے

۸۔ اس کی دوستی کی پاسداری کرے

۹۔ اس کی ذمہ داریوں کا لحاظ کرے

۱۰۔ بیماری میں اس کی عیادت کرے

۱۱۔ اس کے جنازے پر حاضر ہو

۱۲۔ اس کی دعوت قبول کرے

۱۳۔ اس کا تحفہ قبول کرے

۱۴۔ اس کے احسان کی جزا دے

۱۵۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے
۱۶۔ اس کی اچھی نصرت کرے
۱۷۔ اس کے ناموس کی حفاظت کرے
۱۸۔ اس کی حاجت روائی کرے
۱۹۔ اس کے مسائل کے لیے حل تلاش کرے
۲۰۔ اس کے چھینکنے پر اسے دعا دے
۲۱۔ اس کی گمشدہ چیز کو تلاش کرے
۲۲۔ اس کے سلام کا جواب دے
۲۳۔ اس کے ساتھ شیریں کلامی سے پیش آئے
۲۴۔ اس کے دوستوں سے دوستی کرے
۲۵۔ اس کے دوستوں کے ساتھ دشمنی نہ کرے
۲۶۔ وہ ظالم ہو یا مظلوم اس کی مدد کرے۔ ظالم ہونے کی صورت میں مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے باز رکھے، مظلوم ہونے کی صورت میں مدد یہ ہے کہ اس کا حق دلا دے۔
۲۷۔ اسے اکیلا نہ چھوڑے
۲۸۔ اسے ظالم کے سپرد نہ کرے
۲۹۔ اسے رسوا نہ کرے
۳۰۔ جو اپنے لیے ناپسند کرے اُس کے لیے بھی ناپسند کرے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم اپنے بھائی کا حق ترک کرتے ہو اور روز قیامت اس کا مطالبہ کیا گیا تو فیصلہ تمہارے خلاف ہو گا۔

(۱) وسائل الشیعۃ ۱۲: ۲۱۲۔ ۱۲۲۔ باب وجوب أداء الحق المؤمن وجملۃ من حقوقہ....

۲۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

للمؤمن علی المؤمن سبعة حقوق واجبة من الله تعالیٰ: الاجلاله فی عینه والودله فی صدره، والمواساة له فی ماله وان یحرم غیبته وان یعوده فی مرضه وان یشیع جنازته وان لا یقول بعد موته الا خیرا۔ (۱)

مؤمن پر مؤمن کے سات حقوق اللہ تعالیٰ کی جانب سے واجب ہیں:

۱۔ اپنی نظر میں اس کی عزت وتوقیر۔

۲۔ اپنے دل میں اس کی محبت

۳۔ اپنے مال میں اس کے ساتھ ہمدردی

۴۔ اس کی عدم موجودگی میں اس کا احترام

۵۔ بیماری میں اس کی عیادت۔

۶۔ اس کے جنازے کی تشیع۔

۷۔ مرنے کے بعد اس کا صرف ذکر خیر۔

(۱) وسائل الشیعة ۱۲: ۲۰۸۔ ۱۲۲۔ باب وجوب اداء حق المؤمن وجملة

۳۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

لا یکون الصدیق صدیقاً حتی یحفظ اخاه فی ثلاث: فی غیبته ونکبته ووفاته۔ (۱)

دوست اس وقت تک دوست نہیں ہوتا جب تک وہ تین موقعوں پر اپنے بھائی کی حفاظت نہ کرے:

i۔ جب وہ غائب ہو جائے۔

ii۔ جب اس پر کٹھن وقت آئے۔

iii۔ جب وہ وفات پا جائے

(۱) حوالہ جات سابق ۱۲: ۲۶۔ ۱۲۔ باب استحباب مصادقة....

۴۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

و اما حق الصاحب فأن تصحبه بالفضل ما وجدت اليه سبيلا و الا فلا اقل من الانصاف و ان تكرمه كما يكرمك و تحفظه كما يحفظك و لا يسبقك فيما بينك وبينه الى مكرمة فان سبقك كافاته و لا تقصر به عما يستحق من المودة. تلزم نفسك نصيحته و حياطته. معاضدته على طاعة ربه و معونته على نفسه فيما يهم به من معصية ربه۔ ثم تكون عليه رحمة. ولا تكون عليه عذاباً ولا قوة إلا بالله۔ (۱)

ساتھی کا حق یہ ہے کہ اسے حتی المقدور ترجیح دو۔ اگر ایسا نہ ہو تو کم سے کم برابری ضرور کرو۔ اس کا اکرام کرو جیسے وہ تمہارا اکرام کرتا ہے، اس کا تحفظ کرو جیسے وہ تمہارا تحفظ کرتا ہے۔ آپس میں کسی اچھے کارنامے میں وہ تم پر سبقت نہ لے جائے۔ اگر سبقت لے جاتا ہے تو اسے اس کا صلہ دو۔ جتنی محبت کا وہ مستحق ہے اس میں کوتاہی نہ کرو۔ اس کی نصیحت کو اپنے آپ پر لازم قرار دو اور اللہ کی اطاعت پر اس کی مدد کرو۔ اللہ کی معصیت کے خلاف اس کی مدد کرو۔ اس کے لیے رحمت بنو، عذاب نہ بنو۔ طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ ہے۔

۵۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

احبب اخاك المسلم واحب له ماتحب لنفسك و اكره له ماتكره لنفسك و اذا احتجت فسله و اذا سألك فاعطه و لا تدخر عنه خيراً فانه لا يدخره عنك. وان شهد فزره وأجلّه واكرمه فانه منك وأنت منه. و ان كان عليك عاتبا فلا تفارقه حتى تسل سخيمه و إذا اصابه خير فاحمد الله عليه. و ان ابتلى فاعضده و تحمل له. (۲)

اپنے مسلم بھائی کے ساتھ محبت کرو اور اس کے لیے وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے اس کے لیے بھی پسند نہ کرو۔ اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو اس سے مانگو۔ اگر وہ تم سے مانگے تو اسے دے دو۔ کوئی بھلائی اس سے نہ روکو، وہ تم سے نہیں روکے گا۔ اگر وہ حاضر ہے تو اس کی زیارت کے لیے جاؤ۔ اس کی تجلیل و تکریم کرو، اس لیے کہ وہ تم سے ہے اور تم اس سے ہو، اگر وہ تم سے ناراض ہے تو اس کی ناراضگی ختم ہونے تک اس سے جدا نہ ہو۔ اگر اسے کامیابی حاصل ہو تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی مدد کرو اور اس کے لیے مشقت اٹھاؤ۔

(۱) مستدرک الوسائل ۱۱: ۱۶۲۔ ۲۔ باب جملة مما ینبغی القیام به من.

(۲) بحار الانوار ۷۱: ۲۲۲۔ باب ۱۵۔ حقوق الاخوان والاستحباب تذا کرهم....

۶۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

اذكر اخاك اذا تواری عنك بما تحب ان يذكرك اذا

تواریت عنه ودعه من کل ما تحب ان یدعك منه فان ذلك هو العمل۔ (۱)

اپنے دوست کی عدم موجودگی میں اس کا یوں ذکر کرو جیسا کہ تم اپنی عدم موجودگی میں اپنا ذکر چاہتے ہو اور ہر وہ بات اس سے دور رکھو جسے تم اپنے سے دور رکھنا پسند کرتے ہو، کیونکہ عمل اسی کو کہتے ہیں۔

۷۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

من حق المؤمن علی أخیه ان یشبع جوعته و یواری عورته و یفرج عنه کربته و یقضی دینه فاذا مات خلفه فی اهله و ولده۔ (۲)

مؤمن کا اپنے برادر مؤمن پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی بھوک ختم کرے، اس کی ستر پوشی کرے، اس کی مصیبت کو ٹال دے۔ اس کا قرض ادا کرے۔ اگر مر جائے تو اس کے اہل و اولاد میں اس کی جگہ لے۔

(۱) مشکاة الانوار ص ۱۰۰۔ الفصل الثانی فی آداب المعاشرة.....

(۲) الکافی ۲: ۱۶۹۔ باب حق المؤمن علی أخیه وأداء حقه۔

۸۔ امام صادقؑ نے فرمایا:

الصداقة محدودة فمن لم تکن فیه تلك الحدود فلا تنسبه الی کمال:

أولها: ان تکون سریرته و علانیته واحدة

و الثانیة: ان یری زینك زینه و شینك شینه

و الثالثة: لا یغیره مال ولا ولد.

و الرابعة: ان لا یمسك شیئاً مما تصل الیه

مقدرته. والخامسة: ان لا یسلمك عند النكبات.

(۱)

دوستی کی کچھ حدود ہیں جس میں یہ موجود نہ ہوں، اسے رتبہ کاملہ حاصل نہیں ہے:

اول: یہ کہ اس کا ظاہر و باطن ایک ہو۔

دوسرے: یہ کہ تیرے لیے جو زیبا ہے وہ اس کے لیے بھی زیبا ہو۔ تیرے لیے جو عیب ہے وہ اس کے لیے بھی عیب ہو۔

تیسرے: یہ کہ مال و اولاد اسے بدل نہ دے۔

چوتھے: یہ کہ جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے وہ اسے کرنے سے نہ کترائے۔

پانچویں: یہ کہ مصائب کے وقت تجھے اکیلا نہ چھوڑے۔

۹۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

ان من حق المؤمن علی اخیه اربع خصال: اذا عطس ان یسمته و اذا دعا ان یجیبه، و اذا مرض ان یعوده، و اذا توفی ان یشیع جنازته. (۲)

مؤمن کے اپنے برادر کے چار حقوق ہیں۔

۱۔ جب اسے چھینک آئے تو دعا دے۔

۲۔ جب دعوت دے تو قبول کرے۔

۳۔ جب بیمار ہو تو عیادت کرے۔

۴۔ جب فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شرکت کرے۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۸۳۔ الفصل رابع فی منزلۃ الشیعہ عند.....

(۲) الکافی ۲: ۱۶۹۔ باب حق المؤمن علی أخیہ و أداء حقہ۔

۱۰۔ ابان بن تغلب کہتے ہیں: میں امام جعفر صادقؑ کے ہمراہ طواف کر رہا تھا۔ اتنے میں ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے مجھے کسی کام کے لیے اپنے ہمراہ چلنے کا اشارہ کیا اور امامؑ کو چھوڑ کر اپنے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ میں طواف میں مصروف رہا۔ جب اس نے دوبارہ مجھے اپنے ساتھ چلنے کے لیے اشارہ کیا تو امام صادقؑ نے دیکھ لیا اور فرمایا:

اے ابان! یہ شخص تمہیں بلا رہا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی حضور

آپؑ نے فرمایا: یہ کون ہے؟

عرض کیا: ہمارے ساتھیوں میں سے ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا وہ تیرا ہم عقیدہ ہے؟

عرض کیا: جی حضور

آپؑ نے فرمایا: طواف توڑ کر اس کے ساتھ چلے جاؤ۔

عرض کیا: طواف فرض ہو تو بھی؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

ابان کہتے ہیں: میں اس کے ساتھ چلا گیا۔ بعد میں جب امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا: مجھے بتا دیجیے کہ مؤمن کا مؤمن پر کیا حق ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

اے ابان اس بات کو چھوڑ دے۔

میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ میں اصرار کرتا رہا تو آپؑ نے فرمایا:۔

یاابان فقاسمه شطر مالك(۱)

ابان! اپنا مال اس کے ساتھ تقسیم کرو۔

۱۱۔ معلیٰ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ مسلم کا مسلم پر کیا حق ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

سبع حقوق واجبات ما منها حق الا و هو واجب عليه حقا. ان ضيع منها شيئا خرج من ولاء الله وطاعته. و لم يكن لله فيه نصيب. قلت له: جعلت فداك و ما هي؛ قال: يا معلى انى عليك شفيق اخاف ان تضيع ولا تحفظ و تعلم ولا تعمل. قلت له: لا قوة الا بالله.

فقال عليه السلام: ايسر حق ان تحب له ما تحب لنفسك، و تكره له ما تكره لنفسك.

والحق الثانى: تتجنب سخطه و تتبع رضاه و تطيع امره

و الحق الرابع: ان تكون عينيه و دليله و مرآته و قميصه

والحق الخامس: لا تشبع و يجوع ولا تروى و يظمأ ولا تلبس و يعرى.

والحق السادس: ان لا تكون لك امرأة و ليس لأخيك امرأة و يكون لك خادم و ليس لأخيك خادم وان تبعث خادمك فيغسل ثيابه و يصنع طعامه و يمهد فراشه.

و الحق السابع: ان تبر قسمه و تجیب دعوته و تعود مریضه و تشهد جنازته و اذا علمت ان له حاجة فبادر الی قضائها لا تلجئه الی ان یسالکها و لکن بادره مبادرة. فاذا فعلت ذلك وصلت ولایته بولایتك و ولایتك بولایته. (۲)

اس کے لیے سات حقوق واجب ہیں ۔ ان میں سے کوئی حق ایسا نہیں ہے جو اس پر واجب نہ ہو۔ اگر ان میں سے کچھ کو ضائع کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ولاء اور اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس میں کوئی حصہ باقی نہیں رہتا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں وہ حقوق کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے معلّیٰ! میں تجھ پر مہربان ہوں۔ مجھے ڈر نہ ہے کہ تو انہیں ضائع کر دے، ان کا تحفظ کرے اور انہیں جاننے کے بعد ان پر عمل نہ کرے۔

میں نے عرض کیا: لا قوۃ الا باللہ طاقت وقوت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

۱۔ ان میں سے سب سے آسان حق یہ ہے کہ اس کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اس کے لیے بھی وہ ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے،

۲۔ اس کی ناراضگی سے پرہیز کرے اور اس کی رضامندی کی تلاش میں رہے اور اس کے حکم کی تعمیل کرے۔

۳۔ خود بھی اس کی مدد کرے اور اپنے مال، زبان، بدن اور

قدموں سے بھی اس کی مدد کرے۔

۴۔ اس کی نگاہ، اس کا رہنما، آئینہ اور لباس بن جائے۔

۵۔ وہ بھوکا ہو تو تو خود بھی سیر نہ ہو۔ وہ تشنہ ہو تو تو خود بھی سیراب نہ ہو اور وہ عریاں تو تو ملبوس نہ ہو۔

۶۔ ایسا نہ ہو کہ تیری زوجہ ہو اور تیرے بھائی کی زوجہ نہ ہو، تیرے لیے خادم ہو اور تیرے بھائی کے لیے خادم نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو اپنا خادم اس کے پاس بھیجو کہ وہ اس کے کپڑے دھوئے، اس کا کھانا تیار کرے، اس کا بستر بچھائے۔

۷۔ اس کی قسم کا اعتبار کرو، اس کی دعوت پر لبیک کہو، بیماری میں اس کی عیادت کرو، اس کے جنازے پر حاضر ہو جاؤ۔ اگر اس کی کسی ضرورت کا پتہ چلے تو اسے جلدی پورا کرو، اس کے کہنے کا انتظار نہ کرو اور پہل کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو باہم دوستی کے رشتوں کو مستحکم کر دیا۔

(۱) الکافی ۲: ۱۷۱. باب حق المؤمن علی اخیه واداء حقه

(۲) مصادقة الاخوان ص ۴۰ . ز . باب حقوق الاخوان بعضهم علی بعض.

۱۲۔ امامؑ سے سوال کیا گیا کہ مؤمن کا مؤمن پر معمولی حق کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

ان لا یستأثر علیه بما هو احوج الیه منه۔ (۱)

جس چیز کا وہ تم سے زیادہ محتاج ہو، اس میں اپنے آپ کو اس پر ترجیح نہ دینا۔

۱۳۔ آپؑ نے فرمایا:

تحتاج الاخوة فیما بینهم الی ثلاثة اشیاء فان استعملوها وإلا تباینوا و تباغضوا وهی التناصف و التراحم و ترک الحسد. (۲)

دوست آپس میں تین چیزوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان سے فائدہ اٹھائیں تو درست، ورنہ آپس میں نفاق پیدا ہوگا اور جدائی ہوجائے گی اور وہ یہ ہیں: انصاف، ایک دوسرے پر رحم کرنا اور حسد کو ترک کرنا۔

(۱) بحار الانوار ۷۱: ۱۹۱، باب ۲۸۔ التراحم والتعاطف والتودد....

(۲) حوالہ جات سابق ۷۵: ۲۳۵، باب ۲۳۔ مواعظ الصادق جعفر بن محمد

اگر انسان ان شرائط اور نصیحتوں پر عمل کرے تو صحیح معنی میں دوستی ہو جائے گی اور جن مقاصد کے لیے دوستی کی جاتی ہے، وہ بھی پورے ہوں گے۔ کیونکہ دوستی کا مقصد صرف دوست کی خوش نظر اور خوش کلامی نہیں ہے، بلکہ دوستی ایک روحانی رشتہ ہے جس میں دو انسان یک جان دو قالب ہو جاتے ہیں۔ ان کا عمل، طرز تفکر اور خط ایک ہو جاتا ہے۔ اس طرح دونوں زندگی کے مراحل ایک ساتھ طے کرتے ہیں، دکھ درد میں ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں، ہر مشکل میں ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔

محبت کے ستون

جن حقوق کا ذکر کیا گیا ہے ان پر توجہ دینے سے دوستی کے رشتے مضبوط ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ اگر ایک شخص اپنے دوست سے وفاداری کرتا، محبت میں ہمیشہ سچا ثابت ہوتا اور اپنی محبت میں خلوص بھی رکھتا ہو اور کبھی اس سے عہد شکنی اور بے وفائی نہ کی ہو تو ایسے دوست کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ایسے احباب پر دوسرے اپنی جانیں نثار کرتے ہیں اور یہی ائمہ اہل بیت ؑ کا مطمع نظر ہے اور اسی لیے ائمہ اہل بیت ؑ نے اس پر زور دیا ہے جس سے مودت و محبت بڑھ جاتی ہے ۔ چنانچہ انہوں نے ہر اس بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے جس سے کینہ و عداوت پیدا ہوتی ہے ۔

ہم یہاں چند ایسے عوامل بیان کرتے ہیں جنہیں ائمہ اہل بیت ؑ نے محبت کے ستون قرار دیا ہے ۔

۱۔ ملاقات

شاید محبت اور دوستی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کی زیارت کرے اور اس کے گھر جا کر اس کی احوال پرسی کرے۔ اس سے دوست کے دل پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ سچی محبت کا ثبوت اور قلبی کشش کی دلیل ہے جس سے محبت کے رشتے اور زیادہ مضبوط ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الزيارة تنبت المودة.(۱)

ملاقات محبت پیدا کرتی ہے۔

اہل بیت اطہارؑ نے ایک دوسرے سے ملاقات پر زور دیا ہے اور اسے قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان ملكا لقى رجلا قائما على باب دار فقال له: يا عبد الله ما حاجتك فى هذه الدار؛ فقال اخ لى فيها اردت ان اسلم عليه. فقال بينك و بينه رحم ماسة أو نزعتك اليه حاجة؛ فقال: ما لى اليه حاجة غير انى اتعهده فى الله رب العالمين، ولا بينى و بينه رحم ماسة أقرب من الاسلام. فقال له الملك: انى رسول الله اليك و هو يقرئك السلام و يقول لك: اياى زرت فقد أوجبت لك الجنة و قد عافيتك من غضبى و من النار لحبك اياه فى.(۱)

۸۲

ایک فرشتے نے ایک شخص کو ایک گھر کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! اس گھر میں تمہارا کیا کام ہے؟ اس نے کہا: اس میں میرا ایک بھائی ہے۔ میں اسے سلام کرنا چاہتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: خونی رشتہ دار ہے یا تمہیں اس سے کوئی کام ہے؟ اس نے کہا: مجھے اس سے کوئی کام نہیں ہے۔ میں نے عالمین کے پروردگار کی راہ میں اس سے عہد کر رکھا ہے۔ میرے اور اس کے درمیان اسلام سے بڑھ کر کوئی خونی رشتہ نہیں ہے۔ فرشتے نے کہا: میں اللہ کی طرف سے تمہارے ہی طرف بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے تجھے سلام کہا اور فرمایا ہے: تو نے میری زیارت کی ہے، میں نے تجھ پر جنت واجب کی اور اپنے غیظ و غضب اور آتش سے تجھے نجات دی ہے، کیونکہ تو نے صرف میری لیے اس سے محبت کی ہے۔

(۱) بحار الانوار ۷۱: ۳۵۵۔ باب ۲۱۔ تزاور الاخوان و تلاقیھم و.....

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من زارا أخاه المؤمن فی بیته قال الله تعالیٰ: أنت ضیفی و زائری علیّ قراك و قد أوجبت لك الجنة بحبك ایاه۔(۲)

جو شخص اپنے مؤمن برادر کی زیارت اس کے گھر میں کرے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو میرا مہمان اور زائر ہے اور میں نے اس سے تیری محبت کی وجہ سے تجھ پر جنت واجب کر دی ہے۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۲۰۸۔ الفصل الثامن فی التزاور والهجرة۔

(۲) الکافی ۲: ۱۷۶۔ باب زیارۃ الاخوان...

امام سجادؑ نے فرمایا:

من زار اخاہ فی اللہ طلباً لإنجاز موعود اللہ شیعہ سبعون الف ملك و هتف به هاتف من خلف ألا طبت وطابت لك الجنة فاذا صافحه غمرته الرحمة۔ (۱)

جو اپنے مومن بھائی کی زیارت برائے خدا اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے کے لیے کرے تو ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کریں گے اور ایک ندا دینے والا ندا دے گا: تم خوش نصیب ہو اور جنت تمہیں نصیب ہو اور جب وہ مصافحہ کرتا ہے تو وہ رحمتوں میں ڈوب جاتا ہے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

ایما مؤمن خرج الی اخیه یزوره عارفاً بحقه کتب الله له بکل خطوة حسنة و محیت عنه سیئة و رفعت له درجة فاذا طرق الباب فتحت له ابواب السماء، فاذا التقیا و تصافحا و تعانقا أقبل الله علیهما بوجهه ثم باهی بهما الملائکة فیقول: أنظروا الی عبدیّ تزاورا و تحابا فیّ حق علیّ ان لا اعذبهما بالنار بعد ذا الموقف فاذا انصرف شیعه ملائکة عدد نفسه و خطاه و کلامه یحفظونه عن بلاء الدنیا و بوائق الآخرة۔ (۲)

جب کوئی مومن اپنے بھائی کی زیارت کے لیے اس کے حقوق کی معرفت رکھتے ہوئے نکلتا ہے تو ہر قدم پر ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے، اس کا ایک گناہ مٹ جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا

ہے۔ جب وہ دروازے پر دستک دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ جب دونوں ملتے، مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے، فرشتوں سے مباہات کرتا اور فرماتا ہے: میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ دونوں میرے لیے آپس میں محبت اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔ یہ میرے ذمے ہے کہ میں انہیں آتش جہنم کا عذاب نہ دوں۔ اس کے بعد جب وہ واپس لوٹتا ہے تو ملائکہ اس کی سانس، قدم اور کلام کو شمار کرتے ہیں اور اسے دنیا کی بلا اور آخرت کے شدائد سے محفوظ رکھتے ہیں۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۲۰۶۔ الفصل الثامن فی التزاور والھجرۃ...

(۲) الکافی ۲: ۱۸۳۔ باب المعانقۃ...

نیز آپؑ نے فرمایا:

من زار اخاہ فی اللہ صبابۃ الیہ فھو زور اللہ، فاذا صافحہ لم یسأل اللہ حاجۃ فی دین أو دنیا إلا قضاھا (۱)

جس نے برائے خدا اور اللہ کی محبت کی وجہ سے اپنے بھائی کی زیارت کی تو وہ اللہ کا زوار ہے۔ لہذا جب وہ اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کی کوئی دینی و دنیاوی حاجت ایسی نہ ہوگی جو اللہ پوری نہ کرے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

التواصل بین الاخوان فی الحضر التزاور و فی السفر التکاتب۔ (۲)

دوستوں کا رابطہ، حضر میں زیارت اور سفر میں خط و کتابت ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ان العبد لیخرج الی اخیه فی الله لیزوره فما یرجع حتی یغفر له ذنوبه، و تقضی له حوائج الدنیا و الآخرۃ۔ (۳)

اگر کوئی اپنے برادر کی برائے خدا زیارت کرنے کے لیے نکلے تو وہ واپس نہیں لوٹتا جب تک اس کے گناہ معاف اور اس کی تمام دینی و دنیاوی حاجات پوری نہیں ہو جاتیں۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص۲۰۸۔ الفصل الثامن فی التزاور و الهجرۃ

(۲) الکافی ۲:۱۶۰۔ باب التکاتب....

(۳) مشکاۃ الانوار ص۲۰۹۔ الفصل الثامن فی التزاور و الهجرۃ

نیز آپؑ نے فرمایا:

من زار اخاه لله لا لغیره التماس موعد الله و تنجز ما عند الله وکل الله به سبعین الف ملك ینادونه الا طبت وطابت لك الجنة۔ (۱)

اگر کوئی شخص صرف برائے خدا اپنے دوست کی زیارت کرے اور یہ اللہ کے وعدے کی امید اور اس کے پاس جو کچھ (ثواب) ہے اس کے حصول کے لیے ہو تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مامور کرتا ہے جو اسے ندا دیتے ہیں: آگاہ رہو! تم خوش نصیب ہو اور جنت تمہیں نصیب ہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من زار اخاه لله فی الله قال الله عز و جل: ایای زرت و ثوابك علی ولست ارضی لك ثواباً دون الجنة۔ (۲)

اگر کوئی اپنے بھائی کی زیارت برائے رضایت خدا اور در راہ خدا کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے میری زیارت کی ہے اور اس

کا ثواب مجھ پر ہے اور تمہارے لیے جنت سے کم کسی ثواب پر اکتفا نہیں کروں گا۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ثلاثة من خالصة الله عز و جل یوم القیامة رجل زار اخاه فی الله عز و جل فهو زوار الله و علی الله ان یکرم زواره و یعطیه ماسأل . و رجل دخل المسجد فصلی ثم عقب فیه انتظاراً للصلاة الاخری فهو ضیف الله عز و جل و حق علی الله ان یکرم ضیفه. و الحاج والمعتمر فهما و فد الله عز و جل و حق علی الله ان یکرم وفده.(۳)

روز قیامت تین قسم کے لوگ خالصتاً اللہ جل جلالہ کے لیے ہوں گے: ایک وہ جس نے برائے خدا اپنے بھائی کی زیارت کی ہو، یہ اللہ کا زوار ہے اور اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے زوار کا اکرام کرے اور جو وہ مانگے اسے فراہم کرے۔ دوسرا وہ جو مسجد میں داخل ہوا، نماز ادا کی اور دوسری نماز کے انتظار میں ٹھہرا رہا اور اس وقت تک تعقیبات میں مصروف رہا، یہ مہمان اللہ کا ہے، تیسرا وہ شخص جو حج اور عمرہ بجا لایا، یہ بھی اللہ کا مہمان ہے اور اللہ پر لازم وضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔

(۱) الکافی ۲: ۱۷۵ ۔باب زیارة الاخوان.... (۲) حوالہ جات سابق ۲: ۱۷۶۔

(۳) مستدرک الوسائل ۵: ۳۰۰باب استحبابه و تاکده فی الصبح والعصر

نیز آپؑ نے فرمایا:

من زار اخاه فی الله جاء یوم القیامة یخطر بین قباطی من نور لا یمر بشیء الا اضاء له حتی یقف بین یدی الله (تعالیٰ) فیقول له عزوجل: "مرحبا" فاذا قال له "مرحبا" اجزل له العطیة۔ (۱)

جو اپنے بھائی کی برائے خدا زیارت کرتا ہے وہ بروز قیامت نور کے دو ایسے لباس پہن کر آئے گا کہ وہ جس کے پاس سے بھی گزرے گا اسے روشنی دے گا، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آ کر رک جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مرحبا۔ جب اللہ تعالیٰ مرحبا فرمائے گا تو اس کے لیے عنایتوں کی بہتات ہو جائے گی۔

یہ درجات اور کثیر ثواب ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے مؤمن بھائی کی زیارت کرتے اور نیک بندوں سے ملاقات کرنے کے لیے جاتے ہیں۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

یا بنی اذا زرت فزر الاخیار ولا تزر الفجار فانھم صخرۃ لا ینفجر ماؤھا وشجرۃ لا یخضر ورقھا وارض لا یظھر عشبھا۔ (۲)

بیٹا! جب زیارت کرو تو نیک اور صالح افراد کی زیارت کرو، برے لوگوں کی زیارت نہ کرو، کیونکہ یہ لوگ ایسی چٹان ہیں جس سے کوئی چشمہ نہیں پھوٹتا، ایسے درخت ہیں جن کا کوئی پتہ سرسبز نہیں ہوتا اور ایسی زمین ہیں جس سے سبزہ نہیں اگتا۔

(۱) حوالہ جات سابق ۱۰: ۳۸۰۔ باب استحباب زیارۃ المؤمنین خصوصاً صلحاء

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۲۰۱۔ باب ۲۳۔ مواعظ الصادق جعفر بن محمدؑ

۲۔ سلام، مصافحہ اور معانقہ

جب آپ کا دوست آپ کو محبت بھر اسلام کرتا ہے یا آپ سے گرم جوشی سے مصافحہ یا برادرانہ معانقہ کرتا ہے تو آپ کی بھی پوری توجہ اس کی طرف ہو جاتی ہے ۔ کیونکہ مصافحہ کرنا اور گلے ملنا، محبت کی دلیل ہے اور اخوت کا رمز و نشانی ہے۔ اس لیے احادیث میں ان کے بارے میں بے پناہ تاکید کی گئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

و الذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنة حتی تئومنو اولا تئومنوا حتی تحابوا او لا ادلکم علی شیء اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم. (۱)

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ایمان لانے سے پہلے جنت میں نہیں جاؤ گے اور آپس میں محبت کیے بغیر باایمان نہیں بنو گے۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جس پر اگر عمل کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو گے۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۸۲۔ الفصل رابع فی منزلة الشیعه عند الله و حقوقهم و ما یجب ان یکونوا علیه۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

تصافحوا فانه یذهب بالغل.

مصافحہ کیا کرو۔ کیونکہ اس سے کدورت ختم ہوتی ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا لقی احدکم اخاہ فلیصافحه ولیسلم علیه فان الله اکرم بذلك الملائکة فاصنعوا یصنع الملائکة. (۱)

جب تم اپنے کسی بھائی سے ملاقات کرو تو اس سے مصافحہ اور اس کو سلام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرشتوں کو نوازا ہے، تم بھی فرشتوں کا کردار اپناؤ۔

امام باقر (ع) نے فرمایا:

اذا صافح الرجل صاحبه فالذی یلزم التصافح اعظم اجرا من الذی یدع. الا و ان الذنوب لتتحات فیما بینهم حتی لا یبقی ذنب. (۲)

جب آدمی اپنے ساتھی سے مصافحہ کرتا ہے تو جو ہاتھ تھامے رکھتا ہے اس کا اجر عظیم ہے، بہ نسبت اس کے جو ہاتھ چھوڑ دیتا ہے۔ آگاہ رہو کہ ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں کہ کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ رسول اکرم ﷺ سلام اور مصافحہ کرنے میں اصحاب پر ہمیشہ سبقت لے جاتے تھے اور جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو جب تک وہ ہاتھ نہ چھوڑ دے، آپ ﷺ ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

مصافحة المؤمن بالف حسنة. (۳)

مؤمن کے ساتھ مصافحہ کرنا ایک ہزار نیکی کے برابر ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ مؤمن جب آپس میں ملاقات کرتے ہیں تو معانقہ کرنے کا کیا ثواب ہے؟

(۱) مصادقة الاخوان ص ۵۸۔ کج باب مصافحة الاخوان۔

(۲) الکافی ۲: ۱۸۱۔ باب المصافحة۔

(۳) وسائل الشیعه ۱۲: ۲۲۳۔ باب استحباب تسلیم و المصافحة۔

آپؑ نے فرمایا:

اذا اعتنقا غمرتهما الرحمة. فاذا التزما لا يريدان بذلك الا وجهه ولا يريدان غرضاً من اغراض الدنيا قيل لهما. مغفور لكما فاستأنفا فاذا اقبلا على المساءلة قالت الملائكة بعضهم لبعض: تنحوا عنهما فان لهما سرا وقد ستر الله عليهما.

جب یہ دونوں ایک دوسرے کو گلے لگاتے ہیں تو دونوں رحمتوں میں ڈوب جاتے ہیں، جب دونوں ایک دوسرے کو تھام لیتے ہیں اور اس میں دنیاوی اغراض میں سے کوئی غرض ان کے پیش نظر نہیں ہوتی، وہ خوشنودی خدا چاہتے ہیں تو ان سے کہا جائے گا: تم دونوں بخشے گئے ہو۔ اپنی گفتگو کا آغاز کرو۔ جب دونوں ایک دوسرے کا حال پوچھنے لگتے ہیں تو فرشتے آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں: ان کے پاس سے ہٹ جائیں ان میں راز و نیاز ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے راز پر پردہ ڈالا ہے۔

اسحاق (راوی) کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا:

میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، کیا ان کے الفاظ نہیں لکھے جائیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ (۱)۔ کوئی بات ان کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان ان کے پاس تیار رہتا ہے۔"

اسحاق کہتا ہے: فرزند رسولؐ نے یہ سن کر لمبا سانس لیا پھر اتنا گریہ فرمایا کہ ریش مبارک تر ہوگئی اور فرمایا:

يا اسحاق! ان الله تبارك و تعالى انما امر الملائكة ان

تعتزل عن المؤمنین اذا التقیا اجلالا لھما وانہ وان کانت الملائکۃ لا تکتب لفظھما، ولا تعرف کلامھما فانہ یعرفہ ویحفظہ علیھما عالم السر واخفی۔ (۲)

اے اسحاق! اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی صرف عزت وتکریم کی خاطر فرشتوں کو دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ اگرچہ فرشتے ان کا کلام نہیں لکھیں گے اور انہیں ان کے کلام کا علم نہیں ہوگا۔ لیکن ان کا کلام، رازوں اور پنہاں چیزوں کو جاننے والا جانتا ہے اور اس نے اسے محفوظ کرلیا ہے۔

(۱) ص ق:۱۸ (۲) مستدرک الوسائل ۹: ۶۸-۶۹۔ باب استحباب المعانقۃ للمؤمن و...

آپؑ نے فرمایا:

المؤمن لیلقی اخاہ فیصافحہ فینظر اللہ الیھما و الذنوب تحات عن وجوھھما حتی یفترقا کما تحط الریح الشدیدۃ الورق عن الشجر۔ (۱)

یقیناً مؤمن جب اپنے بھائی سے ملاقات اور مصافحہ کرتا ہے تو اللہ ان کی طرف اپنی نگاہ فرمائے گا اور جدا ہونے تک ان دونوں سے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح تند و تیز ہواؤں سے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

آپؑ نے اسحاق بن عمار سے فرمایا:

یا اسحاق! اما علمت ان المؤمنین اذا التقیا فتصافحا انزل اللہ بینھما مائۃ رحمۃ تسع و تسعون منھا لاشدھما حبا لصاحبہ فاذ اعتنقاد غمرتھما

الرحمة.(۲)

اے اسحاق! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ جب مؤمنین آپس میں ملتے اور مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک سو رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ان میں سے ننانوے (۹۹) اس کے لیے ہیں جو ان دونوں میں سے اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرے گا اور جب دونوں معانقہ کرتے ہیں تو یہ دونوں رحمتوں میں ڈوب جاتے ہیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

مصافحة المؤمن افضل من مصافحة الملائكة (۳)

مؤمن کا مصافحہ فرشتوں کے مصافحے سے بہتر ہے۔

ثواب الاعمال ص۱۸۸۔ ثواب مصافحة المؤمن أخاه.....

(۲) مشکاۃ الانوار ص۱۰۲۔ الفصل سابع فی ذکر ما یجب حق المؤمن علی المؤمن۔

(۳) الکافی ۲: ۱۸۳۔ باب المصافحة

۳۔ تحفہ

محبت و دوستی کے رشتے مضبوط کرنے کے اسباب و عوامل میں ایک اہم عامل تحفہ پیش کرنا ہے۔ ایسا کرنے سے دل کینہ و عداوت سے پاک ہوجاتے ہیں۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں سے کینہ و عداوت خارج کرنے کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں، لیکن ایک ہدیہ و تحفہ پیش کرنے سے محبت و برادری اپنی طبیعی حالت پر واپس آگئی اور ان کے دلوں سے عداوت کے سارے بادل چھٹ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو کینہ سے پاک و پاکیزہ گرداتا ہے اور اس کے کرم سے دونوں بھائی بھائی بن گئے۔ اسی لیے اہل بیت اطہارؑ نے اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا بلکہ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور اس امر کی اہمیت اور اس کے فوائد کی وضاحت فرمائی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من تکرمة الرجل لاخیه المسلم ان یقبل تحفیه و یتحفه بما عنده ولا یتکلف له شیئا۔(۱)

اپنے مسلمان بھائی کے احترام میں سے ہے کہ اس کا تحفہ قبول کرے اور خود بھی اسے تحفہ پیش کرے، (اپنے پاس موجود چیز تحفہ میں دے) اس میں تکلف نہ کرے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(۱) الکافی ۵: ۱۴۳۔ باب الھدیه۔

الھدیة تورث المودة ، وتجدد الاخوة و تذھب الضغینة و تھادوا تحابوا نعم الشیء الھدیة امام الحاجة۔(۱)

تحفہ کی وجہ سے محبت پیدا اور تجدید اخوت ہوتی ہے اور عداوتیں ختم ہوجاتی ہیں۔ لوگو! ایک دوسرے سے محبت کرو اور تحائف پیش کیا

کرو۔ بہترین تحفہ وہ ہے جو ضرورت کے موقع پر پیش کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تہادوا فأن الهدية تسل السخائم ، و تخلی ضغائن العداوة والاحقاد۔ (۲)

ایک دوسرے کو تحائف پیش کیا کرو کیونکہ تحفہ دلوں سے عداوت، کینہ اور دشمنی نکال دیتا ہے۔

۔ امام صادقؑ نے فرمایا:

تحبب الی اخوانك بصلتهم۔ (۳)

اپنے بھائیوں کو صلہ دے کر ان سے محبت کیا کرو۔

تحفہ اگر چہ مادی چیز ہے، لیکن اس کے پیچھے جو روحانی اور غیر مادی عوامل کارفرما ہیں، ان کی اہمیت بے پناہ ہے۔ چنانچہ تحفہ ایک معنوی اور روحانی چیز بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ اسے کوئی ایسی بات بتا دے جس سے اسے روشنی ملے، ضرورت کی معلومات فراہم کرے یا ایسی نصیحت کرے جو اسے راہ راست کی طرف لے جائے۔

اس سلسلے میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما اهدی المسلم لاخيه هدية افضل من كلمة حكمة تزيده هدی او ترده عن ردة۔ (۴)

مسلمان بھائی کے لئے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں کہ اسے حکمت کا کوئی کلام سکھا دے جس سے اس کی ہدایت میں اضافہ ہو یا اسے ہلاکت سے بچائے۔

(۱) بحار الانوار ۷۴: ۱۶۶۔ باب ۷۔ ما جمع من مفردات کلمات الرسول۔

(۲) الکافی ۵: ۱۴۴۔ باب الهدية (۲) وسائل الشيعة ۹: ۴۶۲۔ باب استحباب البر بالاخوان...

(۴) ارشاد القلوب ۱: ۱۴۴۔ الباب ثانی والاربعون فی حسن الخلق وثوابہ۔

۴۔ بشاشت اور مسکراہٹ

بشاشت و مسکراہٹ دوستی و محبت کے لیے سنگ بنیاد ہے، بلکہ یہی لوگوں میں محبت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ اپنے دوست کا چہرہ دیکھ کر آپ کا ایک تبسم اس کا دل جیتنے اور آپ کی محبت میں اضافہ کرنے کے لئے کافی ہو گا۔ اگر کسی کے دل میں آپ کے لئے کچھ آزردگی ہے تو ایک مسکراہٹ اور بشاشت کے ساتھ پیش آنے سے لازماً اس کا دل کدورت سے پاک ہو جائے گا۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حسن الخلق يثبت المودة و حسن البشر يذهب السخيمة۔ (۱)

اچھے اخلاق سے محبت پائیدار اور چہرے پر بشاشت سے کدورتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے نصائح ارشاد فرمائیں۔ ان میں چند یہ ہیں:

تحبب الى الناس يحبوك، و ان استسقى اخوك من دلوك فصب له، والق اخاك بوجه منبسط اليه۔ (۲)

لوگوں کے ساتھ محبت کرو، وہ تم سے محبت کریں گے۔ اگر تمہارا دوست تمہارے ڈول سے پانی مانگے تو اسے دے دو۔ اپنے بھائی سے بشاشت اور کھلے چہرے سے ملاقات کرو۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص۰۰، الفصل الثالث فی آداب الشیعۃ۔

(۲) ارشاد القلوب ۱: ۱۲، الباب الاول فی ثواب الموعظۃ و النصیحۃ بہا۔

نیز فرمایا:

انکم لن تسعوا الناس باموالکم فالقوهم بطلاقة الوجه وحسن البشر ۔ (۱)

تمہارا مال سب لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا، لہٰذا تم لوگوں سے کشادہ چہرے اور بشاشت سے پیش آؤ۔

نیز فرمایا:

ما فی امتی عبد الطف اخا له فی الله بشیء من لطف الا اخدمه الله من خدم الجنة ۔ (۲)

میری امت میں سے اگر کوئی اپنے بھائی کے ساتھ برائے خدا مہربانی سے پیش آئے گا تو اللہ تعالیٰ جنت میں خادمان جنت سے اس کی خدمت کروائے گا۔

نیز فرمایا:

تبسم المؤمن فی وجه المؤمن حسنة ۔ (۳)

مؤمن کا مؤمن کے سامنے مسکرانا ایک نیکی ہے۔

امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:

البشاشة فخ المودة (۴)

بشاشت دام محبت ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

البشاشة حبالة المودة ۔ (۵)

بشاشت محبت کی رسی ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۱۰۳ ۔ باب حسن البشر (۲) الکافی ۲: ۲۰۶ ۔ باب فی الطاف المؤمن و اکرامه۔

(۳) مشکاۃ الانوار ص ۱۸۰ ۔ الفصل الثالث والعشرون (۴) اعلام الدین ص ۱۴۸۔

(۵) غرر الحکم ص ۲۳۳۔ الفصل الثالث آداب المعاشرة.

نیز فرمایا:

ان احسن ما یألف به الناس قلوب اودائهم، ونفوا به الضغن عن قلوب أعدائهم حسن البشر عند لقائهم، والتفقد فی غیبتهم والبشاشة لهم عند حضورهم.

(۱)

لوگوں میں محبت پیدا کرنے اور دشمنوں کے دل سے عداوت نکالنے کا بہترین ذریعہ ان سے ملاقات کے وقت کھلا چہرہ اور غائب ہونے کی صورت میں احوال پرسی اور سامنے آنے پر بشاشت ہے۔

امام سجادؑ نے فرمایا:

من قال لاخیه "مرحبا" کتب الله له "مرحبا" الی یوم القیامة۔ (۲)

جو اپنے بھائی کو مرحبا کہے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت تک اس کے لئے مرحبا لکھے گا۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

البشر الحسن و طلاقة الوجه مکسبة للمحبة و قربة من الله عز و جل، وعبوس الوجه، وسوء البشر مکسبة للمقت وبعد من الله۔ (۳)

اچھا، کھلا چہرہ محبت کے حصول اور اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے اور بگڑا چہرہ، عذاب اور اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے۔

(۱) بحار الانوار ۷۵: ۵۶۔ باب ۱۶۔ ما جمع من جوامع کلم امیر المؤمنین علیہ السلام

(۲) وسائل الشیعة ۱۲: ۲۶۳۔ ۳۰۔ باب استحباب الطاف المؤمن و اتحافه.

(۳) مستدرک الوسائل ۸: ۴۵۳۔ باب استحباب طلاقة الوجه وحسن البشر

نیز فرمایا:

مؤمن کے سامنے مسکرانا ایک نیکی ہے۔ اس پر سے ایک تنکا ہٹا دینا (۴) بھی نیکی ہے۔ اللہ کے نزدیک مؤمن کو خوش کرنے سے زیادہ محبوب کوئی عبادت نہیں۔

ایک شخص نے امام صادقؑ سے پوچھا کہ خوش اخلاقی کی حد کیا ہے؟

(۴) شاید اس سے مراد غم واندوہ اس سے دور کرنا ہو۔

آپؑ نے فرمایا:

ان تلین جناحك و تطیب کلامك و تلقی اخاك ببشر حسن. (۱)

یہ کہ تم دوست کے سامنے شانے جھکائے رکھو اور خوشگوار گفتگو کرو اور خندہ پیشانی سے پیش آؤ۔

نیز فرمایا:

لن لمن غالظك فانه یوشك ان یلین لك. (۲)

جو تم سے زیادتی کرے اس سے نرمی برتو۔ بہت کم لوگوں کی محبت خالص ہوا کرتی ہے۔

حضرت علی بن موسیٰؑ نے فرمایا:

من تبسم فی وجه اخی المؤمن کتب الله له حسنة و من کتب الله له حسنة لم یعذبه. (۳)

جو شخص اپنے مؤمن بھائی کے سامنے مسکرائے خدا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جس کے لئے اللہ نیکی لکھ دے اسے عذاب نہیں دیتا۔

جس طرح کھلا چہرہ محبت و الفت پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، اسی طرح بداخلاقی اور ترش روئی دلوں کو دور کرنے، اخوت کے رشتوں کو توڑنے اور آپس میں نفرت پیدا کرنے کا باعث ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

ان اللہ یبغض المعبس فی وجہ اخوانہ۔ (۴)

برادران سے ترش روئی سے پیش آنے والا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۱۰۳۔ باب حسن البشر (۲) غرر الحکم ص ۲۲۲۔

(۳) وسائل الشیعۃ ۱۲: ۱۲۰۔ باب استحباب التبسم فی وجہ المؤمن

(۴) مستدرک الوسائل ۸: ۳۲۱۔ باب کراھۃ الانقباض من الناس۔

ڈیل کارنیگی نے اپنی کتاب ''دوستی اور مقبولیت کا فن'' میں دوست بنانے کے بارے میں خندہ پیشانی اور بشاشت کی اہمیت پر ایک علیحدہ باب تحریر کیا ہے، جس میں اس نے بعض واقعات اور تجربات بیان کیے ہیں۔ اس کے اختتام پر لکھتا ہے:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے محبت کریں تو قاعدہ نمبر ۲ پر عمل کیجیے: مسکراہٹ سے پیش آئیں۔

نیز اس باب میں لکھتا ہے:

چہرے کے تاثرات کی زبان انسانی آواز سے زیادہ موثر ہے۔ گویا کہ مسکراہٹ گویا ہوتی ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ آپ اور آپ کی زیارت میرے لئے باعث سعادت ہے۔

۵۔ دوستوں سے تواضع

محبت کے لئے تکبر سے بڑھ کر کوئی چیز نقصان دہ نہیں اور تواضع سے بہتر کوئی چیز محبت کا سبب نہیں ہے۔ اس لیے متواضع انسان ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ اس کی ہم نشینی سے سرور ملتا ہے اور اس کی گفتگو پاکیزہ ہوتی ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

ثلاثه تورث المحبة: الدين والتواضع والبذل۔ (۱)

تین چیزیں محبت کا باعث بنتی ہیں دین، تواضع اور سخاوت۔

تواضع سے لوگوں میں انسان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان التواضع يزيد صاحبه رفعة۔ (۲)

تواضع سے انسان کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے

امیر المومنینؑ نے فرمایا:

مفتاح الشرف التواضع۔ (۳)

تواضع عزت وشرف کی کنجی ہے۔

نیز آپؑ فرماتے ہیں:

زينة الشريف التواضع (۴)

باشرف انسان کی زینت تواضع ہے۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

(۱) تحف العقول ص ۳۱۵

(۲) الکافی ۲: ۱۲۱، باب التواضع (۳) بحار الانوار ۷۵: ۹

(۴) مستدرک الوسائل ۱۱: ۲۹۸ باب استحباب التواضع

عزت وشرف تواضع میں ہے۔
تکبر سے لوگوں کی ناراضگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

امقت الناس المتکبر (۱)

لوگوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض متکبر ہے۔

(۱) الفقیہ ۲۹۳.

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ تاکہ کوئی کسی سے زیادتی نہ کرے، کوئی کسی کے مقابلے میں فخر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

امام حسنؑ فرماتے ہیں:
جو شخص دنیا میں اپنے بھائیوں سے تواضع سے پیش آئے وہ اللہ کے نزدیک صدیقین میں شمار ہوتا ہے۔

امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں:
بادشاہ کے سامنے خوف، دوست کے مقابلے میں تواضع اور عام لوگوں سے بشاشت سے پیش آؤ اور دشمن سے اجتناب کرو۔

٦۔ دوست سے حسن ظن

ہم میں سے جو بھی یہ سمجھے کہ میرا یا اس کا دوست حسن ظن رکھتا ہے اور اس پر کسی قسم کا الزام اور تہمت نہیں لگاتا وہ اپنے نفس کے اندر ایک گہرا اثر محسوس کرتا ہے، اخوت کی لذت کا ادراک کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دونوں کی ارواح میں امتزاج پایا جاتا ہے اور دل ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امیرالمؤمنینؑ فرماتے ہیں:

ضع امر اخيك على احسنه حتى يأتيك ما يغلبك منه و لا تظنن بكلمة خرجت من اخيك سوء و انت تجد لها في الخير محملا۔ (۱)

اپنے بھائی کے ہر کام کو اچھائی پر محمول کرو، جب تک شواہد تیری رائے تبدیل نہ کریں۔ جب تک اچھائی پر محمول کرنے کی کوئی سبیل موجود ہو، بھائی کی زبان سے نکلے ہوئے جملے کے بارے میں سوئے ظن نہ رکھو۔

نیز فرمایا:

لا يفسدك الظن على صديق وقد اصلحك اليقين۔ (۲)

یقین سے دوستی میں پیدا ہونے والی خوشگواری کو بدظنی سے برباد نہ کرو۔

(۱) الکافی ۲: ۳۶۲۔ باب التهمة وسوء الظن....

(۲) بحار الانوار ۷۱: ۱۶۵۔ باب حسن المعاشرة۔

امام زین العابدینؑ نے فرمایا:

المؤمن اخ المؤمن لا يشتمه و لا يحرمه و لا يسيء به الظن۔ (۱)

مؤمن مؤمن کا بھائی ہے۔ مؤمن مؤمن کو گالی دیتا ہے نہ قطع تعلق کرتا اور نہ اس سے بدگمانی رکھتا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

اذ قال الرجل لاخیه المؤمن اف انقطع ما بینهما من الولایة و اذ قال انت عدوی کفر احدهما فاذا اتهمه انماث الایمان فی قلبه کما ینماث الملح فی الماء۔ (۲)

اگر کوئی اپنے بھائی سے اف کہے تو ان کے درمیان محبت و ولایت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی اپنے بھائی سے کہے کہ تو میرا دشمن ہے تو ان دونوں میں سے ایک دین سے خارج ہو جائے گا اور اگر کوئی اپنے بھائی پر تہمت لگائے تو اس کے دل سے ایمان اس طرح پگھل جائے گا جیسے پانی میں نمک۔

نیز معصومؑ سے وارد ہے:

مؤمن اپنے بھائی پر تہمت نہیں لگاتا۔

جب مؤمن آپ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو تو آپ اس کے مقابلے میں بدگمانی نہ کریں کیونکہ اس سے اس کے دل میں آپ کے لیے نفرت و بغض پیدا ہو گا۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس سے منع فرمایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ (۳)

اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، بعض بدگمانیاں یقینا گناہ ہیں۔

(۱) عدۃ الداعی ص ۱۸۷۔

(۲) الکافی ۲: ۱۴۰۔ باب حق المؤمن علی اخیہ واداء حقہ (۳) ۴۹حجرات: ۱۲

اگر کوئی آپ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو تو آپ کو اس کی توقعات پر پورا اترنا چاہیے تاکہ وہ مایوس نہ ہو، اس کے جذبات تبدیل نہ ہوں اور اس کے دل سے آپ کی محبت زائل نہ ہو۔ اسی لیے امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:

جو تمہارے بارے میں حسن ظن رکھے، تم اس کے گمان کو سچا ثابت کرو۔

ایک عقلمند انسان کے لیے سزاوار ہے کہ وہ ایسی جگہ نہ رہے جس سے اس سے بدگمان ہو جائیں اور اگر ایسا ہو تو اسے اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہیے، نہ کہ لوگوں کو۔

امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں:

اگر کوئی تہمت لگنے والی جگہوں پر جائے تو اسے تہمت لگانے والے کو ملامت نہیں کرنی چاہیے۔

۷۔ بھائیوں پر اعتماد

ہم گزشتہ ابواب میں بیان کر چکے ہیں کہ کس سے دوستی اور ہم نشینی کرنی چاہیے اور کس کی محبت واجب ہے اور روایات آئمہؑ کی روشنی میں ہم دوست کی صفات اور خصائل بیان کر چکے ہیں۔

جب آپ اپنے دوست کا انتخاب کرلیں جو ان صفات حسنہ سے آراستہ ہو تو یقیناً آپ اس سے مطمئن ہوں گے، دین و دنیا کے معاملے میں آپ اس پر اعتماد کریں گے، اہم مشورہ اس سے لیں گے، اپنا رازدان بنائیں گے اور جتنا دو بھائیوں میں اعتماد بڑھے گا اتنا ہی محبت میں بھی اضافہ ہوگا۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

جو شخص مؤمن بھائی کی نسبت گروی رکھی گئی چیز پر اعتماد نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔

لیکن چونکہ اکثر لوگوں کے ضمیر مردہ اور دل آلودہ ہو چکے ہیں اور ان میں وفا بہت کم نظر آتی ہے اور بھائیوں کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، ابھی ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، لہٰذا دانشمندی و دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان آزمائے اور حقیقت سمجھے بغیر ہر ہم نشین پر اعتماد نہ کرے۔ چنانچہ سید الحکماء امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں:

اپنے دوست سے پوری پوری محبت کرو لیکن اس پر مکمل اعتماد نہ کرو۔ اس سے اپنی تمام تر ہمدردیاں رکھو، لیکن اپنے تمام راز اس کے سپرد نہ کرو۔

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

لا تثق باخیک کل الثقة۔ (۱)

اپنے بھائی پر مکمل اعتماد نہ کرو۔۔۔۔

(۱) الکافی ۲: ۶۷۲، باب النوادر۔

۸۔ نام دوست

انسان کو اپنے نام، اپنے باپ، اولاد، قوم اور دیگر ذاتی امور سے نہایت دلچسپی ہوتی ہے اور یہ باربار اس کی زبان پر آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اگر کسی کو اپنا نام پکارتے سن لے تو اس کی ساری توجہ اس کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ڈیل کارنیگی اپنی کتاب ''دوست بنایئے'' میں لکھتا ہے:

لوگ اپنے نام سے کس قدر محبت کرتے اور اپنے نام کا زندہ رہنا کتنا بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے کہ ''بیرنم'' کے ہاں جب کوئی اولاد نرینہ پیدا نہ ہوئی تو اس نے ''سیلی'' کو وصیت کی کہ اگر وہ اپنا نام ''بیرنم سیلی'' رکھ لے تو اسے سوا لاکھ ڈالر دیے جائیں گے۔

یہ خاصا پرانا رواج ہے کہ ثروت مند لوگ مصنفین کو اس بات کا معقول معاوضہ دیتے تھے کہ وہ اپنی کتب کا انتساب ان کے نام کریں۔ چنانچہ دنیا بھر کی لائبریریوں اور عجائب گھروں کی رونق اس عشق و محبت کی مرہون منت ہے جو لوگوں کو اپنا نام، شہرت قائم رکھنے سے ہے۔

اس کی مثال کے لئے نیویارک کی پبلک لائبریری آستور اور لینکوکس کی وقف شدہ کتب کا مجموعہ اور ''میٹروپولیٹن'' کے میوزیم میں ''بنجامین آلتمین'' اور ''جی پی مورگن'' کا مجموعہ تحائف کافی ہیں۔

لہذا محبت اور دوستی قائم رکھنے کے لئے تحائف ضروری ہیں اور دوستوں کے نام، شہرت اور ان کے والد اور دیگر افراد خانہ کے نام بھی معلوم کرنا نہایت مناسب ہے کہ جب بھی آپس میں ملاقات کریں تو دوست کا نام اس کے والد کا نام (اور اولاد کا نام) لیا جائے تو اس سے آپ کا دوست خوش ہوگا اور اس سے عندیہ ملتا ہے کہ آپ اسے چاہتے ہیں۔

اہل بیتؑ نے اس گوشہ کو بھی تنہا نہیں چھوڑا۔ چنانچہ یہاں بھی رہنمائی فرمائی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔

اذا جاء الرجل فاسأله عن اسمه و اسم ابيه و ممن هو فانه أوصل للمودة. (۱)

جب کوئی شخص آپ کے پاس آئے تو اس کا اور اس کے والد کا نام پوچھیں اور یہ کہ اس کا تعلق کس خاندان سے ہے۔ کیونکہ یہ بات رشتۂ محبت قائم کرنے کے لیے زیادہ موثر ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

اذا احب احدكم اخاه المسلم فليسأله عن اسمه و اسم ابيه وقبيلته و عشيرته فانه من الحق الواجب و صدق الاخاء ان يسأله عن ذالك و الا فهي معرفة حمقاء. (۲)

تم میں سے جب کوئی اپنے مسلم بھائی سے محبت کرنا چاہے تو اس سے اس کا، اس کے والد اور اس کے قوم و قبیلے کا نام پوچھیں۔ کیونکہ یہ بھی ایک واجب الادا حق ہے۔ دوستی کی سچائی کی علامت

یہی ہے کہ اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے، ورنہ شناسائی ناقص رہے گی۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۱۹۳ الفصل الثانی فی آداب المعاشرۃ۔

(۲) مشکاۃ الانوار ص ۲۲۰۔ الفصل الثانی عشر فی التھادی وغیرہ

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

اذا آخی احدکم رجلا فلیسأله عن اسمه واسم ابیه وقبیلته ومنزله فانه من واجب الحق وصافی الاخاء والافهی مودة حمقاء۔ (۱)

تم جب کسی شخص سے دوستی کرنا چاہو تو اس سے اس کا، اس کے والد کا اور اس کے قبیلے کا نام اور اس کی رہائش کا پتہ پوچھ لو، کیونکہ یہ بھی ایک واجب حق ہے اور محبت میں خلوص کی علامت ہے، ورنہ محبت کھوکھلی ہوگی۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے: ؎

ثلاث یصفین ود المرء لاخیه المسلم، یلقاه بالبشر اذا لقیه ویوسع له فی المجلس اذاجلس الیه، ویدعوه بأحب الاسماء الیه۔ (۲)

تین صفات مسلمان بھائی کی محبت میں خلوص پیدا کرتی ہیں:

i۔ ملاقات کے وقت بشاشت اور کشادہ روئی سے ملاقات کرنا

ii۔ تمہارے پاس بیٹھنا چاہے تو اسے جگہ دینا

اور

iii۔ اسے اس کے پسندیدہ نام سے پکارنا۔

چنانچہ ڈیل کارنیگی اس موضوع کے اختتام پر لکھتا ہے:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے محبت کریں تو دستور نمبر ۳ کی پابندی کریں: یاد رکھو انسان کو تمام ناموں میں سب سے زیادہ پسند اپنا نام ہوتا ہے۔

(۱) بحار الانوار ۷۱: ۱۶۶. باب ۱۰. حسن المعاشرۃ وحسن الصحبۃ

(۲) الکافی ۲: ۱۳۲. باب التحبب الی الناس والتودد الیہم۔

۹۔ تائید دوست

آپ کا دوست کسی مسئلہ میں آپ سے کوئی بات کرے تو آپ اس کی تائید کریں اور کبھی بھی اس کی باتوں کو مسترد یا اس کی تکذیب نہ کریں۔ ایسا کرنا شیوہ احباب ہے اور نہ دوستی۔ البتہ اگر آپ نے کسی جھوٹے کو اپنا ساتھی بنا لیا ہو تو اور بات ہے۔ ہم نے پہلے ہی جھوٹے ساتھی بنانے کے انجام بد سے آپ خبردار کیا ہے اور بتا دیا ہے کہ ایسے لوگوں سے دوستی کرنا کتنا خطرناک اور مضر ہے۔ لہٰذا اگر آپ آئمہ اہل بیتؑ سے حاصل کردہ فیوضات پر مبنی نصائح پر توجہ فرمائیں تو یقیناً آپ جھوٹے لوگوں سے اجتناب کریں گے اور سچے لوگوں کو اپنا ساتھی بنائیں گے اور ایسے میں اپنے دوست کی تکذیب کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔

چنانچہ حضرت امام حسنؑ سے مروی ہے جس میں آپؑ یہ بیان فرماتے ہیں کہ کن لوگوں کو اپنا ساتھی بنانا چاہیے:

وان قلت صدق قولك (۱)

اگر آپ کوئی بات کریں تو وہ آپ کی تصدیق کرے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے۔

ما بالكم يعادي بعضكم بعضا اذا بلغ احدكم عن اخيه شيء لا يعجبه فليقله وليساله. فان قال: لم افعله صدقه وان قال: قد فعلت استتابه (۲)

تم آپس میں ایک دوسرے سے دشمنی کیوں کرتے ہو۔ اگر آپ کے بھائی سے کوئی ناپسندیدہ بات سننے میں آئے تو وہ اسے بتاؤ اور پوچھ لو کہ کیا اس نے یہ بات کی ہے؟ اگر وہ یہ کہے کہ اس نے یہ

بات نہیں کی تو مان لو، اگر وہ کہے کہ اس نے یہ بات کی ہے تو اس سے عہد لو کہ وہ آئندہ ایسی بات نہیں کرے گا۔

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۲۱۱. باب انه یستحب للمسافر موافقة....

(۲) مستدرک الوسائل ۹: ۶۸. باب استحباب اجتناب شحناء الرجال....

نیز آپؑ سے روایت ہے:

اذا بلغك عن اخيك شيء فقال: لم اقله فاقبل منه فان ذلك توبة له۔ (۱)

اگر آپ کے بھائی کی طرف سے آپ تک کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے اور وہ یہ کہے کہ اس نے یہ بات نہیں کہی تو اسے قبول کر لو کیونکہ یہی بات اس کی طرف سے توبہ ہے۔

نیز روایت ہے:

اذا بلغك عن اخيك شيء و شهد اربعون انهم سمعوه منه فقال: لم اقل فاقبل منه۔ (۲)

اگر آپ کے دوست کی کوئی ناپسندیدہ بات آپ تک پہنچے اور اس سے سننے والے چالیس افراد گواہی دیں، اس کے باوجود وہ یہ کہے کہ اس نے یہ بات نہیں کی ہے تو آپ مان لیں۔

نیز روایت ہے:

کذب سمعك و بصرك عن اخيك فان شهد عندك خمسون قسامة وقال لك قولا فصدقه و کذبهم۔ (۳)

اپنے دوست کے بارے میں اپنی دید و شنید دونوں کو رد کر دو۔ اگر پچاس افراد بھی آپ کے پاس قسم کھائیں کہ اس نے یہ بات کی ہے اور وہ خود کہے کہ اس نے یہ بات نہیں کی تو اس کی تصدیق کرو

اور دوسروں کی بات رد کر دو۔

(۱)مصادقة الاخوان ص ۸۲۔ مع باب من یجب اجتناب مواخاته

(۲)حوالہ جات سابق (۳)الکافی ۸: ۱۲۶۔ حدیث محاسبة النفس

۱۰۔ چشم پوشی

اس زندگی میں ہر شخص سے غلطی سرزد ہوسکتی ہے اور لغزشیں ہوتی رہتی ہیں۔ کمال مطلق صرف ذات الٰہی سے مختص ہے اور مقام عصمت پر بھی سوائے چند ہستیوں کے اور کوئی فائز نہیں ہوسکتا۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ کبھی ان سے برائی بھی صادر ہو ہی جاتی ہے۔ غلطیاں ہوتی ہیں۔ ان میں سے بہتر انسان وہ ہے جس کی غلطیاں کم ہوں، لغزشیں محدود ہوں اور ان میں وہ آدمی بے عیب سمجھا جائے گا جس کی کوتاہیاں اور لغزشیں قابل شمار ہوں۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

و من ذا الذی ترضی سجایاہ کلھا

کفی المرء نبلا ان تعد معائبہ

ایسا انسان کہاں پیدا ہوتا ہے جس کے تمام خصائل پسندیدہ ہوں۔ ایک انسان کے شریف ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کے عیبوں کو شمار میں لایا جا سکے۔

لہذا اگر آپ اپنے دوست کی کوئی لغزش دیکھیں یا اس میں کوئی عیب آپ کو نظر آئے یا اس سے کوئی برائی سرزد ہو تو آپ فوراً ہی اس پر ملامت و ندامت کی بوچھاڑ نہ کریں، بلکہ صبر اور چشم پوشی سے کام لیں اور اس کی لغزش سے درگذر کریں، بلکہ حتی المقدور اس بات کو پوشیدہ رکھیں۔ چنانچہ امام صادقؑ سے مروی ہے:

اذا رأیت من اخیک شیئا فاستر علیہ۔ (۱)

جب آپ اپنے بھائی میں کوئی عیب دیکھیں تو اسے پوشیدہ رکھیں۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۱۰۲۔ الفصل السابع فی ذکر ما یجب من حق المؤمن علی المؤمن۔

یہ گمان ہرگز نہ کریں کہ اس لغزش کی وجہ سے اسے اپنے دوست سے جدائی

اختیار کرنی چاہیے یا اسی تجاوز کی وجہ سے اس سے تعلقات منقطع کر لینا چاہئیں، بلکہ یہ سوچنا چاہیے کہ سب ہی ایسے ہوتے ہیں۔

اگر آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک ایسے شخص ہی کو دوست بنائیں گے جو بے عیب ہو تو آپ بے دوست رہ جائیں گے۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ سے مروی ہی:

ومن لم یؤاخ الا من لا عیب فیہ قل صدیقہ (۱)

اگر کوئی بے عیب لوگوں کو ہی دوست بنائے گا تو اس کے دوست بہت کم ہوں گے۔

ان حالات میں آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ اپنے دوست کو نرمی کے ساتھ صحیح راہ دکھائیں اور اچھے انداز میں اسے اس کی غلطیوں سے آگاہ کریں۔ یہ باتیں صرف آپ اور اس کے درمیان محدود رہنی چاہئیں۔ ایسا کرنے سے اس کا اثر دوررس ہوگا اور اس کی قدر کی جائے گی۔ اگر آپ نے نصیحت کرنے میں کوتاہی کی اور اسے اس کی لغزشوں سے آگاہ کرنے سے پرہیز کیا تو اسلام کے نزدیک آپ خیانت کار ہیں۔ آپ نے اپنے دوست کا حق ادا نہیں کیا اور دوستی کو قائم نہیں رکھا۔ چنانچہ امام صادقؑ فرماتے ہیں:

من رای اخاہ علی امر یکرھہ ولم یردہ عنہ وھو یقدر علیہ فقد خانہ۔ (۲)

جس نے اپنے بھائی کو ناپسندیدہ امر کا مرتکب ہوتے دیکھ کر اسے متنبہ نہ کیا حالانکہ وہ اس پر قادر تھا تو اس نے خیانت کی ہے۔

آپ کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ اپنی اعلیٰ ظرفیت اور کمال متانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی برائی و جفاکاری کا جواب احسان و وفاداری سے دیں۔ اس صورت میں آپ ان مقربین میں شامل ہو جائیں گے جن کا وصف قرآن ان الفاظ

(۱) اعلام الدین ص ۳۰۲۔ ومن کلام جعفر بن محمد الصادقؑ

الأمالی للصدوق ص ۲۶۹۔ المجلس السادس والأربعون۔

بیان فرماتا ہے:

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ۔ (۱)

اور وہ نیکی کے ذریعے برائی کو دور کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ سے منقول ہے:

عاتب اخاك بالإحسان اليه، واردد شره بالانعام عليه۔

اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعے اس کے شر کو دور کرو۔ (۲)

نیز منقول ہے:

اطع اخاك وان عصاك وصله وان جفاك۔ (۳)

اپنے بھائی کی اطاعت کریں، خواہ وہ آپ کی نافرمانی کرے اور آپ اس سے صلہ رحمی کریں، خواہ وہ آپ سے بے وفائی کرے۔

کثرت سے سرزنش کرنا عداوت کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ سے منقول ہے:

واحتمل اخاك على ما فيه ولا تكثر العتاب فانه يورث الضغينة ويجر الى البغضه۔ (۴)

اپنے بھائی کو جیسا وہ ہے برداشت کرو۔ کثرت سے اسے سرزنش نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا کینہ کا باعث بنتا ہے اور عداوت ہو جاتی ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من عاتب صديقه على كل ذنب كثر عدوه (۵)

جو اپنے بھائی کو ہر گناہ پر سرزنش کرتا ہے اس کے دشمن زیادہ ہوں گے۔

(۱) ۱۳رعد:۲۲۔

(۲) نہج البلاغۃ ص ۵۰۰۔ حکم ۱۵۹۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور۔

(۳) تحف العقول ص ۸۸۔ کتابہ الی ابنہ الحسنؑ (۴) حوالہ جات سابق ص ۸۲۔

(۵) مجموعۃ ورام ۱:۴۳۔ باب العتاب

نیز منقول ہے:

احتمل زلة وليك لوقت وثبة عدوك۔ (۱)

اپنے دوست کی لغزش کو، دشمن کی چڑھائی کے وقت کے لئے برداشت کرو۔

حضرت امام علی نقیؑ سے منقول ہے:

العتاب مفتاح الثقال والعتاب خير من الحقد۔ (۲)

سرزنش عداوت کی کنجی ہے۔ سرزنش دشمنی سے بہتر ہے۔

اس لئے اہل بیتؑ نے دوستوں کی لغزش کا کھوج لگانے، ان پر مواخذہ کرنے اور سختی سے پیش آنے کو ناپسندیدہ ترین عمل قرار دیا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

من تتبع عثرات اخيه تتبع الله عثرته ومن تتبع الله عثرته فضحه ولو في جوف بيته۔ (۳)

جو اپنے بھائی کی لغزشوں کا کھوج لگاتا رہتا ہے، اللہ بھی اس کی لغزشوں کا کھوج لگائے گا۔ جس کی لغزشوں کا کھوج اللہ لگائے اس کی فضیحت یقینی ہے، خواہ وہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔

امام محمد باقرؑ سے مروی ہے۔

ان اقرب ما يكون العبد الى الكفر أن يؤاخي الرجل

علی الدین فیحصی علیه عثراته و زلاته لیعنفه بہا یوماً ما۔(۴)

بندہ اس وقت کفر کے زیادہ نزدیک پہنچ جاتا ہے جب وہ ایک شخص سے دین کی بنیاد پر بھائی چارہ قائم کرتا ہے، پھر اس کی لغزشیں اور کوتاہیاں شمار کرتا رہتا ہے کہ کسی دن اس کی سرزنش کی جائے۔

(۱) بحار الانوار ۷۱: ۱۶۶۔ باب ۱۰۔ حسن المعاشرة وحسن الصحبة

(۲) اعلام الدین ص ۳۱۱ من کلام الإمام أبی الحسن علی بن محمد

(۳) مشکاة الانوار ص ۱۰۷۔ الفصل الثامن فی اذی المؤمن و تتبع عثراته۔

(۴) بحار الانوار ۷۲: ۲۱۵۔ باب ۶۵۔ تتبع عیوب الناس و افشائها و طلب عثرات المؤمن و الشماتة۔

امام صادقؑ سے مروی ہے:

ابعد ما یکون العبد من الله ان یکون الرجل یؤاخی الرجل ویحفظ علیه زلاته لیعیره بہا یوماً ما۔(۱)

بندہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت بہت دور ہو جاتا ہے جب وہ کسی شخص سے دوستی کرتا ہے اور پھر اس کی لغزشیں یاد رکھتا ہے تاکہ کسی دن اسے عار و ننگ میں مبتلا کرے۔

آئمہؑ نے کسی کی غلطی کو فراموش کرنے اور ہمیشہ اس کا ذکر خیر کرنے کو دوست کی اچھی خصوصیات میں شامل کیا ہے۔

امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے:

خیر اخوانك من نسی ذنبك وذکر احسانك الیه۔(۲)

آپ کا بہترین دوست وہ ہے جو آپ کی کوتاہیوں کو فراموش کرے اور اس پر کیے ہوئے آپ کے احسان کو یاد رکھے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا:

علیك بمداراة الناس، و اکرام العلماء و الصفح عن زلات الاخوان. (۳)

لوگوں سے رواداری سے پیش آؤ، علماء کا احترام کرو اور لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرو۔

(۱) الکافی ۲: ۳۵۵. باب من طلب عثرات المؤمنین و عوراتهم.

(۲) اعلام الدین ص ۳۱۴. من کلام ابی محمد الحسن العسکریؑ

(۳) بحار الانوار ۷۵: ۷۱. باب ۱۶. ما جمع من جوامع کلم امیر المؤمنینؑ

احمد بن حسین کاتب ابی فیاض راوی ہے کہ ہم امام علی بن موسیٰ رضاؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو کسی نے اپنے دوست کی شکایت کی۔ امام رضاؑ نے درج اشعار پڑھے:

اعذر اخاك علی ذنوبه　　و استر و غط علی عیوبه

و اصبر علی بهت السفیه　　و للزمان علی خطوبه

و دع الجواب تفضل　　و کل الظلوم الی حسیبه(۱)

اپنے بھائی کو اس کی کوتاہیوں پر معذور سمجھو اور انہیں پوشیدہ رکھو اور اس کے عیوب چھپاؤ

نادان لوگوں کے بہتان اور زمانے کے مصائب پر صبر سے کام لو

کسی کو جواب دینے سے ازراہ کرم و مہربانی باز رہو اور ظالم کو اس سے حساب لینے والے پر چھوڑ دو۔

(۱) عیون اخبار الرضاؑ ۲: ۱۷۶. ۴۳ باب ذکر ما انشد الرضاؑ المامون من الشعر.....

عیون اخبار رضاؑ میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مامون نے مجھ سے کہا: آپ کو کچھ اشعار یاد ہیں۔ میں نے کہا:

خاصے یاد ہیں۔ اس نے کہا: پھر چند اشعار جاہل سے درگزر کرنے اور دوست کو عتاب نہ کرنے کے بارے میں سنائیے۔ میں نے یہ اشعار پڑھے:

انی لیهجرنی الصدیق تجنبا
فاریه ان لهجره اسبابا
واراه ان عاتبته اغریته
فاری له ترك العتاب عتابا
و بتلیت بجاهل متحلم
یجد المحال من الامور صوابا
اولیته منی السکوت و ربما
کان السکوت عن الجواب جوابا

جب میرا دوست مجھے چھوڑ کر الگ ہو رہا ہو تو میں اسے دکھاتا ہوں کہ دوست کو ترک کرنے کے کیا اسباب ہوتے ہیں۔

میں اسے بتاتا ہوں کہ اگر آپ سرزنش کریں گے تو وہ مزید بدتر ہو جائے گا۔ اس کی سرزنش نہ کرنا ایک قسم کی سرزنش ہے۔

اگر آپ کا واسطہ کسی ایسے جاہل سے پڑ جائے جو بردبار ہو اور اس میں کچھ شائستگی کی بھی گنجائش ہے تو میں سکوت کو ترجیح دیتا ہوں کیونکہ بسااوقات سکوت کرنا ہی جواب ہوا کرتا ہے ۔(جواب جاہلاں باشد خموشی)

مامون نے کہا: یہ کس کا شعر ہے؟

میں نے کہا: ہمارے بعض جوانوں کا

مامون کہا: دشمنوں کو جذب کر کے دوست بنانے کے بارے میں کچھ سنائیے۔

میں کہا:

وذي غلة سالمته فقهرته
فاوقرته مني لعفو التجمل
و من لا يدافع سيئات عدوه
باحسانه لم ياخذ الطول من عل(۱)

بہت سے کینہ وروں سے میں نے مصالحانہ انداز اختیار کیا تو میں ان پر غالب آ گیا پھر میں نے انہیں عفو و درگزری کے عطیے دیئے۔ اور جو اپنے دشمنوں کی برائیاں احسان کر کے دور نہیں کر سکتا اس نے آسمانی فرمان پر عمل نہیں کیا۔

(۱) عیون الاخبار الرضاؑ ۲: ۶۳. ۶۵. ۳۳باب ذکر ما انشد الرضاؑ المامون من الشعر

جی ہاں جو اپنے دوست کی کوتاہیوں سے درگزر نہیں کر سکتا اور اپنے بھائی کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا، اس کا کوئی دوست باقی نہیں رہے گا۔

اس سلسلے میں بشار بن برد نے کہا ہے:

و كنت اذا لصديق اراد غيظي
و اشرقني على حنق بريقي
غفرت ذنوبه وصفحت عنه
مخافة ان اعيش بلا صديق

میرا دوست جب مجھے غصہ دلانا چاہتا ہے اور غصے سے میرا اپنا آب دہن میرے حلق میں پھنسانا چاہتا ہے تو میں اس کا گناہ بخش دیتا ہوں اور اس سے درگزر کرتا ہوں، اس خوف سے کہ کہیں احباب کے بغیر نہ رہ جاؤں۔

کسی اور شاعر نے کہا ہے:

اذا کنت فی کل الامور معاتبا

صدیقک لم تلق الذی لا تعاتبہ

فعش واحدا او صل اخاک فانہ

مقارف ذنب مرۃ و مجانبہ

اگر آپ تمام باتوں میں اپنے دوست کی سرزنش کرتے رہیں گے تو کوئی ایسا آدمی ہوگا ہی نہیں جس کی آپ سرزنش نہ کریں۔

لہٰذا یا تو تنہا زندگی گزارو یا اپنے احباب سے مربوط رہو، کیونکہ وہ کبھی غلطی کریں گے اور کبھی اجتناب کریں گے۔

اگر دوست سے کبھی غلطی ہو جائے اور پھر وہ آپ سے عذر کرنے کے لئے آئے تو اس کا عذر قبول کریں، کیونکہ جو معذرت خواہ ہوتا ہے اس نے گویا غلطی کی ہی نہیں، بلکہ معذرت کرنا خاندانی لوگوں کی سیرت ہے۔

حضرت علیؑ سے منقول ہے۔

اقبل عذر اخیک وان لم یکن لہ عذر فالتمس لہ عذرا (۱)

اپنے بھائی کا عذر قبول کرو۔ اگر اس کے پاس کوئی عذر نہ ہو تو اس کے لئے خود کوئی عذر تلاش کرو۔

(۱) اعلام الدین ص ۱۲۸. فصل من کلام امیر المومنین علیہ السلام فی الاخوان...

یہ مطلب مسلم بن واصلہ نے لیا ہے۔

اذا ما اتت من صاحب لک زلۃ

فکن انت محتالا لزلتہ عذراً

جب تمہارے ساتھی سے کوئی لغزش ہوجائے تو آپ خود اس کی

لغزش کے لئے کوئی نہ کوئی عذر تلاش کرلیں۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

اذا اعتذر الصدیق الیک یوما

من التقصیر عذراخ مقر

فصنه جفائك و اعف عنه

فان الصفح شیمة کل حر

اگر آپ کا دوست کسی کوتاہی پر عذرخواہی کرے، جیسا کہ ایک برادر کرتا ہے تو اس کی سرزنش نہ کرنا، بلکہ درگزر کرنا، کیونکہ درگزر کرنا آزادگان کا شیوہ ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

اتطلب صاحبا لا عیب فیه

و ای الناس لیس له عیوب

کیا آپ کسی بے عیب ساتھی کو تلاش کر رہے ہیں؟ کون سا انسان ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو۔

بلکہ اگر آپ کو یقین ہے کہ عذر، بناوٹ اور جھوٹ ہے، پھر بھی اسے قبول کریں۔ چنانچہ حضرت علیؑ سے منقول ہے۔

ولا یعتذر الیك احد الا قبلت عذره وان علمت انهٗ کاذب(۱)

اگر کوئی تم سے معذرت کرے تو اس کا عذر قبول کرو، اگر چہ تمہیں یہ علم ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

(۱) بحار الانوار ۷۱: ۱۸۰۔ باب ۱۱ فضل الصدیق وحد الصداقة وآدابها....

۱۱۔ مسرت کے تحائف

دنیا میں ہر شخص وہ چیز پسند کرتا ہے جو اسے خوش رکھے۔ لوگ مفرح چیزوں سے زیادہ مانوس ہوتے ہیں، جن سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور ملے۔

انسان جب خوشی کو پسند کرتا ہے تو لازما مسرت فراہم کرنے والے سے بھی محبت کرتا ہے اور اس کے اچھے عمل پر اس کی قدر کرتا ہے۔ اس لئے اہل بیتؑ نے اس امر کی ترغیب دی ہے کہ احباب ایک دوسرے کے دل میں سرور ڈالیں تاکہ محبت میں اضافہ ہو اور ربط بڑھے اور اس عمل کو بہترین اور اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل قرار دیا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(افضل الاعمال) ان تدخل علی اخیک سرورا او تقضی عنه دینا۔ (۱)

بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے بھائی کو خوش کرو یا اس کا قرض ادا کرو۔

نیز منقول ہے:

ان احب الاعمال الی الله تعالیٰ ادخال السرور علی المؤمن (۲)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل مؤمن کے دل میں خوشی ڈالنا ہے۔

۱) عوالی اللآلی ۱: ۲۷۶۔ المسلک الغالی فی احادیث تتعلق بمصالح الدین....

۲) مصادقة الاخوان ص ۶۰۔ کز باب ادخال السرور علی المؤمن۔

نیز منقول ہے:

من لقی اخاہ بما یسرہ لیسرہ سرہ اللہ یوم یلقاہ۔ (۱)

جو اپنے بھائی کو خوش کرنے والی کسی چیز کے ساتھ صرف اسے خوش کرنے کے لئے ملاقات کرے تو اللہ اسے اس دن خوش کرے گا جس دن وہ اللہ کے پاس حاضر ہوگا۔

حضرت علیؑ سے منقول ہے:

من ادخل السرور علی اخیہ المؤمن من فقد ادخل السرور علینا اهل البیت علیہم السلام ومن ادخل السرور علی اهل البیت علیہم السلام فقد ادخل السرور علی رسول اللہ . و من ادخل السرور علی رسول اللہ فقد سر اللہ. ومن سر اللہ کان حقا علی اللہ ان یسرہ ویسکنہ جنتہ۔ (۲)

جس نے اپنے مؤمن بھائی کو خوش کیا اس نے ہم اہل بیتؑ کو خوش کیا اور جس نے اہل بیتؑ کو خوش کیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا، اللہ تعالیٰ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ اسے خوش کرے اور اپنی جنت میں جگہ دے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے:

من ادخل علی اخیہ سرورا اوصل ذلك واللہ الی رسول اللہ. ومن اوصل سرورا الی رسول اللہ اوصلہ الی اللہ و من اوصل و اللہ الی اللہ حکمہ اللہ و اللہ یوم القیامة فی الجنة۔ (۳)

جو کوئی اپنے بھائی کے دل میں خوشی پیدا کرتا ہے، قسم بخدا اس نے یہ خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی، اس نے اللہ تعالیٰ تک پہنچا دی، جس نے اللہ تک پہنچا دی، قسم بخدا اس کا فیصلہ جنت ہی ہو گا۔

(۱) حوالہ جات سابق ص ۶۲۔

(۲) جامع الاخبار ص ۸۶۔ الفصل رابع والاربعون ادخال السرور

(۳) مصادقة الاخوان ص ۶۲۔ کزباب ادخال السرور علی المؤمن۔

آپؑ نے عبداللہ بن جندب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

یا ابن جندب من سرہ ان یزوجه الله الحور العین ، و یتوجه بالنور ، فلیدخل علی اخیه المؤمن السرور (۱)

اے فرزند جندب ! جسے حور العین کے ساتھ ازدواج اور نور کا تاج پسند ہے تو وہ اپنے مؤمن بھائی کے دل میں خوشی داخل کرے۔

نیز آپؑ سے منقول ہے:

من فرح مسلماً خلق الله ذلك الفرح صورة حسنة تقيه آفات الدنيا وأهوال الآخرة تكون معه في الكفن و الحشر والنشر حتى توقفه بين يدي الله فيقول له: من انت فوالله لو اعطيتك الدنيا لما كانت عوضا عما قمت لي به. فيقول: انا الفرح الذي ادخلته على اخيك في دار الدنيا .(۲)

جس نے کسی مسلمان کو خوش کیا تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک خوبصورت مخلوق خلق فرمائے گا جو اسے دنیاوی آفات اور خوف آخرت سے بچائے گی۔ چنانچہ یہ مخلوق کفن میں، حشر و نشر میں اس

کے ساتھ ہو گی۔ حتیٰ کہ خدا کے حضور اسے پیش کیا جائے گا۔ وہ اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے۔ قسم بخدا! اگر میں پوری دنیا تمہیں دے دوں تو بھی ان احسانات کا معاوضہ نہیں بن سکتا جو تم نے مجھ پر کئے ہیں۔ جواب میں وہ کہے گی: میں وہ خوشی ہوں جسے آپ نے دنیا میں اپنے بھائی کے دل میں داخل کیا تھا۔

(۱) مستدرک الوسائل ۱۲: ۴۰۱. باب استحباب ادخال السرور علی المؤمن.....

(۲) مصادقة الاخوان ص ۶۲. کزباب ثواب من فرح اخاہ

مؤمن کے دل میں خوشی داخل کرنا جتنا اللہ کو پسند ہے، اسے دکھ دینا اتنا ہی اللہ کو ناپسند ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

من لقی اخاہ بما یسوؤہ اساء اللہ یوم القیامة (۱)

جو کوئی اپنے بھائی سے کسی ناپسندیدہ چیز کے ساتھ ملتا ہے تو اللہ روز قیامت اسے ناپسند کرے گا اور اپنی درگاہ سے اسے دور کر دے گا۔

نیز منقول ہے:

من لقی اخاہ بما یسوؤہ لیسوءہ ساءہ اللہ ما یلقا. (۲)

جو کوئی اپنے دوست سے اسے ناپسند چیز کے ساتھ ملتا ہے کہ اسے برا لگے تو اللہ قیامت کے دن اسے ناپسند کرے گا۔

(۱) وسائل الشیعة ۱۶: ۳۵۵. ۲۲ باب استحباب ادخال السرور علی المؤمن.....

(۲) ثواب الاعمال ص ۱۵۱. ثواب من لقی اخاہ لیسرہ بما یسر.

دوستوں کے ساتھ مسرت کن باتیں کرنے سے ان کے دل آپ کی طرف جذب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ڈیل کارنیگی نے اپنی کتاب میں ایک عنوان "لوگ آپ سے کیسے خوش رہیں گے" رکھا ہے اور اس پر کافی دلائل پیش کیے ہیں کہ دوستوں سے

خوش کن باتیں کرنا دوست و احباب حاصل کرنے کے بہترین عوامل ہیں اور اس عنوان کے آخر میں کہتا ہے:

اگر چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے محبت کریں تو دستور نمبر ۵ پر عمل کیجیے: اپنے مخاطب کو مسرت دینے والی باتیں کرنا۔

۱۲۔ نصرت دوست

ہم نے اس سے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ احباب شریک زندگی ہوتے ہیں اور احباب انسان کے لیے ایسے ہوتے ہیں جیسے روح بدن کے لیے۔ لہذا انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دوست کی ہر قدم پر دامے، درمے، سخنے مدد کرے، خواہ وہ غائب ہو یا حاضر۔ اگر ایسا کیا تو دوستی کا حق ادا کیا اور حرمت اخوت کی پاسداری کی۔ اسی لیے اہل بیتؑ کی طرف سے اس سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

من ردعن عرض أخيه المسلم وجبت له الجنة ۔(۱)

کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت بچائی تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔

(۱) ثواب الاعمال ص ۱۲۵۔ ثواب من ردعن عرض اخیہ المسلم

نیز منقول ہے:

انصر أخاك ظالماً ومظلوماً۔

اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظلم کر رہا ہو یا ظلم سہہ رہا ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کا دوست ظلم کر رہا ہے تو اس کی نصرت یہ ہے کہ آپ اسے ظلم کرنے سے باز رکھیں اور اگر وہ ظلم سہہ رہا ہے تو آپ اس کا دفاع کریں۔ اس طرح آپ نے اپنے بھائی کی مدد ظالم اور مظلوم دونوں صورتوں میں کی۔ چنانچہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جب وہ ظالم ہے تو اس کی مدد کس طرح کی جائے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يمنعه من الظلم

وہ اسے ظلم کرنے سے باز رکھے گا۔

حضرت امام حسینؑ سے سوال کیا گیا کہ فریادرسی کیا ہے؟ تو آپؑ فرمایا:

الاقدام علی الکریهة، والصبر عند النائبة، و الذب عن الاخوان۔ (۱)

ناساعد حالات میں بھی اقدام کرنا، مصیبت پر صبر کرنا اور اپنے دوستوں کا دفاع کرنا۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

ما من مؤمن يخذل أخاه و هو يقدر علی نصرته إلاّ خذله الله فی الدنيا والآخرة وان نصره کان افضل من صيام شهر واعتکافه فی المسجد الحرام۔ (۲)

کوئی مؤمن اگر قدرت کے باوجود اپنے برادر مؤمن کی مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد نہیں کرے گا اور اگر مدد کرے تو یہ اس کے ایک ماہ کے روزے اور مسجد الحرام میں اعتکاف سے بھی افضل ہے۔

کیونکہ دوست کی مدد کو نہ پہنچنا بدترین صفات میں سے ہے، اس لیے حضرت علیؑ نے فرمایا ہے:

شر الاخوان الخاذل (۳)

بدترین دوست ترک نصرت کرنے والے ہیں۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۲۲۵۔ الفصل خامس فی الحیاء وما یشبھه۔

(۲) مشکاۃ الانوار ص ۱۰۳۔ الفصل سابع فی ذکر ما یجب من حق المؤمن علی المؤمن۔

(۳) غرر الحکم ص ۴۱۸۔ شر اخوانك۔

سب سے اہمیت کی حامل نصرت کی قسم وہ ہے جو دوست کی غیر حاضری میں

کی جاتی ہے، کیونکہ ایسی نصرت چاپلوسی اور دکھاوے سے پاک ہوگی۔ اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

من نصر اخاہ بظھرہ الغیب نصرہ اللہ فی الدنیا و الآخرۃ۔

جو اپنے بھائی کی مدد اس کی غیر حاضری میں کرے، اللہ دنیا و آخرت میں اس کی نصرت فرماتا ہے۔

دوست کی غیبت ہونے کی صورت میں اسے رد کرنا بھی ایک طرح کی نصرت ہے۔ یہ نصرت بھی دوست کو ہر صورت میں انجام دینی چاہیے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

من تطول علی اخیہ فی غیبۃ سمعھا فی مجلس فردّھا عنہ ردّ اللہ عنہ الف باب من الشر فی الدنیا و الآخرۃ و ان ھو لم یردھا و ھو قادر علی ردھا کان کوزر من اغتابہ سبعین مرۃ۔ (۱)

کسی مجلس میں اپنے بھائی کی غیبت دیر تک سننے کے بعد اسے رد کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس سے شر کے ایک ہزار دروازے بند کر دے گا، اگر ممکن ہونے کے باوجود بھی (غیبت) رد نہ کرے تو اسے غیبت کرنے والے سے ستر (۷۰) گنا زیادہ گناہ ہوگا۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے:

من اغتیب عندہ أخوہ المؤمن فنصرہ و أعانہ، نصرہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ و من اغتیب عندہ اخوہ المؤمن فلم ینصرہ و لم یدفع عنہ و ھو یقدر علی

نصرته وعونه خفضه الله فی الدنیا و الآخرة۔ (۲)

کسی کے سامنے اس کے برادر مؤمن کی غیبت ہو اور وہ بھائی کی مدد (غیبت کو رد) کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا اور اگر اس کے سامنے اپنے برادر مؤمن کی غیبت ہو اور وہ اس کے دفاع میں مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا۔

(۱) بحار الانوار ۷۲: ۲۲۶۔ باب ۶۶ الغیبة۔ (۲) حوالہ جات سابق ص ۲۵۵۔

۱۳۱۔ مؤاسات

یہ زندگی حادثات اور نشیب و فراز کی زندگی ہے۔ اس میں انسان حادثات کا شکار اور نشیب و فراز کا کھلونا بن جاتا ہے۔ کتنے ہی دولتمند ایسے ہیں جو فقیر و مفلس ہوگئے اور کتنے مساکین دولتمند ہوگئے۔ کتنے ہی گمنام افراد ایسے ہیں جو زعامت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گئے اور یکایک ان کے سامنے گردنیں خم ہوگئیں۔ کتنے ہی نامور اور عظیم لوگ حوادث زمانہ کا شکار ہو کر ایسے خوار ہوئے کہ اب لوگ ان کو پوچھتے تک نہیں۔ لہذا یہ زندگی یک گونہ نہیں ہے اور یہ انسان بھی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا۔ یہ اللہ کی سنت اور اس کا طریقہ کار ہے۔

ولن تجد لسنة الله تبديلا۔ (۱)

اور اللہ کے دستور میں آپ کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔

(۱) ۱۳۳احزاب: ۶۲ و ۴۸فتح: ۲۳

سچا دوست وہ ہے جو زمانے کے نشیب و فراز میں اپنے دوست کے ساتھ شریک رہے۔ اس کی خوشی و دکھ میں برابر حصہ لے۔ گردش زمانہ میں اس کا ساتھ دے۔ خوشی و مسرت کے لمحات میں بھی اس کا شریک رہے۔ اپنی خوشی کا اظہار کرے اور اگر گردش و حادثہ پیش آجائے تو بھی اس کی مدد کے لیے لپکے اور اسے اس حادثہ سے بچانے کی سعی کرے۔ یہاں سے دوست اور غیر دوست میں فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔ دوستوں کی حقیقت سامنے آتی ہے، ان کے خلوص کا بھی امتحان ہو جاتا ہے اور وفاداری کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت علیؑ سے منقول ہے:

فی الشدة تتبین مودة الصدیق۔

دوست کی محبت کا اندازہ سختیوں میں ہوتا ہے۔

نیز منقول ہے:

فی الضیق یتبین حسن مواساة الصدیق۔ (۱)

دوست کی ہمدردی کا مظاہرہ کسی تنگی و دکھ کے وقت ہوتا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جزی اللہ الشدائد کل خیر
عرفت بہا عدوی من صدیقی

زندگی میں پیش آنے والی سختیوں کو اللہ جزائے خیر دے جن سے دوست اور دشمن کی پہچان ہوگئی۔

ان دوستوں کی کوئی قیمت نہیں جو حالات بدلنے کے ساتھ ساتھ بدل جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ سے یہ جملہ منسوب ہے:

و لا خیر فی امرءٍ متلون
إذا الریح مال حیث تمیل(۲)

اس شخص کی محبت میں کوئی بھلائی نہیں جو اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے اور ہوا کے جھونکے کے ساتھ اِدھر اُدھر جھک جاتا ہے۔

بہترین دوست وہ ہے جو دکھ سکھ دونوں میں یکساں محبت پر قائم اور خوشی و غمی دونوں حالتوں میں وفادار رہے۔ امیرالمؤمنینؑ سے مروی ہے:

اظہر الکرم صدق الاخاء فی الشدة و الرخاء۔ (۳)

سب سے واضح فضل و کرم یہ ہے کہ سختی و آسودگی دونوں حالتوں میں دوستی سچی ہو۔

(۱) غرر الحکم ص ۲۲۲۔ الفصل سابع الصدیق الصدوق و علامتہ

(۲) دیوان علی ص ۲۳۰۔ امر بہ حفظ نفس امارہ و شکیبائی۔

(۳) الارشاد ۱: ۲۹۹۔ فصل و من کلامہ ؑ فی الحکمة و موعظة۔

(۴) دیوان علی ص ۳۳۰۔ امر بہ حفظ نفس امارہ و شکیبائی...

البتہ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت علیؑ سے منقول ہے:

و ما اکثر الاخوان حین تعدھم
و لکنھم فی النائبات قلیل (۴)

شمار کرو تو دوست بہت ملیں گے لیکن گردش ایام کے وقت بہت کم رہ جائیں گے۔

اور یہ تھوڑے سے لوگ حقیقت میں دوست ہیں اور صرف ان پر فخر کرنا چاہیے اور ایسے لوگوں کے حصول کی کوشش جاری رہنا چاہیے۔ کسی حکیم سے پوچھا گیا کہ دوست کی پہچان کیا ہے تو اس نے کہا:

شدائد پہچان ہیں۔ آسودگی میں تو سب دوست ہوتے ہیں۔

لیکن ہمارے معاصر زمانے میں اس قسم کے دوست احباب کا ملنا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ سے مروی ہے:

یاتی علی الناس زمان لیس فیہ شیء أعز من أخ أنیس
أو کسب درھم من حلال۔ (۱)

ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں ایسے دوست کا ملنا جس سے انسان مانوس ہو یا ایک حلال درھم روزی کمانا سب سے مشکل کام ہوگا۔

صالح دوست دنیا و آخرت دونوں میں کام آتا ہے۔ دنیا میں وہ تنہائی میں مونس و مددگار، سختیوں میں دست و بازو اور دشمن کے مقابلے میں حامی و ناصر اور آخرت میں بارگاہ پروردگار میں شفاعت کرنے والا۔ جیسا کہ امام صادقؑ سے منقول ہے

استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن شفاعۃ۔ (۲)

دوست زیادہ سے زیادہ بناؤ۔ کیونکہ ہر مؤمن کو ایک شفاعت کا

حق ہوتا ہے۔

آپؑ نے فضل بن ملک سے فرمایا:

انما سمی المؤمن مؤمناً لأنه یؤمن علی الله فیجیر الله امانة۔(۳)

مؤمن کو مؤمن اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ کی امان میں آتا ہے

(۱)بحار الانوار ۱۰۰: ۱۰۔باب ۱۔الحث علی طلب الحلال ومعنی الحلال

(۲)وسائل الشیعة ۱۲: ۱۶۔باب استحباب استفادة الاخوان والاصدقاء.....

(۳)الامالی للطوسی ص ۳۰۔المجلس الثانی فیه بقیة احادیث...

اور پھر اللہ اسے اپنی امان میں لے لیتا ہے۔

پھر فرمایا:

اما سمعت الله تعالیٰ یقول فی اعدائکم اذا رأوا شفاعة الرجل منکم الصدیقه یوم القیامة : " فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ " (شعراء : ۱۰۰۔۱۰۱) (۱)

تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں پڑھا جو تمہارے دشمنوں کے بارے میں ہے۔ جب تمہیں اپنے دوستوں کی شفاعت کرتے دیکھیں گے تو تمہارے دشمن کہیں گے: " ہمارا نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہے اور نہ کوئی گہرا دوست۔"

اگر برا ساتھی ہے تو اس کے بارے میں دنیا و آخرت دونوں میں ہی ندامت ہوگی ۔ دنیا میں اس لیے کہ یہ برا ساتھی کردار کے اعتبار سے ابتر اور اس کا باطن خباثت سے پر تھا۔ مگر آخرت میں اس سے دوستی قائم رکھنے کی ندامت سے وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا۔

يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلاً ٥ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ. (۲)

ہائے تباہی کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے مجھے نصیحت سے گمراہ کر دیا جبکہ میرے پاس نصیحت آ چکی تھی۔

(۱) حوالہ جات سابق (۲) فرقان: ۲۸۔۲۹

اہل بیتؑ نے دوست کی مدد کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور تمام دوستوں سے یہ چاہا ہے کہ وہ آپس میں ہمدردی اور ایک دوسرے کی واجبات کی برآوری کریں تاکہ صداقت اور اخوت کا رشتہ مضبوط تر ہو جائے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لئن أعين اخی المؤمن علی حاجة أحب إلی من صیام شهر واعتكافه.

بوقت ضرورت اپنے مؤمن برادر کی اعانت کرنا میرے نزدیک ایک ماہ کے روزوں اور ایک اعتکاف سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔

نیز آپ ﷺ سے منقول ہے:

ثلاثه لا تطيقها هذه الامة المواساة للأخ فی ماله و انصاف الناس من نفسه. و ذكر الله (تعالیٰ) علی كل حال. (۱)

یہ امت تین چیزوں کی طاقت نہیں رکھتی: اپنے مال سے اپنے دوست کی مدد، خود اپنی ذات سے انصاف شروع کرنا اور ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا۔

(۱) وسائل الشیعة ۱۲: ۲۶۔ ۱۳باب استحباب مواساة الاخوان بعضهم لبعضهم۔

نیز آپ ﷺ سے منقول ہے:

من قضى لأخيه المؤمن حاجة قضى الله له حوائجَ
كثيرة احداها الجنة. و من كسا أخاه المؤمن من عرى
كساه الله من سندس الجنة و استبرقها وحريرها. و
لم يزل يخوض فى رضوان الله ما دام على المكسو منه
سلك. و من اطعم اخاه من جوع اطعمه الله من
طيبات الجنة ومن سقاه من ظمإ سقاه الله من الرحيق
المختوم ريّه. و من اخدم أخاه اخدمه الله من
الولدان المخلدين و اسكنه مع اوليائه الطّاهرين. و
من حمل اخاه المؤمن من رجلة حمله الله على ناقة من
نوق الجنه و باهى به الملايكة المقربين يوم القيامه.
و من زوج أخاه المؤمن امراة يأنس بها و تشد عضده و
يستريح اليها زوجه الله من الحور العين. و آنسه بمن
أحبه من الصديقين من اهل بيت نبيه و اخوانه و
آنسهم به و من أعان أخاه المؤمن على سلطان جائر
اعانهُ الله على اجازة الصراط عند زلة الاقدام. و من
زار أخاه الى منزله لا لحاجة منه اليه كتب من زوار
الله و كان حقيقاً على الله ان يكرم زائره. (۱)

جو شخص اپنے برادر مؤمن کی حاجت روائی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی
بہت سے حاجتوں کی برآوری کرے گا۔ ان میں سے ایک جنت ہو
گی۔ اگر اپنے کسی عریاں بھائی کو پوشاک دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے
جنت کے سندس، استبرق اور ریشمی لباس سے نوازے گا اور جب

تک اس لباس کا ایک بھی دھاگہ باقی رہے گا اللہ کی رضوان و خوشنودی میں غرق رہے گا اور جو اپنے گرسنہ بھائی کو کھانا کھلائے گا اللہ اسے جنت کی پاکیزہ چیزیں کھلائے گا۔ جو اپنے بھائی کو تشنگی میں سیراب کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے مہر شدہ شراب جنت سے سیراب فرمائے گا۔ جو اپنے برادر کی خدمت کرے گا اللہ تعالیٰ جنت ولدان کو اس کی خدمت پر مامور کرے گا اور اپنے پاک اولیاء کے ساتھ جنت میں جگہ دے گا۔ جو اپنے مؤمن بھائی کو اپنی سواری پر بٹھائے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی ایک سواری پر بٹھائے گا اور روز قیامت مقرب فرشتوں کے ساتھ فخر و مباہات کرے گا۔ جو اپنے برادر مؤمن کی شادی ایسی خاتون سے کرا دے جو اس کے لئے یاور و مددگار اور باعث امن و راحت ہو تو اللہ تعالیٰ حور العین سے اس کی شادی کرے گا اور جنہیں وہ چاہتا ہے اور جن سے محبت کرتا ہے، ان کے ساتھ مانوس کرے گا، ائمہ اہل بیتؑ، صدیقین اور اپنے بھائیوں سے اور وہ بھی اس سے مانوس ہوں گے اور جو اپنے برادر مؤمن کو ظالم حکمران سے بچانے میں مدد دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پل صراط پر اس کی مدد کرے گا، جہاں اکثر پاؤں پھسل جاتے ہیں۔ جو کوئی اپنے مؤمن برادر کے گھر کسی اور کام سے نہیں بلکہ صرف اس کی زیارت کرنے کے لیے جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والوں میں لکھا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی زیارت کرنے والوں پر یقینا کرم فرماتا ہے۔

(۲) حوالہ جات سابق، ۱۷: ۲۰۹۔ ۳۹ باب ما ینبغی للوالی العمل بہ۔

دوستوں کا ہاتھ بٹانے ان پر احسان کرنے اور ان کی حاجت روائی کرنے سے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے، کیونکہ انسان طبعاً اس شخص کے مرہون منت ہوتا ہے جس نے اس پر کچھ احسان کیا ہو۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

جبلت القلوب علی حب من أحسن الیها، و بغض من أساء الیها۔ (۱)

دلوں کی جبلت اور فطرت یہ ہے کہ وہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور برائی کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں۔

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

المؤمنون اخوہ یقضی بعضهم حوائج بعض اقضی حوائجهم یوم القیامة۔ (۲)

مؤمن آپس میں بھائی ہیں اور ایک دوسرے کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ بروز قیامت میں ان کی حاجت روائی کروں گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوستوں کے درمیان قائم ہونے والے مضبوط رشتے اور آپس کی محبت واخوت کے نتیجے میں ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونے کی نہایت دلکش تصویر کشی فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل المؤمنین فی توادهم، تراحمهم، و تعاطفهم مثل الجسد اذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی۔ (۳)

مؤمن آپس میں محبت و ہمدردی رکھنے میں ایک ہی جسد کی مانند ہیں کہ اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو بے خوابی اور درد سہنے میں دوسرے اعضاء بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

(۱) الفقیه ۴: ۳۸۱۔ ومن الفاظ رسول اللہ ﷺ الموجزة التی لم یسبق الیها۔

(۲) وسائل الشیعة ۱۶: ۶۱. ۲۵ باب استحباب قضاء حاجة المؤمن.

(۳) مستدرک الوسائل ۱۲: ۴۲۳. ۴۲ باب استحباب البر بالمؤمن و تعاون علی البر.

حضرت علیؑ سے منقول ہے:

لا تعدن صدیقاً من لم یواس بماله۔ (۱)

اسے دوست شمار نہ کرو جو آپ سے مالی تعاون نہیں کرتا۔

(۱) غرر الحکم ص ۴۱۸. الفصل الثالث عشر الاخوان لا تعدن صدیقا من...

نیز آپؑ نے فرمایا:

لعشرون درهما اعطیها أخی فی الله احب إلی من أن أتصدق بمائة درهم علی المساکین.

کسی نظریاتی اور الہی دوست کو بیس درہم دینا میرے نزدیک اس ایک سو درہم (۱۰۰) سے بہتر ہے جو کسی مسکین فقیر کو دیا جائے۔

نیز آپؑ سے منقول ہے:

عجبت لمن یشتری الممالیک بماله کیف لا یشتری الاحرار بمعروفه فیملکهم۔

تعجب ہے ان پر جو اپنے مال سے غلاموں کو خریدتے ہیں لیکن اپنے احسانات سے آزاد کو نہیں خریدتے کہ ان کے مالک بن جائیں۔

نیز آپؑ سے منقول ہے:

یا سبحان الله ما ازهد کثیراً من الناس فی الخیر عجبت لرجل یجیئه أخوه فی حاجة فلا یری نفسه للخیر أهلا۔ فلو کنا لا نرجو جنة، ولا نخاف ناراً، ولا ننتظر ثواباً، ولا نخشی عقاباً، لکان ینبغی لنا إن نطلب مکارم الأخلاق

فانها تدل علی سبیل النجاح.

سبحان اللہ! مقام تعجب ہے کہ لوگ کار خیر میں حصہ لینے سے کتراتے ہیں۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جس کے پاس اس کا دوست اپنی حاجت لے کر آتا ہے اور وہ اپنے آپ کو یہ کار خیر انجام دینے کا اہل نہیں پاتا۔ اگر ہم جنت کے امیدوار اور جہنم کا خوف نہ رکھتے ہوں، ثواب کی توقع ہو اور نہ عذاب کا ڈر، پھر بھی ہمیں اچھے اخلاق کا طالب تو ہر صورت میں ہونا چاہیے کیونکہ اچھا اخلاق کامیابی کا راستہ ہے۔

حضرت امام حسنؑ سے بھائی چارے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

المواساۃ فی الشدۃ والرخاء

سختیوں اور آسودگی میں مواسات کرنا۔

پوچھا گیا بزدلی کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

الجرأۃ علی الصدیق والنکول عن العدو.

دوست کے خلاف جسارت اور دشمن کے مقابلے میں خاموشی اختیار کرنا۔

حضرت امام حسینؑ سے منقول ہے:

فمن تعجل لأخیہ خیراً وجدہ إذا قدم علیہ غداً، ومن أراد اللہ تبارک وتعالیٰ بالصنیعۃ الی أخیہ کافأہ بہا فی وقت حاجتہ، وصرف عنہ من بلاء الدنیا ما ھو اکثر منہ۔ (۱)

جو اپنے دوست کے ساتھ بروقت بھلائی کرتا ہے، وہ اس کے پاس

کل پہنچ جائے گی، وہ اس کی جزا حاصل کرے گا اور جس نے اپنے بھائی پر احسان بقصد قربت کیا ہو، اللہ تعالیٰ ضرورت کے وقت اس کی جزا دے گا اور اس سے کہیں زیادہ دنیا کی بلائیں دور فرمائے گا۔

(۱) کشف الغمۃ ۲: ۲۹۔ الشامن فی الذکو شیء من کلامہ ؑ

حضرت امام باقرؑ سے منقول ہے:

تنافسوا فی المعروف لاخوانکم و کونوا من اھلہ فان للجنۃ باباً یقال لہ المعروف لا یدخلہ الا من اصطنع المعروف فی الحیاۃ الدنیا۔ (۱)

اپنے بھائیوں پر نیکی کرنے میں سبقت حاصل کرو اور اس نیکی کے اہل بن جاؤ، کیونکہ جنت کے ایک دروازے کا نام المعروف ہے جس سے صرف وہ داخل ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں کسی کے ساتھ کوئی نیکی کی ہو۔

امام زین العابدینؑ سے منقول ہے:

انی لاستحی من ربی أن أری الاخ من اخوانی فأسأل اللہ لہ الجنۃ و ابخل علیہ بالدینار و الدرھم فاذا کان یوم القیامۃ قیل لی: لو کانت الجنۃ لک لکنت بھا ابخل و ابخل و ابخل۔ (۲)

میں اپنے رب سے اس وقت شرم کرتا ہوں جب میں اپنے دوست کے لیے اللہ تعالیٰ سے جنت کی دعا مانگوں اور خود ایک دینار و درہم دینے سے بھی بخل کروں، پھر قیامت کے دن مجھ سے کہا جائے گا کہ اگر جنت بھی تیرے پاس ہوتی تو، تو اور زیادہ بخیل ہوتا۔

(۱) الکافی ۲: ۱۹۵۔ باب قضاء حاجة المؤمن۔

(۲) وسائل الشیعة ۱۹: ۲۸۷۔ ۳۸ باب کراهة البخل علی المؤمن

ابو اسماعیل وصافی راوی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

یا أبا اسماعیل اریت فیما قبلکم اذا کان الرجل لیس له رداء و عنده بعض اخوانه فضل رداء یطرح علیه حتی یصیب رداء؟ قال: قلت لا قال: فاذا کان لیس عنده ازار یوصل الیه بعض اخوانه یفضل ازار حتی یصیب ازاراً؟ قلت لا فضرب بیده علی فخذه و قال: ما هؤلاء باخوة۔ (۱)

اے ابو اسماعیل! آپ کے ہاں اگر کسی کے پاس چادر نہیں ہے اور دوسرے برادران جن کے پاس فالتو چادریں ہیں، کیا وہ انہیں دیتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس شلوار نہ ہو اور فالتو شلواریں رکھنے والے کیا انہیں دیتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے اپنی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: یہ لوگ دوست اور برادر نہیں ہیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ایما مؤمن أتی اخاه فی حاجة فانما ذلك رحمة من الله ساقها الیه وسببها له۔ فان قضی حاجته کان قد قبل الرحمة بقبولها۔ و ان رده عن حاجته و هو یقدر علی قضائها فانما رد عن نفسه رحمة من الله عز و جل ساقها الیه وسببها له۔ (۲)

جب کوئی مؤمن کسی دوست کے پاس کوئی حاجت لے کر آئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو وہ لے کر آیا ہے اور وہ اس کا سبب بن رہا ہے۔ اگر اس نے اس کی حاجت روائی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بھی قبول کر لیا اور اگر ممکن ہونے کے باوجود اس کی حاجت روائی نہیں کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اِس رحمت کو مسترد کر دیا جو وہ لے کر آیا تھا اور جس کا وہ سبب بن رہا تھا۔

(۱) مصادقة الاخوان ص ۳۶۔ باب مواساة الاخوان بعضهم لبعض

(۲) الکافی ۲: ۱۹۳۔ باب قضاء حاجة المؤمن.

نیز فرمایا:

لئن امشی فی حاجة اخ لی مسلم احب الی من ان اعتق الف نسمة واحمل فی سبیل الله علی الف فرس مسرجة ملجمة۔ (۱)

اپنے کسی مسلمان برادر کی حاجت روائی کے لیے چلنا مجھے ایک ہزار غلام آزاد کرنے اور راہ خدا میں زین و لگام سے مزین گھوڑے دینے سے زیادہ پسند ہے۔

امام صادقؑ سے منقول ہے:

من صالح الاعمال البر بالاخوان والسعی فی حوائجهم۔ (۲)

اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی اور ان کی حاجت روائی کرنے میں سعی کرنا بہترین اعمال میں سے ہے۔

نیز فرمایا:

من عرقت جبهته فی حاجة أخیه فی الله عز و جل لم

یعذب بعد ذلك. (۳)

اپنے نظریاتی اور الٰہی دوست کی حاجت روائی میں پیشانی پر پسینہ آ جائے تو اس کے بعد اس پر عذاب نہ ہوگا۔

نیز مروی ہے:

فو الله لا تنال ولايتنا إلا بالورع والاجتهاد فی الدنيا ومواساة الاخوان. (۴)

قسم بخدا! ہماری ولایت صرف ورع، دنیا میں کوشش اور برادران کے ساتھ ہمدردی کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۱۹۷. باب السعی فی حاجة المؤمن

(۲) وسائل الشیعة ۹: ۴۲۹. ۲۸ باب استحباب الایثار علی النفس...

(۳) مشکاة الانوار ص ۱۹۳. الفصل الثانی فی آداب المعاشرة...

(۴) مستدرك الوسائل ۱۱: ۲۷۲. ۲۱ باب وجوب الورع

نیز فرمایا:

الاخوان ثلاثه مواس بنفسه، وآخر بماله، و هما الصادقان فی الاخاء، و الآخر يأخذ منك البلغة ويريدك لبعض اللذة فلا تعده من أهل الثقة. (۱)

دوست تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے نفس و جان سے ہمدردی کرتے ہیں، دوسرے وہ جو اپنے مال سے مدد کرتے ہیں، تیسرے وہ جو آپ سے کچھ لیتے ہیں اور صرف اپنی لذت کے لیے آپ کو چاہتے ہیں، انہیں قابل اعتماد شمار نہ کرو۔

مفضل بن عمر راوی ہیں کہ امام صادقؑ نے فرمایا:

اختبر شيعتنا فی خصلتين فان كانتا فيهم و إلا

فاعزب ثم اعزب قلت: ما هما؟ قال: المحافظة علی الصلوات فی مواقیتهن، و المواساة الاخوان و ان کان الشیء قلیلا۔ (۲)

ہمارے شیعوں کو دو خصلتوں میں آزماؤ۔ اگر یہ دو خصلتیں ان میں ہوں تو درست، ورنہ ان سے دور رہو، دور رہو۔ میں نے عرض کیا وہ دو خصلتیں کون سی ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: وقت پر نماز کی پابندی اور دوستوں کے ساتھ مواسات، خواہ تھوڑی چیز میں ہی کیوں نہ ہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من ذهب مع فی حاجة قضاها او لم یقضها کان کمن عبد الله۔ (۳)

جو اپنے دوست کی حاجت روائی کے لیے جاتا ہے تو خواہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو، اس کا یہ عمل ایسا ہے جیسے اللہ کی عبادت کی ہے۔

(۱) تحف العقول ص ۳۲۲۔ و من کلامه ﷺ سماه بعض الشیعة نثر الدرر

(۲) مصادقة الاخوان ص ۳۶۔ باب مواساة الاخوان بعضهم لبعض

(۳) وسائل الشیعة ۱۶: ۳۶۸۔ باب استحباب السعی فی قضاء حاجة المؤمن...

نیز آپؑ نے مفضل سے فرمایا:

یا مفضل اسمع ما أقول لك و اعلم انه الحق و اتبعه و اخبر به علیة اخوانك۔ قلت: و ما علیة اخوانی۔ قال الراغبون فی قضاء حوائج اخوانهم۔ قال ثم قال: من قضی لأخیه المؤمن حاجة قضی الله له یوم القیامة مائة الف حاجة من ذلك اوله الجنة له و من ذلك أن یدخل له قرابته و معارفه و اخوانه الجنة۔ (۱)

اے مفضل! میں جو کہتا ہوں اسے سنو اور یاد رکھو کہ حق یہی ہو گا، اس کی اتباع کرو اور اپنے کامل دوستوں کو بتا دو۔ میں نے عرض کیا: کامل دوست کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ لوگ جو اپنے بھائیوں کی حاجت روائی چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا: اگر کوئی اپنے مؤمن بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی ایک لاکھ حاجات پوری فرمائے گا۔ ان میں سب سے پہلی حاجت جنت میں داخل ہونا اور اپنے رشتہ داروں، جاننے والوں اور دوستوں کو جنت میں اپنے ساتھ لے جانا ہو گی۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من سعی فی حاجة اخیه المسلم فاجتهد فیها فاجری الله قضاء ها علی یدیه کتب الله له حجة و عمرة و اعتکاف شهرین فی المسجد الحرام و صیامهما فان اجتهد فلم یجر الله قضاها علی یدیه کتب الله له حجة و عمرة۔ (۲)

جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی میں سعی و کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے اس کی حاجت پوری فرمائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک حج، ایک عمرہ، مسجد الحرام میں دو ماہ اعتکاف کرنے اور روزے رکھنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور اگر اس دوست کی حاجت روائی نہ ہو سکی تو اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔

(۱) مصادقة الاخوان ص ۵۲۔ یط باب ثواب قضاء حوائج الاخوان

(۲) الکافی ۲: ۱۹۸۔ باب السعی فی حاجة المؤمن....

نیز آپؐ نے فرمایا:

من سأله اخوه المؤمن حاجة من ضر فمنعه من سعة و هو يقدر عليها من عنده او من عند غيره حشره الله يوم القيامة مغلولة يده الى عنقه۔ (۱)

اگر کوئی مؤمن دوست ضرورت کے تحت ایک حاجت پوری کرنے کا سوال کرے اور اس حاجت کا پورا کرنا ازخود یا از دیگراں ممکن ہو، پھر بھی پوری نہ کرے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ کر محشور فرمائے گا۔

امام موسیٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے:

خير اخوانك المعين لك على دهرك.

بہترین دوست وہ ہے جو گردش ایام میں تمہارا مددگار ثابت ہو۔

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا:

خصلتان ليس فوقهما شىء الايمان بالله و نفع الاخوان(۲)

دو ایسی خصلتیں ہیں جن سے بالاتر کوئی خصلت نہیں ہے: ایک اللہ پر ایمان لانا، دوسری دوستوں کو فائدہ پہنچانا۔

دوستی کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ اگر آپ کے علم میں آجائے تو دوست کی حاجت روائی کے لیے ازخود اقدام کریں اور اس کی طرف سے سوال کرنے کا انتظار نہ کریں۔ چنانچہ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا ہے:

لا يكلف احد كم اخاه الطلب اذا عرف حاجته۔ (۳)

اگر تمہیں اپنے دوست کی حاجت مندی کا علم ہوجائے تو اسے مطالبہ کی تکلیف میں مبتلا ہونے کی نوبت نہ آنے دو۔

)بحار الانوار ۷۱: ۲۸۶. باب ۲۰. قضاء حاجة المؤمن والسعی

۲)مستدرک الوسائل ۱۲: ۳۹۱. ۲۲باب استحباب نفع المؤمن

۳)بحار الانوار ۷۱: ۱۶۵. باب ۱۰. حسن المعاشرة وحسن الصحبة....

امام صادقؑ نے فرمایا:

وإذا علمت أن له حاجة فبادر الی قضائها و لا تلجئه الی أن یسألکها ولکن تبادره مبادرة. (۱)

اگر آپ کو اپنے دوست کی حاجت کا علم ہو جائے تو اسے پوری کرنے کے لیے فوراً اقدام کریں۔ اس کا انتظار نہ کریں کہ وہ آپ سے سوال کرے، بلکہ پہل کریں۔

(۱) کشف الریبة ص ۸۳. الفصل خامس فی کفارة الغیبة.

۱۴۔ تکریم و تعظیم دوست

یہ ایک مسلمہ اور مستند اصول ہے اور اس کا کوئی منکر نہیں ہے کہ اگر کوئی انسان دوسروں کا احترام کرے گا تو وہ خود بھی محترم رہے گا اور اگر دوسروں کی توہین کرے گا تو خود بھی ذلیل ہو جائے گا۔ کسی شاعر نے اس سلسلے میں کیا خوب کہا ہے:

و من هاب الرجال تهيبوه

و من حقر الرجال فلن يهابا

اگر کوئی لوگوں کا احترام کرتا تو لوگ بھی اس کا احترام کریں گے

اور اگر وہ لوگوں کی توہین کرتا ہے تو وہ محترم نہیں رہے گا۔

لہذا اگر آپ اپنے دوست کی نگاہ میں محترم ہونا چاہتے ہیں تو آپ اس کی تعظیم و احترام کریں اور اگر آپ دوست کی نظر میں باعزت رہنا چاہتے ہیں تو آپ بھی اس کا اکرام کریں۔ لوگوں میں کون ایسا ہے جو تعظیم کا خواہاں نہیں ہے۔

اسی لیے ائمہ اہل بیتؑ کی طرف سے دوست کی تعظیم و اکرام کرنے کے بارے میں تاکید ہوئی ہے تاکہ روابط اور زیادہ مضبوط ہوں، دلوں میں صفائی آ جائے اور محبت میں اضافہ ہو۔

سلمان فارسیؓ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا:

ما من رجل مسلم اكرم اخاه المسلم بتكرمة يريد بها وجه الله الا نظر الله اليه۔ (۱)

کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا صرف برائے خدا اکرام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نگاہ (رحمت) فرمائے گا۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۱۸۸۔ الفصل الاول فی اتخاذ الاخوان

امام صادقؑ منقول ہے:

من أتاه أخوه المسلم فأكرمه فانما اكرم الله عز و جل.(۱)

جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی آ جائے اور اس کا اکرام کرے تو ایسا ہے جیسے اس نے اللہ کا اکرام کیا ہے۔

ایک مسلمان کو اپنے بھائی سے کس طرح پیش آنا چاہیے۔ اس سلسلے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے:

وان غاب فاحفظه فى غيبته وان شهد فزره و اجله و اكرمه فانه منك وانت منه۔ (۲)

اگر وہ غائب ہو تو اس کی غیر حاضری میں بھی اس کی پاسداری کرو۔ اگر حاضر ہو تو اس کی زیارت، تعظیم کرو، کیونکہ وہ تم سے ہے اور تم اس سے۔

امام صادقؑ سے مروی ہے:

من عظم دين الله عظم حق إخوانه۔ (۳)

جو اللہ کے دین کی تعظیم کرتا ہے، وہ اپنے دوستوں کے حقوق کی تعظیم کرتا ہے۔

لہذا دوستوں کو آپس میں کچھ رعب و ہیبت باقی رکھنی چاہیے، کیونکہ اگر ذرا بھی رعب باقی نہ رہا تو یہ احترام و اکرام نہ کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔

امام کاظمؑ سے منقول ہے:

لا تذهب الحشمة فيما بينك و بين اخيك و أبق منها فان ذهابها ذهاب الحياء۔ (۴)

اپنے اور دوست کے درمیان رعب کو ختم نہ کرو، بلکہ کچھ باقی رکھو کیونکہ بالکل بے رعب ہونے کا مطلب بے حیا ہونا ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۲۰۶۔ (۲) وسائل الشیعة ۱۲: ۲۱۰۔ باب ۱۲۲ وجوب اداء حق المؤمن وجملة.

(۳) مشکاة الانوار ص ۳۲۲۔ الفصل التاسع فی من حقر مؤمنا

(۴) مشکاة الانوار ص ۲۲۰۔ الفصل الثانی عشر فی العهادی وغیرہ.

اس کا مطلب یہ ہے کہ بے اعتنائی زیادہ ہو تو بے احترامی کی فضا بن جاتی ہے۔ اس لیے فرمایا کہ کچھ رعب باقی رکھو۔ یہ نہیں فرمایا کہ رعب رکھو، ورنہ دوستوں میں رعب و احتشام برقرار رکھنا بھی اہل بیتؑ کی نظر میں قابل مذمت ہے۔ چنانچہ ہم اس کا ذکر آگے کرنے والے ہیں۔

اگر آپ کا دوست آپ سے عمر یا علم میں زیادہ ہے تو اس پر فرض ہے کہ آپ اس کا احترام کریں کیونکہ یہ ایک ایسا حق ہے جس کی آپ کو رعائت کرنی چاہیے اور آپ اور آپ کے دوست کے درمیان ایک حد ہے، جسے عبور نہیں کرنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا۔ (۱)

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی وصیت میں درج ذیل جملے قابل توجہ ہیں:

ذلل نفسك لاحتمال من خالفك ممن هو فوقك، و ممن له الفضل عليك فانما اقررت بفضله لئلا تخالفه، و من لا يعرف لأحد الفضل فهو المعجب برأيه۔ (۲)

اپنے سے بالاتر اور جسے تم پر فضیلت حاصل ہے، کی مخالفت کے تحمل کے لیے اپنے آپ کو رام رکھو۔ تم نے اپنے دوست کی فضیلت قبول کر کے مخالفت نہ کرنے کا اقرار کیا ہے۔ اگر کوئی کسی کی فضیلت کا اقرار نہیں کرتا تو وہ خود پسند ہے۔

(۱) عوالی اللآلی ۱: ۱۰۸۔ الفصل السابع فی احادیث تتضمن۔۔۔۔

(۲) مشکاۃ الانوار ص ۲۲۲۔ الفصل سابع فی مکارم الأخلاق۔

انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دوست کو ذلیل نہ سمجھے۔ ایسا کرنا دوستی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اور محبت کے خاتمے کا سب سے بڑا سبب ہے۔ چنانچہ ائمہ اہل بیتؑ نے اسے گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے:

من استخف بدینه استخف بأخوانه۔(۱)

جو اپنے دین کی اہانت کرتا ہے، وہ اپنے بھائیوں کی اہانت کرتا ہے

آپؑ نے مزید فرمایا:

العاقل لا یستخف بأحد، و احق من لا یستخف به ثلاثة: العلماء و السلطان، و الاخوان۔ لأنه من استخف بالعلماء افسد دینه، ومن استخف بالسلطان افسد دنیاه، و من استخف بالاخوان افسد مروءته۔

(۲)

عاقل کسی کی اہانت نہیں کرتا۔ تین افراد کی اہانت سزاوار نہیں ہے: علماء، حکمران اور برادران۔ کیونکہ جو علماء کی اہانت کرتا ہے تو اس کا دین فاسد ہو جاتا ہے۔ جو حکمران کی اہانت کرتا ہے تو اس کی دنیا فاسد ہو جاتی ہے اور جو اپنے بھائی کی اہانت کرتا ہے اس کی مروت فاسد ہو جاتی ہے۔

نیز آپؑ سے منقول ہے:

من غش اخاه وحقره وناواه، جعل الله النار مأواه (۳)

جو اپنے بھائی کو دھوکہ دیتا ہے، اس کی توہین کرتا ہے، اس کے خلاف

کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ جہنم کو اس کی بازگشت قرار دے گا۔

جیسا کہ آپ خود پسند کرتے ہیں کہ آپ کی تعظیم و احترام ہو، اسی طرح آپ کا بھی فرض ہے کہ اپنے بھائی کا احترام کریں۔ یہ اسلام کا ایک عظیم اصول ہے جس کا رسول کریم ﷺ نے حکم دیا ہے:

لا یؤمن احدکم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ۔ (۴)

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۱۸۶۔ الفصل الاول فی اتخاذ الاخوان...

(۲) تحف العقول ص ۲۱۹۔ و من کلامہ ؑ سماہ بعض شیعۃ نثر الدرر

(۳) تحف العقول ص ۳۰۲۔ وصیتہ ؑ لعبد اللہ بن جندب۔

(۴) منیۃ المرید ص ۱۹۰۔ الثالث ان یحب لھم ما یحب لنفسہ

ڈیل کارنیگی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو اچھا سمجھیں اور آپ کی قدر کریں۔ آپ کی خواہش ہوتی ہے کہ آپ اپنی چھوٹی دنیا میں ایک مقام و منزلت کے مالک رہیں اور آپ کسی کی سستی اور خلوص سے خالی چاپلوسی کو پسند نہیں کرتے، بلکہ آپ پرخلوص قدردانی چاہتے ہیں۔ بقول شواب آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے اصحاب آپ کی قدر دانی میں مبالغہ اور اسراف سے کام لیں اور آپ کی تعریفوں میں حد سے آگے بڑھ جائیں۔ ہم میں سے ہر شخص یہ خواہش رکھتا ہے۔ چلیے ہم سب پھر اس سنہرے اصول کی پیروی کریں: دوسروں کو بھی انہی خواہشات کا حق دیں جو ہم

اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔

یہ تھے ڈیل کارنیگی کے خیالات۔ اس کے بعد اس نے اس اصول کے فوائد اور کامیابی پر بہت سے شواہد کا بھی ذکر کیا ہے، جبکہ اسلام نے پہلے ہی اسے ایک اہم ترین اصول قرار دیا ہے۔ چنانچہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یؤمن احدکم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ۔ (۱)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(۱) حوالہ جات سابق.

حضرت علیؑ نے یہ مطلب حضرت امام حسنؑ کے نام وصیت نامہ میں مزید واضح فرمایا ہے:

یا بنی اجعل نفسك میزانا فیما بینك و بین غیرك. فاحبب لغیرك ما تحب لنفسك، و اکرہ لہ ما تکرہ لها. ولا تظلم کما لا تحب أن تظلم و احسن کما تحب أن یحسن الیك، و استقبح من نفسك ما تستقبح من غیرك، و ارض من الناس بما ترضاہ لهم من نفسك، و لا تقل ما لا تعلم وان قل ما تعلم، و لا تقل ما لا تحب أن یقال لك.

اے فرزند اپنے اور دوسرے کے درمیان ہر معاملہ میں اپنی ذات کو میزان قرار دو۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی دوسروں کے لیے پسند کرو اور جو اپنے لیے نہیں چاہتے، اسے دوسروں کے لیے بھی نہ چاہو۔ جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تم پر زیادتی نہ ہو، یونہی دوسروں پر

بھی زیادتی نہ کرو اور جس طرح یہ چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ حسن سلوک ہو، یونہی دوسروں کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔ دوسروں کی جس چیز کو برا سمجھتے ہو، اسے اپنے میں بھی ہو تو برا سمجھو اور لوگوں کے ساتھ تمہارا جو رویہ ہو، اسی رویہ کو اپنے لیے بھی درست سمجھو۔ جو بات نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ ہلاؤ، اگرچہ تمہاری معلومات کم ہوں۔ دوسروں کے لیے وہ بات نہ کہو جو اپنے لیے سننا گوارا نہیں کرتے۔(۱)

(۱) نہج البلاغۃ . ترجمہ مفتی جعفر حسین رحمہ اللہ . طبع امامیہ کتب خانہ. لاہور . ۳۱ وصیت نامہ . ص۶۷۰

۱۵۔ ایثار

ایثار ایک ایسا مقام ہے جس پر صاحبان صبر و کمال ہی فائز ہو سکتے ہیں۔ یہ برادری کا سب سے اعلیٰ مقام اور دوستی کا سب سے بلند درجہ ہے۔ اس درجہ پر فائز کسی انسان کو تلاش کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ آج تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس فرمان:

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

پر عمل کرنے والے بہت کم ملتے ہیں، ایثار و قربانی تو دور کی بات ہے۔

ایثار کی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے دوست کو اپنے نفس پر مقدم سمجھے اور اس کی مصلحت کو اپنی ذاتی مصلحت پر ترجیح دے اور اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم سمجھے۔

چنانچہ حضرت علیؑ سے منقول اس جملے میں ایثار کی بہترین تصویر کشی کی ہوئی ہے:

ان اخاک الحق من کان معک   و من یضر نفسہ لینفعک
ومن اذا ریب الزمان صدعک   شتت فیک شملہ لیجمعک (۱)

تمہارا سچا دوست وہ ہے جو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہو اور تمہیں فائدہ پہنچانے کے لیے خود ضرر اٹھائے۔

جب تم گردش زمانہ میں مبتلا ہو جاؤ تو وہ تمہیں سنبھالا دینے کے لیے اپنے آپ کو پراگندہ کر دے۔

نیز آپؑ سے مروی ہے:

(۱) شرح نہج البلاغۃ ۱۸: ۱۱۳

ذللو اخلاقكم بالمحاسن، وقودوها الی المکارم، وعودوها الحلم، و اصبروا علی الایثار علی انفسکم۔(۱)

اپنے اخلاق کو خوبیوں سے رام کرو اور شرافت کی طرف لے جاؤ اور اپنے نفسوں پر ایثار کرنے پر صبر کرو۔

نیز فرمایا:

المؤمنون اخوۃ ولا شیء آثر عند کل اخ من اخیہ۔(۲)

مؤمن آپس میں بھائی ہیں۔ کسی دوست کے نزدیک اپنے دوست سے زیادہ قابل ترجیح کوئی اور شے نہیں ہے۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۱۸۰۔ الفصل الرابع والعشرون فی محاسن الافعال۔

(۲) مستدرک الوسائل ۹:۴۸۔ ۱۰۵ باب وجوب اداء حق المؤمن و جملة

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

ان للہ جنتہ لا یدخلھا الا ثلاثۃ: رجل حکم علی نفسہ بالحق، و رجل زار اخاہ المؤمن فی اللہ، و رجل آثر اخاہ المؤمن فی اللہ۔

اللہ تعالیٰ کے پاس ایک جنت ہے جس میں صرف تین افراد داخل ہو سکتے ہیں: ایک وہ جس نے اپنے ہی خلاف حق کا فیصلہ کیا۔ دوسرا وہ جس نے برائے خدا اپنے دوست کی زیارت کی۔ تیسرا وہ جس نے برائے خدا اپنے مؤمن دوست کے ساتھ ایثار کیا۔

ایثار و قربانی کی سب سے عظیم مثال وہ ایثار ہے جس کا امام غزالی نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے اور وہ شب ہجرت بستر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت علیؑ کا سونا ہے کہ آپؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچانے کے لیے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ

دی اور اپنی جان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا کر دی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جبریل و میکائیل پر وحی فرمائی:

میں تم دونوں میں مؤاخات قائم اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ کرتا ہوں۔ تم میں سے کون ہے جو اپنے ساتھی کی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح دے۔ دونوں نے اپنے لیے زندگی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم علی ابن ابی طالبؑ کے مقام کو نہیں پا سکے۔ میں نے اس کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان مؤاخات قائم کی تو علیؑ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر اپنی جان فدا کر کے سو گئے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو ترجیح دی۔ تم زمین پر نازل ہو جاؤ اور اسے دشمنوں سے بچائے رکھو۔ چنانچہ جبرئیل آپؑ کے سرہانے اور میکائیل پاؤں کی طرف بیٹھے رہے۔ جبرئیل کہتے ہیں تھے:

بخ بخ من مثلك يا ابن أبي طالب و الله يباهي بك الملائكة۔

آپؑ جیسا کون ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے آپؑ پر فخر کرے

اور آپؑ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔ (۱)

"اور انسانوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی رضا جوئی میں اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور اللہ ایسے بندوں پر بہت مہربان ہے۔"

(۱) ۲ بقرة: ۲۰۷

ایثار و قربانی کی ایک اور مثال یہ ہے:

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کو بھیڑ کا ایک بھنا ہوا سر بطور

ہدیہ پیش کیا گیا تو اس نے کہا: میرا فلاں دوست مجھ سے زیادہ عیالدار اور ضرورت مند ہے۔ اسے پیش کیا گیا تو اس نے کہا: میرا دوست زیادہ محتاج ہے۔ اسی طرح ہر ایک نے اپنے دوسرے بھائی کو ترجیح دی اور یہ سر سات گھروں کا چکر کاٹتا ہوا پھر پہلے صحابی کے پاس دوبارہ پہنچ گیا۔

اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَىٰٓ اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ (۱)

اور وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود محتاج ہوں۔

(۱) حشر: ۹

۱۶۔ نصیحت دوست

نصیحت محبت کا اہم جز ہے۔ جب تک نصیحت درمیان میں نہ ہو، کوئی دوستی و اخوت قائم نہیں رہ سکتی۔ جو اپنے دوست کے لئے ناصح نہ بنے، وہ سرے سے دوست ہی نہیں ہے۔

آپ اگر اپنے دوست میں کوئی نقص و عیب دیکھیں تو پوری نرمی و لطافت سے اسے اس نقص سے آگاہ کریں اور اس عیب کی طرف اس کی توجہ مبذول کرائیں تاکہ وہ اس نقص کا ازالہ کرے۔ اگر آپ کی وجہ سے اس نے اپنے نقص کا ازالہ کیا تو یہ آپ کا اس پر بہت بڑا احسان ہوگا اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر آپ نے اس سلسلے میں کوتاہی کی اور اپنے دوست کو نصیحت نہیں کی تو بروز قیامت آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

ما من مؤمن صاحب صاحباً إلا وهو مسؤول عنه يوم القيامة ولو ساعة من نهار.(۱)

اگر کوئی مؤمن کسی مؤمن کے ساتھ وقت گزارتا ہے، خواہ وہ دن کا ایک حصہ ہی کیوں نہ ہو، کل بروز قیامت اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (حق رفاقت ادا کیا یا نہیں)۔

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۲۲۲، باب استحباب الرفق بالرفیق فی السفر....

یہ نصیحت اگر رازداری سے کی جائے تو زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے، جبکہ یہی نصیحت لوگوں کے سامنے کی جائے تو شاید نتیجہ اس کے برعکس نکلے۔

حضرت امام حسن عسکریؑ سے روایت ہے:

من وعظ أخاه سرا فقد زانه، و من وعظه علانية فقد شانه.(۱)

جو کوئی اپنے دوست کو رازداری سے نصیحت کرتا ہے تو اس نے اس کو زینت بخشی اور اگر لوگوں میں علانیہ نصیحت کرتا ہے تو اس نے اسے عیب دار بنایا۔

(۱) تحف العقول ص ۴۸۹۔ وروی عنہ ﷺ فی قصار ھذہ المعانی۔

آپ کا سب سے زیادہ وفادار، سب سے زیادہ محبت اور سچی دوستی قائم کرنے والا شخص وہ ہے جو آپ کو آپ کے عیوب پر آگاہ کرے اور آپ کی شخصیت میں موجود کمزوریوں کی نشاندہی کرے تاکہ آپ اپنے نفس کو مہذب بنا اور اپنی غلطیوں کا ازالہ کرسکیں۔

رسالتمآب ﷺ سے روایت ہے

خیر اخوانك من یصدقك النصیحة، ویزینك فی المحافل وینصرك علی عدوك.

تیرا بہترین دوست وہ ہے جو سچی نصیحت کرے، محافل میں تیری زینت بنے اور دشمنوں کے خلاف تیری مدد کرے۔

اس دوست میں کوئی بھلائی نہیں جو غلطی کی صورت میں اپنے دوست کی رہنمائی اور برا عمل انجام دینے پر نصیحت نہیں کرتا۔ ایسے دوستوں سے دشمن اچھے ہیں۔

چنانچہ حضرت علیؑ سے روایت ہے:

عدو الرجل قد یکون خیرا من صدیقه لأنه یهدیه الی عیوبه فیجتنبها.

انسان کے دشمن کبھی دوستوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ وہ اس کے عیوب کی نشاندہی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ ان عیوب سے اجتناب برتتا ہے۔

اس سے بہتر دوست وہ ہے جس کا کردار آپ کے لیے مثال کی حیثیت رکھتا

اس طرح کہ اس کی سیرت و کردار آپ کے لیے عملی درس ثابت ہو۔ حضرت علیؑ منقول ہے:

اخوك الذي يعظك برؤيته قبل أن يعظك بكلامه۔ (۱)

تمہارا دوست وہ ہے جس کا دیکھنا اس کے بولنے سے پہلے تمہارے لیے باعث نصیحت ہو۔

سقراط نے کہا ہے:

آپ کے دوست کی عقل و نصیحت کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ کے عیوب کی نشاندہی، آپ کو بے عیب کرنے کی کوشش اور اچھی نصیحتیں کرے گا اور آپ سے اچھی نصیحتیں لے گا۔ برائی سے آپ کو روکے گا اور آپ کے لیے خود بھی برائی سے رک جائے گا۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

احب اخوانی الیّ من اهدی الیّ عیوبی۔ (۲)

میرے بہترین دوست وہ ہیں جو مجھے میرے عیوب کے تحائف پیش کریں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

اخو المؤمن لا یدع نصیحته علی کل حال.

مؤمن، مؤمن کا بھائی ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں نصیحت ترک نہیں کرتا۔

امام باقرؑ سے روایت ہے:

یحق علی المؤمن للمؤمن النصیحة۔ (۳)

مؤمن کو نصیحت کرنا، مؤمن پر عائد ہونے والا ایک حق ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے:

من مشی مع اخیه المؤمن فی حاجة فلم يناصحه فقد خان الله و رسوله۔ (۴)

جو اپنے مؤمن بھائی کی حاجت کے لیے سعی کرے، لیکن اسے نصیحت نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے۔

(۱) مجموعة ورام ۲: ۲۵۔ الجزء الثانی

(۲) الکافی ۲: ۶۳۹۔ باب من یجب مصادقته و مصاحبته۔

(۳) مشکاة الانوار ص ۱۸۶۔ الفصل الاول فی اتخاذ الاخوان۔

(۴) مشکاة الانوار ص ۱۰۲۔ الفصل السابع فی ذکر ما یجب من حق...

اگر آپ کا دوست آپ سے مشورہ طلب کرے تو آپ خلوص کے ساتھ مشورہ دیں اور اس کی نصیحت میں کوشش کریں۔ خبردار! اگر اس میں کوتاہی کی تو اللہ ناراض ہوگا۔ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

من استشارہ اخوہ المسلم فلم یمحضه النصیحة سلبه الله لبه۔ (۱)

اگر اس کا مسلمان بھائی مشورہ طلب کرے اور خالص نصیحت نہ کرے تو اللہ اس کی عقل سلب کر لیتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

من استشار اخاہ فلم ینصحه محض الرأی سلبه الله عزوجل رأیه۔ (۲)

اگر کسی نے اپنے دوست سے مشورہ لیا اور اس نے صحیح مشورہ نہ دیا تو اللہ تعالیٰ اس کی عقل سلب کر لے گا۔

امام زین العابدینؑ سے منقول ہے۔

و اما حق المستشیر فان حضرك له وجه رأى جهدت له في النصيحة و أشرت عليه بما تعلم انك لو كنت مكانه عملت به. و ذلك ليكن منك في رحمة و لين فان اللين يؤنس الوحشة، و ان الغلظ يوحش موضع الانس، و ان لم يحضرك له رأى وعرفت له من تثق برأيه و ترضى به لنفسك دللته عليه، و أرشدته اليه فكنت لم تأله خيراً و لم تدخره نصحاً. (۳)

مشورہ طلب کرنے والے کا آپ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ اگر اس مسئلہ میں آپ کو کوئی صورت نظر آتی ہے تو آپ اسے پوری کوشش کے ساتھ نصیحت کریں اور آپ اسے یہ بتا دیں کہ اگر آپ اس کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔ یہ بات بڑی نرمی اور مہربانی سے کریں، کیونکہ نرمی سے وحشت زدہ کو انس ملتا ہے اور سختی انس کی بجائے وحشت زدہ کر دیتی ہے۔ اگر آپ کو کوئی صورت نظر نہیں آتی تو کسی آدمی کا اگر آپ کو علم ہے جس پر آپ کو پورا بھروسہ ہے اور خود اپنے لیے اسے پسند کرتے ہیں تو اس کی طرف رہنمائی کریں، اس طرح آپ نے کوئی کوتاہی نہیں کی اور نصیحت کرنے میں بھی تقصیر نہیں کی۔

(۱) وسائل الشیعۃ ۱۷: ۲۰۰۔ ۴۹ باب ما ینبغی للوالی العمل به فی نفسه....

(۲) وسائل الشیعۃ ۱۲: ۴۴۔ ۲۲ باب وجوب نصح المستشیر۔

(۳) تحف العقول ص ۲۶۹۔ و اما حق الرحم۔

اگر آپ اپنے دوست کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مشورہ قبول کریں اور اس پر اس کا شکریہ بھی ادا کریں اور یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ کسی دوست کو پیش کرنے کے لیے سب سے بہترین چیز مشورہ ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

ما أهدى المسلم لأخيه هدية أفضل من كلمة حكمة تزيده هدى أو ترده عن ردة۔ (۱)

کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس حکمت کی بات سے بہتر ہدیہ پیش نہیں کرتا جس سے ہدایت میں اضافہ اور ہلاکت سے دوری ہو۔

امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت ہے:

و مشاورة العاقل الناصح یمن و برکة و رشد و توفیق من الله ۔ فاذا أشار علیك العاقل الناصح فایاك و الخلاف فان فی ذلك العطب۔ (۲)

عقلمند انسان کا مشورہ اللہ کی طرف سے برکت، ہدایت اور توفیق ہے۔ لہذا جب ایک عاقل نصیحت کے طور پر آپ کو مشورہ دیتا ہے تو اس کی خلاف ورزی سے اجتناب کرو، ورنہ ہلاکت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۱) ارشاد القلوب ۱: ۱۳۔ الباب الاول فی ثواب الموعظة....

(۲) تحف العقول ص ۳۹۷۔ وصیة ﷺ لهشام و صفته للعقل

واضح رہے کہ مشورہ دینے والے کا آپ پر کچھ حق بنتا ہے، جسے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

و اما حق المشیر علیك فلا تتهمه فیما لا یوافقك علیه من رایه اذا أشار علیك فانما هی الآراء، و تصریف الناس فیها و اختلافهم فکن علیه فی رأیه بالخیار اذا اتهمت رأیه. فاما تهمته فلا تجوز لك إذا کان عندك ممن یستحق المشاورة: ولا تدع شکره علی ما بدا لك

من اشخاص رأيه و حسن وجه مشورته فاذا وافقك حمدت الله و قبلت ذلك من اخيك بالشكر و الارصاد بالمكافأة فی مثلها ان فزع الیك.

مشورہ دینے والے کا جو حق آپ پر عائد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر وہ اپنے مشورے میں آپ کی رائے کی تائید نہیں کرتا تو آپ اس پر کوئی الزام عائد نہ کریں، کیونکہ یہ نظریات ہیں۔ ان میں لوگوں کے اختلافات ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ اس کی رائے پر اسے الزام دیتے ہیں تو اس کی رائے پر عمل کرنے میں آپ کو اختیار ہے۔ رہا آپ کا الزام عائد کرنا، سو یہ جائز نہیں، بشرطیکہ وہ مشورہ دینے کے اہل لوگوں میں سے ہو۔ اپنی رائے کا اظہار کرنے اور صحیح مشورہ دینے پر آپ اس کا شکریہ ادا کریں۔ اگر اس کی رائے آپ کی رائے کے مطابق آئے تو قدر دانی کریں اور ضرورت کے موقع پر آپ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کریں۔

واضح رہے کہ آپ ہر کسی سے مشورہ نہ لیں، ورنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ بلکہ صرف ان لوگوں سے مشورہ لیا کریں جو اس کی اہلیت رکھتے ہوں اور حضرت امام صادقؑ نے اس کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ امامؑ فرماتے ہیں:

ان المشورة لا تكون الا بحدودها فمن عرفها بحدودها و الا كانت مضرتها على المستشير أكثر من منفعتها له.

فأولها: أن يكون الذی تشاوره عاقلا.

والثانية: أن يكون حرا متدينا.

والثالثة: أن يكون صديقا مؤاخيا.

والرابعة: أن تطلعه على سرك فيكون علمه به

كعلمك بنفسك، ثم يسر ذلك و يكتمه.

فانه اذا كان عاقلا انتفعت بمشورته. و اذا كان حرا متديناً اجهد فى النصيحة لك. و اذا كان صديقاً مؤاخيا كتم سرك اذا اطلعته عليه. و اذا أطلعته على سرك فكان علمه به كعلمك به تمت المشورة. و كملت النصيحة. (۱)

مشورہ لینے کی کچھ حدود و قیود ہیں، ان کی صحیح شناخت ہے تو بہتر، ورنہ مشورہ لینے پر فائدہ سے زیادہ ضرر پہنچے گا۔ جس سے آپ مشورہ لے رہے ہیں:

۱۔ وہ عاقل ہو۔

۲۔ آزاد اور متدین ہو۔

۳۔ آپ کا گہرا دوست ہو۔

۴۔ آپ کا راز دان ہو تا کہ اس مسئلہ پر اس کا علم خود آپ کی طرح ہو اور وہ اس راز کو پوشیدہ رکھے۔

کیونکہ اگر وہ عاقل ہے تو اس کا مشورہ آپ کو فائدہ پہنچائے گا۔ اگر وہ آزاد اور دیانت دار ہے تو آپ کو صحیح مشورہ دے گا۔ اگر وہ آپ کا گہرا دوست ہے تو آپ اسے اپنے راز سے آگاہ کریں گے اور جب وہ آپ کا رازداں بنے گا تو اس کا علم آپ کی طرح ہوجائے گا، تب مشورہ کامل اور نصیحت پوری ہوجائے گی۔

(۱) وسائل الشيعة ۱۲: ۴۳. ۲۲ باب استحباب مشاورة التقى العاقل

آپ کا دوست اگر ان اوصاف کا حامل ہے تو اس سے مشورہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ نامساعد حالات میں آپ اس سے رجوع کر سکتے

ہیں۔ کیونکہ وہ اس قابل ہے کہ اس سے مدد لی جائے، اس پر اعتماد کیا جائے اور اس سے مشورہ کیا جائے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے:

اذا نزلت بك نازلة فلا تشكها الى أحد أهل الخلاف و لكن اذكرها لبعض إخوانك فانك لم تعدم خصلة من أربع خصال: إما كفاية بمال و إما معونة بجاه أو دعوة فتستجاب أو مشورة برأي۔ (۱)

اگر تم کسی حادثہ سے دوچار ہو جاؤ تو کسی مخالف سے اس کی شکایت نہ کرو بلکہ اپنے دوستوں کو جا کر بتاؤ، اس طرح چار میں سے کوئی ایک چیز تمہیں مل جائے گی: یا مالی مدد سے اس کمی کو وہ پورا کرے گا یا اپنے اثر و رسوخ سے تمہاری مدد کرے گا یا تمہارے لیے دعا کرے گا جو قبول ہو جائے گی یا مشورہ دے گا۔

اگر آپ کا دوست آپ سے نصیحت چاہے تو اس میں کوتاہی نہ کریں بلکہ خود اپنی ذات کی طرح توجہ دیں۔ جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں، اس کے لیے بھی پسند کریں اور جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں، وہی اس کے لیے بھی ناپسند کریں۔

جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

لينصح الرجل منكم اخاه كنصيحته لنفسه۔ (۲)

انسان اپنے دوست کو وہی کچھ بتا دے جو خود اپنے لیے اختیار کرتا ہے۔

(۱) الکافی ۸: ۱۶۰۔ حدیث الناس یوم القیامة (۲) الکافی باب نصیحة المؤمن...

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

من استنصحك فلا تغشه (۱)

آپ سے کوئی نصیحت چاہے تو اسے خالص نصیحت دیں۔

واضح رہے کہ نصیحت طلب کرنے والے کا بھی ایک حق ہے، جسے امام زین العابدین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے:

وأما حق المستنصح فأن حقه تؤدي اليه النصيحة. و تكلمه من الكلام بما يطيقه عقله. فان لكل عقل طبقة من الكلام يعرفه و يجتنبه و ليكن مذهبك الرحمة. (۲)

نصیحت مانگنے والے کا آپ پر ایک حق ہے۔ آپ نصیحت کرنے کا حق ادا کریں اور اس کی عقل کے مطابق بات کریں۔ کیونکہ ہر عقل کے لیے کلام کے کچھ طبقات ہوتے ہیں، کچھ کی شناخت اور سمجھ سے اجتناب ضروری ہے۔ ان میں سے آپ کا راستہ ہمدردی کا ہونا چاہیے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

امحض أخاك النصيحة حسنة كانت او قبيحة. ساعده على كل حال. (۳)

اپنے دوست کو خالص نصیحت کرو، خواہ وہ اچھی ہو یا بری۔ ہر حال میں اس کی مدد کرو۔

(۱) غرر الحکم ص ۴۳۶. بعض آداب المعاشرة.

(۲) مستدرك الوسائل ۱۱: ۱۶۶. باب جملة مما ينبغي القيام به من...

(۳) تحف العقول ص ۷۰. كتابه الى ابنه الحسن عليه السلام

جب دوست آپ کو نصیحت کر رہا ہو تو پوری توجہ اور دل کی گہرائیوں سے اسے سنیں اور یہ بتانے کی کوشش کریں کہ اس کی نصیحت سے آپ کو خوشی ہوئی ہے اور

اس کا قولاً وعملاً شکریہ ادا کریں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

اقبل النصیحة ممن نصحك وتلقها بالطاعة ممن حملها الیك.

جو آپ کو نصیحت کرے، اسے قبول کرو اور جو نصیحت لے کر آپ کے پاس آئے اس کی اطاعت کرو۔

یہ ذہن نشین رکھیں کہ آپ کو ایک ایسے دوست کی ہمیشہ ضرورت ہے جو ہر وقت نصیحت اور رہنمائی کرتا رہے۔

رسول اکرم ﷺ سے منقول ہے:

من لم یکن له واعظ من قلبه وزاجر من نفسه، ولم یکن له قرین مرشد استمکن عدوه من عنقه. (۱)

اگر کسی کو اس کے دل سے وعظ ونصیحت اور نفس سے تنبیہ نہ ملتی ہو اور ہدایت ورہنمائی کرنے والا کوئی ساتھی بھی ساتھ نہ ہو تو اس نے اپنی گردن دشمن کے ہاتھ میں دے دی۔

امام جوادؑ فرماتے ہیں:

المؤمن یحتاج الی ثلاث خصال: توفیق من الله وواعظ من نفسه، وقبول ممن ینصحه. (۲)

مؤمن کو تین چیزوں کی ضرورت رہتی ہے: اللہ کی طرف سے توفیق، اپنے نفس کی طرف سے وعظ ونصیحت اور نصیحت کرنے والوں کی طرف توجہ کی۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۸۵۔ الفصل رابع فی منزلة الشیعة عند الله وحقوقهم......

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۳۵۹۔ باب ۲۶ مواعظ ابن جعفر محمد بن علیؑ

واضح رہے کہ ناصح کے آپ پر کچھ حقوق ہوتے ہیں جنہیں امام زین العابدین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے:

و اما حق الناصح فان تلين له جناحك ثم تشرئب له قلبك، و تفتح له سمعك حتى تفهم عنه نصيحته. ثم تنظر فيها فان كان وفق فيها للصواب حمدت الله على ذلك و قبلت منه و عرفت له نصيحته و ان لم يكن وفق لها فيها رحمته و لم تتهمه و علمت انه لم يألك نصحا إلا انه أخطا. إلا أن يكون عندك مستحقاً للتهمة فلا تعبأ بشيء من أمره على كل حال. (۱)

ناصح کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ اس کے سامنے تواضع سے کام لیں، دل سے اس کی طرف متوجہ ہوں اور کان کھول کر سنیں تاکہ اس کی نصیحتوں کو سمجھ سکیں۔ پھر غور کریں کہ کیا اس کی نصیحت حقیقت پر مبنی ہے؟ اس صورت میں اللہ کا شکر ادا کریں اور قبول کریں اور اس کی قدر کریں، ورنہ اسے دعا دیں اور کوئی الزام عائد نہ کریں۔ کیونکہ اس نے آپ کو نصیحت کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس نے غلطی کی اور اگر اس پر الزام عائد ہو سکتا ہے تو سرے سے اس کی کسی بات پر توجہ نہ دیں۔

ناصح اگر مہربان، سچا ہے اور خلوص کے ساتھ نصیحت کرتا ہے تو اس کی مخالفت باعث ندامت ہے۔

جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

فان معصية الناصح الشفيق، العالم المجرب تورث الحسرة و تعقب الندامة.

مہربان، باخبر اور تجربہ کار ناصح کی مخالفت کا ثمرہ حسرت و ندامت ہوتا ہے۔ (۲)

امام موسیٰ بن جعفرؑ فرماتے ہیں:

و اذا أشار عليك العاقل الناصح فاياك و الخلاف فان في ذلك العطب۔ (۳)

اگر عاقل ناصح آپ کو مشورہ دے تو اس کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو، کیونکہ اس میں ہلاکت ہے۔

(۱) تحف العقول ص۲۶۹۔ وا ما حق الرحم

(۲) نہج البلاغۃ ص۱۵۸۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ۔ طبع امامیہ کتب خانہ لاہور۔ تحکیم کے بعد فرمایا۔

(۳) تحف العقول ص۲۹۷۔ وصیتہ علیہ السلام لهشام و صفتہ للعقل....

۱۷۔ اظہار محبت

آپ کا ساتھی اگر آپ سے یہ کہنے میں آپ سے بیحد محبت کرتا ہوں اور جانتے ہوں کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تو کیا اس بات سے آپ کو سکون اور مسرت حاصل نہیں ہوگی؟ بیشک ایسا ہی ہوتا ہے، اس کے ساتھ آپ کی محبت بڑھ جاتی ہے اور دوستی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ لہذا دوست کو اس بات سے آگاہ کرنا کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں، دوستی کے اہم ارکان میں سے ہے۔ چنانچہ اہل بیتؑ نے لوگوں کو اس اہم بات کی طرف متوجہ فرمایا ہے، جس سے دل نزدیک ہوجاتے ہیں اور روح ایک دوسرے سے جاملتی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إذا احب أحد کم اخاه فليعلمه فانه اصلح لذات البين۔(۱)

اگر تم میں سے کوئی اپنے دوست سے محبت کرے تو اسے اس سے آگاہ کرے، کیونکہ یہ آپس کی محبت کے لیے مفید ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

من ذب عن عرض أخيه كان ذلك حجاباً له من النار، و من كان لأخيه المسلم فی قلبه مودة ولم يعلمه فقد خانه۔ (۲)

اگر اپنے دوست کی عزت بچائی تو یہ آتش جہنم کے لیے سپر بنے گی اور اگر کسی مسلمان بھائی کے لیے دل میں محبت ہو اور اسے نہ بتاؤ تو خیانت ہے۔

(۱) مستدرک الوسائل ۸: ۳۵۵۔ ۳۰ باب انه يستحب لمن احب مؤمناً۔

(۷) ارشاد القلوب ۱: ۱۸۶۔ الباب الحادی و الخمسون فی اخبار النبیﷺ

ڈیل کارنگی اپنی کتاب میں لنکولین کا یہ قول نقل کرتا ہے:

ایک قدیم ضرب المثل ہے کہ شہد کا ایک قطرہ اس کثرت سے مکھیوں کا شکار کرتا ہے کہ اتنا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ انسان کا حال بھی کچھ اسی طرح ہے کہ اگر آپ کسی آدمی کو اپنا بنانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے یہ ہونا چاہیے کہ آپ اسے باور کرائیں کہ آپ اس کے سچے دوست ہیں اور یہی شہد کا قطرہ ہے اور یہی واحد راستہ ہے جو لوگوں کے دلوں کی طرف جاتا ہے۔

۱۸۔ دعائے دوست بے ریا تحائف

اپنے دوست کے ساتھ دوستی، صداقت اور خلوص کی دلیل دعا سے زیادہ کوئی نہیں ہو سکتی، جس میں وہ اپنے دوست کے لیے اللہ سے خیر اور توفیق طلب کرے۔ کیونکہ دعا، عبد اور رب کے درمیان ایک معاملہ اور خالق و مخلوق کے درمیان ایک راز ہے، جس سے کوئی آگاہ نہیں ہے۔ اگر دوست کو پتہ چل جائے کہ آپ اسے دعا دے رہے ہیں تو یہ خلوص و محبت کی علامت ہو گی۔ کیونکہ یہ ظاہر و باطن دونوں میں دوستی کی صداقت پر دلیل ہے۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الصدیق من صدق غیبه۔ (۱)

دوست وہ ہے جو غیر حاضری میں بھی قائم رہے۔

(۱) تحف العقول ص ۸۲۔ کتابہ الی ابنہ الحسن علیہ السلام۔

نیز دوست کی دعا قبول ہو گی کیونکہ یہ دعا صدق دل سے نکل رہی ہو گی، اس میں خلوص ہو گا اور اللہ تعالیٰ سچوں کی دعا قبول فرماتا اور مخلصین کی امیدیں بر لاتا ہے۔

جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

یستجاب للرجال فی أخیه ما لا یستجاب له فی نفسه۔

اپنے دوست کے بارے میں وہ دعائیں قبول ہو سکتی ہیں جو اپنے لیے قبول نہیں ہوتیں۔

نیز ارشاد فرمایا:

دعوۃ الرجل لأخیه فی ظهر الغیب لا ترد۔

تا اپنے دوست کی غیر حاضری میں اس کے حق میں کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی۔

اگر کوئی اپنے دوست کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے بھی اس قدر عطا فرماتا ہے جو اس نے اپنے دوست کے لیے مانگا ہے۔

جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

من دعا لمؤمن بظهر الغيب قال الملك و لك مثل ذلك. (۱)

جو کوئی کسی مؤمن کے لیے اس کی غیر حاضری میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہے گا: خود تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو گا۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

أربعة لا ترد لهم دعوة: الامام العادل لرعيته، الأخ لاخيه بظهر الغيب يوكل به ملك يقول و لك مثل ما دعوت لاخيك، و الوالد لولده و المظلوم يقول لرب تبارك وتعالى: و عزتي و جلالي لأنتصرن لك و لو بعد حين. (۲)

چار افراد کی دعا مسترد نہ ہوگی:

۱۔ وہ عادل رہنما جو اپنی رعایا کے لیے دعا کرے۔

۲۔ وہ شخص جو اپنے دوست کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے۔ اس کے لیے ایک فرشتہ مؤکل ہو گا جو کہے گا کہ تیری بھی ایسی خواہش پوری ہو گی جو تو نے اپنے دوست کے لیے ظاہر کی ہے۔

۳۔ والد کی دعا اپنی اولاد کے لیے۔

۴۔ مظلوم کی دعا۔ اللہ تعالیٰ اس مظلوم سے فرمائے گا: مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم! میں تیری مدد کروں گا، خواہ

ایک عرصہ بعد ہی کیوں نہ ہو۔

(۱) وسائل الشیعة ۷: ۱۰۹، ۴۱ باب استحباب الدعاء للمؤمن....

(۲) مصادقة الاخوان ص۴۶ ۔ ۸ باب الدعاء للاخوان۔

نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا:

من دعا لأخيه المؤمن دفع الله عنه البلاء و در عليه الرزق. (۱)

جو اپنے برادر مؤمن کے حق میں دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے دفع بلا اور اس کی روزی فراواں فرمائے گا۔

(۱) مشکاة الانوار ص۱۸۷ ۔ الفصل الاول فی اتخاذ الاخوان۔

۱۹۔ محفل دوست

شاید زندگی کے سعادت مندترین لمحات وہ ہیں جن میں انسان کو اپنے احباب کے ساتھ مل بیٹھنے کا موقع ملتا ہے اور وہ مختلف موضوعات اور حالات پر باہم گفتگو کرتے ہیں۔ اس طرح مل بیٹھنے سے بڑے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ جہاں وہ اپنے معاملات کی اصلاح اور امور کی تنظیم کے سلسلے میں تبادلۂ خیالات کرتے ہیں۔ آپس میں مشاورت اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں۔ ان میں سے عالم دوسروں کو تعلیم دیتا ہے، آسودہ حال دوسروں کی مدد کرتا اور طاقتور کمزوروں کی پشت پناہی کرتا ہے۔ اس سے الفتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور محبت بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے اہل بیتؑ نے ایسے اجتماعات کا حکم دیا ہے اور دوستوں کے مل بیٹھنے کو پسند فرمایا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مثل الأخوين إذا التقيا مثل اليدين تغسل احداهما الاخرى. ما التقى المؤمنان قط الا افاد الله احدهما من صاحبه خيرا۔

دو بھائی دونوں ہاتھوں کی مانند آپس میں ملتے ہیں کہ ایک ہاتھ دوسرے کو دھوتا ہے۔ دو مؤمن آپس میں جب بھی ملیں گے، اللہ تعالیٰ ایک کے ذریعے دوسرے کو ضرور فائدہ پہنچائے گا۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

اجتمعوا و تذاكروا تحف بكم الملائكة رحم الله من احيا امرنا۔(۱)

آپس میں مل بیٹھو اور مذاکرات کرو، فرشتے تمہیں گھیر لیں گے۔ اللہ کی رحمت ہو ان لوگوں پر جو ہم اہل بیتؑ کا ذکر زندہ رکھتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اتقو الله و كونوا اخواناً بررة، متحابين فى الله، متواصلين، متراحمين ۔ تزاوروا و تلاقوا و تذاكروا أمرنا واحيوه۔ (۲)

اللہ کا خوف کرو اور نیک احباب بنو، جو ایک دوسرے سے محبت کریں، صلہ کالحاظ رکھیں اور ایک دوسرے پر رحم کریں۔ ایک دوسرے کی زیارت اور آپس میں ملاقات کیا کرو۔ ہم اہل بیتؑ کا معاملہ موضوع کلام بناؤ اور اسے زندہ رکھو۔

خیثمہ کہتے ہیں: میں حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ان سے وداع ہوں اور میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے فرمایا:

أبلغ موالينا السلام وأوصهم بتقوى الله العظيم، و اوصهم أن يعود غنيهم على فقيرهم، و قويهم على ضعيفهم، و أن يشهد حيهم جنازة ميتهم، و أن يتلاقوا فى بيوتهم فان فى لقاء بعضهم بعضاً حياة لأمرنا۔ (۳)

ہمارے دوستوں کو ہمارا سلام پہنچا دو۔ انہیں خوف خدا کی نصیحت کرو اور یہ کہ ان کے آسودہ حال افراد بے آسرا لوگوں کی اور طاقتور افراد کمزوروں کی مدد کریں۔ ان کے زندہ افراد مرنے والوں کے جنازے میں حاضر ہوں اور گھروں میں جا کر ایک دوسرے سے ملاقات کریں۔ ان کے آپس میں ملنے میں ہمارے

(۱) مصادقة الاخوان ص۳۸۔ وباب مواساة الاخوان بعضهم لبعض۔

(۲) مصادقة الاخوان ص۳۲۔ وباب اجتماع الاخوان فى محادثتهم۔ (۳) حوالہ جات سابق

امر کی احیاء ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

ایما ثلاثة مؤمن اجتمعوا عند أخ لهم یامنون بوائقه، و لا یخافون غوائله و یرجون عنده. ان دعوا الله أجابهم، و ان سألوه أعطاهم، و ان استزادوا زادهم، و ان سکتوا ابتدأهم. (۱)

جب بھی تین مؤمن برادر اپنے بھائی کے ہاں جمع ہو جائیں، جس کے شر و اذیت سے خوف زدہ نہ ہوں اور اللہ سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول ہو جائے گی۔ اگر یہ لوگ سوال کریں تو ان کو اس کے مطابق عطا ہو گی۔ مزید مانگیں تو زیادہ دیا جائے گا۔ سکوت اختیار کریں تو از خود عنایت فرمائے گا۔

امام موسیٰ ابن جعفرؑ فرماتے ہیں:

اجتهدوا أن یکون زمانکم أربع ساعات. ساعة لله، لمناجاته، و ساعة الأمر المعاش، و ساعة لمعاشرة الاخوان و الثقاة الذین یعرفونکم عیوبکم و یخلصون لکم فی الباطن..... الخ. (۲)

اپنے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کرو:

۱۔ اپنے پروردگار سے سرگوشی کے لیے۔

۲۔ اپنی معیشت کے لیے۔

۳۔ اپنے با اعتماد احباب کے ساتھ مل بیٹھنے کے لیے جو تمہیں تمہارے عیوب سے آگاہ کریں اور دل سے تمہارے لیے خلوص رکھیں۔۔۔۔ الخ

(۱) الکافی ۲: ۱۸۸۔ باب زیارۃ الاخوان....

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۳۴۶۔ باب ۲۶ مواعظ الرضاؑ

میسر کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت امام محمد تقیؑ نے فرمایا:

أتخلون و تتحدثون و تقولون ماشئتم ؟ فقلت: إی والله لنخلو و نتحدث و نقول ما شئنا۔ فقال: أما والله لوددت أنی معکم فی بعض تلک المواطن أما والله انی لأحب ریحکم و أرواحکم۔ و انکم علی دین الله، و دین ملائکته، فاعینونا بورع و اجتهاد۔ (۱)

کیا آپ لوگ آپس میں بیٹھ کر گفتگو اور اپنی پسندیدہ باتیں کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، ہم اپنی خلوت میں دوران گفتگو اپنی تمام پسندیدہ باتیں کر لیتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: قسم بخدا میری خواہش ہے کہ ایسی جگہوں پر میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ شریک ہوؤں۔ قسم بخدا! میں تمہاری خوشبودار ارواح سے محبت کرتا ہوں اور تم دین خدا و ملائکہ پر قائم ہو۔ دیکھو! پرہیزگاری اور کوشش کے ذریعے ہماری مدد کرو۔

احباب کے اجتماع اور دوستوں کی ملاقات کی اہمیت کے پیش نظر اسلام نے اپنے برادر دوست کے چہرے کی طرف دیکھنے کو عبادت قرار دیا ہے تاکہ اس سے دوستوں کی محبت میں مزید اضافہ ہوجائے، وہ ایک دوسرے کے نزدیک آ جائیں اور ایک دوسرے کے چہرے کی زیارت ہو جائے۔

حضرت امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں:

نظر المؤمن فی وجه أخیه المؤمن للمودة و المحبة له عبادة۔ (۲)

مؤمن کا اپنے مؤمن دوست کے چہرے کی طرف محبت سے نگاہ کرنا بھی عبادت ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۱۸۶. باب تذاکر الاخوان.

(۲) تحف العقول ص ۲۸۲. وروی ﷺ فی قصار هذه المعانی...

۲۰۔ ثنائے دوست

اگر آپ کا دوست بلکہ کوئی بھی انسان آپ کے ساتھ کوئی نیکی یا آپ کی مدد کرے تو اس کا شکریہ ادا کرنے، اس نیک عمل کی ستائش اور قدر دانی کرنے میں ہرگز بخل سے کام نہ لیں۔ اس قدر دانی سے اس میں آپ کے لیے اچھے جذبات پیدا ہوتے ہیں، آپ کی قدر دانی کو وہ ایک احسان سمجھے گا اور اس کے جواب میں وہ شکریہ ادا کرے گا۔

اگر سب احباب ایک دوسرے کی شکر گزاری اور قدردانی کرنے لگیں تو ان کی آپس میں محبت میں اضافہ ہوجائے گا اور وہ عمل و فعالیت کے میدان میں آگے نکل جائیں گے۔ کیونکہ قدردانی اور تشویق آگے بڑھنے کے لیے مدد و معاون اور ارتقائی عمل کے لیے نہایت مفید ہے۔

ڈیل کارنگی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

> لہٰذا ہم جس انسان سے بھی ملیں، اس کی اچھی صفات شمار کیا کریں اور اپنی قدردانی کا اظہار کیا کریں تاکہ لوگ آپ کے جملوں کو سالہا سال تک یاد رکھیں۔

ڈیل کارنگی اپنی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتا ہے:

> آپ جس سے بھی ملتے ہیں، وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ کسی اعتبار آپ سے بہتر ہے۔ اس کے دل میں اترنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ آپ اسے یہ جتائیں کہ آپ اس کی اہمیت کے قائل ہیں اور اس کے لیے آپ خلوص رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایمرسون کا قول یاد رکھیں: جس سے بھی میں ملتا ہوں وہ ایک

لحاظ سے مجھ پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ میں اس سے
فائدہ اٹھا اور کچھ سیکھ سکتا ہوں۔

وہ اپنی بات اس جملہ پر ختم کرتا ہے:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے محبت کریں تو قاعدہ نمبر ٦
کو اپنائیں: دوسرے کی خوب قدردانی کیجئے اور اسے اپنی اہمیت
کا احساس دلایئے۔

مزید کہتا ہے:

لوگوں کو اپنی طرف جذب کرنے کے لیے کہ لوگ آپ کا برا
بھی نہ مانیں اور ان کی عداوت بھی نہ ابھرے، آپ قاعدہ
نمبر ١ کی طرف رجوع کریں: مدح و ثنا اور قدردانی کی ابتدا
آپ خود کریں۔

یہ تھیں ڈیل کارنیگی کی باتیں، دوسروں کی ستائش اور قدردانی سے متعلق۔
اب آپ اس موضوع پر اہل بیت اطہارؑ کی تعلیمات ملاحظہ فرمائیں۔ ائمہ اہل بیتؑ
نے کوئی ایسا موضوع نہیں چھوڑا جس میں انسانوں کی بھلائی ہو اور انہوں نے اس سلسلے
میں ہدایت و رہنمائی نہ فرمائی ہو۔

ابوالائمہ حضرت علی علیہ السلام مالک اشتر سے ارشاد فرماتے ہیں:

و اخصص أهل النجدة فی أملهم الی منتهی غاية آ
مالك من النصيحة بالبذل، و حسن الثناء عليهم، و
لطيف التعهد لهم رجلاً رجلاً و ما ابلى فی كل مشهد
فان كثرة الذكر منك لحسن فعالهم تهز الشجاع و
تحرض الناكل. (١)

بہادروں کی توقعات پر اسی طرح خصوصی توجہ دو جیسے تم ان سے

توقع رکھتے ہو ان کی نصیحت، ان پر خرچ کر کے اور اچھی قدر دانی کے ساتھ کرو اور فرد فرد پر مہربان ہو کر اور ان میں کے اچھی کارکردگی دکھانے والوں کے کارناموں کا تذکرہ کرتے رہنا، اس لیے کہ ان کے اچھے کارناموں کا ذکر بہادروں کو جوش میں لے آتا ہے اور پست ہمتوں کو ابھارتا ہے۔

(۱) تحف العقول ص ۱۳۱۔ عہدہ الی الاشتر حین ولاہ مصر

حضرت امام حسن علیہ السلام نے نیک ساتھیوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وان رای منك حسنة عدھا۔ (۱)

اگر آپ کے اندر کوئی نیک صفت پائے تو اس کا ذکر کرتا ہے۔

(۱) مستدرك الوسائل ۸: ۲۱۱۔ باب انه یستحب للمسافر....

حضرت امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

دخل محمد بن علی بن مسلم بن شہاب الزھری علی علی بن الحسین زین العابدین ع وھو کئیب حزین قال له زین العابدین: ما بالك مھموما مغموما؟ قال: یا ابن رسول الله ھموم و غموم تتوالی علی لما امتحنت به من جھة حساد نعمی و الطامعین فی و ممن أرجوہ و ممن أحسنت الیه، فیخلف ظنی. فقال له علی بن الحسین ع: إحفظ علیك لسانك تملك به اخوانك. قال الزھری: یا ابن رسول الله انی احسن الیھم بما یبدر من کلامی. قال علی بن الحسین: ھیھات ھیھات ایاك و أن تعجب من نفسك بذلك و ایاك ان تتکلم

بما يسبق الى القلوب انكاره و ان كان عندك اعتذاره. فليس كل من تسمعه نكرا يمكنك ان توسعه عذرا. ثم قال: يا زهرى! من لم يكن عقله اكمل ما فيه كان هلاكه من ايسر ما فيه. ثم قال: يا زهرى! و ما عليك ان تجعل المسلمين بمنزلة اهل بيتك فتجعل كبيرهم بمنزلة والدك، و تجعل صغيرهم بمنزلة ولدك و تجعل تربك منهم بمنزلة اخيك.. فاى هؤلاء تحب ان تظلم؟ وأى هؤلاء تحب أن تدعو عليه؟ وأى هؤلاء تحب ان تهتك ستره؟ و ان عرض لك ابليس (لعنه الله) بأن لك فضلا على أحد من اهل القبلة فانظر ان كان اكبر منك فقل: قد سبقنى الى الايمان و العمل الصالح فهو خير منى، و ان كان اصغر منك فقل: سبقته الى المعاصى و الذنوب فهو خير منى و ان كان تربك فقل: انا على يقين من ذنبى وشك من امره فمالى ادع يقينى بشكى! و ان رأيت المسلمين يعظمونك ويوقرونك ويبجلونك فقل: هذا فضل اخذوا به. و ان رأيت منهم جفاء و انقباضاً عنك فقل: هذا لذنب احدثته فانك ان فعلت ذلك سهل عليك عيشك، و كثر اصدقاؤك، و قل اعداؤك، وفرحت بما يكون من برهم و لم تأسف على ما يكون من جفائهم. و اعلم ان اكرم الناس على الناس من

كان خيره فائضاً عليهم، وكان عنهم مستغنيا متعففاً.... (۱)

محمد بن علی بن مسلم بن شہاب الزھری امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہ غمگین تھا۔ امام سجادؑ نے دریافت کیا: کیوں غمگین ہو؟ اس نے عرض کیا: اے فرزند! رسول ﷺ غم و اندوہ ہر طرف سے مجھ پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ میں حاسدوں، اپنے سے طمع رکھنے والوں، جن سے میں کچھ امید رکھتا تھا اور جن پر میرے احسانات ہیں، ان سب کی طرف سے آزمائش میں مبتلا اور بدگمان ہو گیا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: اپنی زبان پر قابو رکھو تاکہ احباب ہاتھ سے نہ جائیں۔ زھری نے عرض کیا: میں جہاں غصے کا اظہار کرتا ہوں وہاں ان پر احسان بھی کرتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا: خبردار تو اس سلسلے میں خود پسندی میں مبتلا ہے۔ خبردار! ایسی باتیں نہ کر جو دوسروں کو بری لگیں، خواہ تیرے پاس اس کا عذر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ہر اس شخص تک تیرا عذر نہیں پہنچے گا، جس تک تیری بری بات پہنچ چکی ہے۔ اے زھری! اگر کسی کے پاس سب سے کامل چیز (عقل) نہ ہو تو اس کے ہاں سب سے آسان کام ہلاکت ہے۔ اے زھری! تم مسلمانوں کو اہل خانہ کی طرح قرار دو۔ بڑوں کو اپنے والد، چھوٹوں کو اپنی اولاد اور اپنے ہم عمروں کو اپنے بھائی کی جگہ قرار دو۔ ان میں سے تم کس پر ظلم اور کس کا پردہ چاک کرنا پسند کرو گے؟ اگر ابلیس تجھے یہ جتانے کی کوشش کرے کہ اہل قبلہ (مسلمانوں) میں سے کسی پر تجھے کوئی زیادہ فضیلت حاصل ہے تو یہ دیکھ کہ اگر وہ تجھ سے سن و سال کے اعتبار سے بڑا ہے تو کہدے کہ اس

نے ایمان اور عمل صالح میں مجھ پر سبقت حاصل کی ہے، لہذا وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اگر وہ تجھ سے کم عمر ہے تو کہدے کہ میں نے گناہوں کے ارتکاب میں اس پر سبقت حاصل کی ہے، لہذا وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اگر وہ تیرا ہم عمر ہے تو کہدے کہ مجھے اپنے گناہوں پر یقین ہے اور اس کے معاملہ میں شک ہے، لہذا میں کیوں اپنا یقین شک کی وجہ سے چھوڑ دوں؟ اگر تو دیکھے کہ مسلمان تجھے عزت تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو کہدے کہ یہ ان کا کرم ہے اور اگر تو دیکھے کہ لوگ تجھ سے دور رہتے ہیں تو سمجھ لے کہ یہ تیرے گناہ کی وجہ سے ہے۔ اگر تم نے اسی طرح عمل کیا جیسے میں بتا رہا ہوں تو زندگی آسان، احباب زیادہ، دشمن کم ہوں گے۔ ان کی نیکیوں سے خوشی محسوس کرو گے اور برے سلوک سے دکھ نہیں ہوگا۔ دیکھو! لوگوں میں سب سے زیادہ محترم وہ ہے جس کی بھلائی سب کے لیے ہو اور وہ لوگوں سے بے نیاز ہو۔

(۱) بحار الانوار ۶۸: ۲۲۹۔ باب ۶۷۔ ترک العجب والاعتراف بالتقصیر

امام صادقؑ نے لوگوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لا یلقی احد الا قال: هو خیر منی و أتقی. انما الناس رجلان رجل خیر منه و اتقی و آخر شر منه و أدنی فاذا لقی الذی هو خیر منه تواضع له لیلحق به. و اذا لقی الذی هو شر منه وأدنی قال :لعل شر هذا ظاهر و خیره باطن. فاذا فعل ذلک علا وساد اهل زمانه۔ (۱)

مؤمن جب کسی سے ملاقات کرتا ہے تو اسے بہتر اور متقی تصور کرتا ہے۔ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں:

i۔ اس سے بہتر اور متقی ہے:

ii۔ اس سے بد اور پست تر۔

فرمایا: جب اپنے سے بہتر آدمی سے ملتا ہے تو اس کے لیے تواضع کرتا ہے تاکہ اس کا ساتھی بن سکے اور جب اپنے سے بدتر آدمی سے ملتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ اس کی برائی ظاہری اور خوبی پوشدہ ہے۔ اگر ایسا کیا تو وہ بلندیوں کو چھو گیا اور وہ اپنے ہم عمروں پر فوقیت حاصل کرے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

خیر اخوانك من نسی ذنبك وذکر احسانك الیه۔ (۲)

تیرے بہترین احباب وہ ہیں جو تیری برائیاں بھول جائیں اور تیرے احسانات کا ذکر کرتے رہیں۔

(۱) الأمالی للطوسی ص ۱۵۲۔ المجلس السادس فی بقیة احادیث...

(۲) اعلام الدین ص ۳۱۳۔ من کلام ابی محمد الحسن العسکری

بلکہ اگر آپ کو یہ علم ہو جائے کہ آپ کا دوست آپ کے بارے میں نیک خیالات رکھتا ہے، اگر عملاً اس نے کچھ نہیں کیا ہے تو پھر بھی آپ کو چاہیے کہ اس کی نیت و ارادے پر اس کی تعریف اور مدح کریں۔ کیونکہ جو نیتوں پر شکریہ ادا کرنے میں تساہل برتتا ہے، وہ عمل کا شکریہ ادا کرنے میں بھی تساہل برتے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

من لم یحمد صاحبه علی حسن النیة لم یحمده علی حسن الصنیعة۔ (۱)

جو اپنے دوست کے حسن نیت کی ستائش نہیں کرتا، وہ اس کے حسن عمل کی بھی ستائش نہیں کرے گا۔

اہل بیتؑ کی تعلیمات کی رو سے ناشکرے پر احسان کرنا احسان کا ضیاع

ہے۔ چنانچہ بے وفا کے ساتھ محبت کرنا محبت کا ضیاع ہے۔

جیسا کہ امام صادقؑ فرماتے ہیں:

أربعة يذهبن ضياعاً: مودة تمنحها من لا وفاء له. و معروف عند من لا شكر له وعلم عند من لا استماع له.وسر تودعه عند من لا حصانة له. (۲)

چار چیزیں رائگاں جاتی ہیں۔

i۔ بے وفا کے ساتھ محبت۔

ii۔ ناشکرے پر احسان۔

iii۔ بے توجہی کے لیے علم۔

iv۔ نا محفوظ سینہ میں راز۔

(۱) شرح نهج البلاغة ۲۰: ۲۱۱. الحكم منسوبة

(۲) الخصال ۱: ۲۶۳. اربعة ذهبن ضياعا.

البتہ اگر انسان کسی کی ستائش میں مبالغہ کرے اور استحقاق سے زیادہ اس کی مدح وثنا کرے تو یہ چاپلوسی ہے اور اگر کسی کی ستائش میں کوتاہی کرے اور جس ستائش کے وہ لائق ہے، اس سے کم اس کی ستائش کرے تو وہ اس کی حق تلفی ہے۔

امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں:

الثناء بأكثر من الاستحقاق ملق، و التقصير عن الاستحقاق عي أو حسد.

کسی کو اس کے حق سے زیادہ سراہنا چاپلوسی ہے اور حق میں کمی کرنا کوتاہ بیانی ہے یا حسد۔ (۱)

(۱) نهج البلاغة. نصيحت: ۳۴۷. ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ۔ ص ۸۸۳۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور

۲۱۔ برائی کا جواب احسان

یہ ایک ایسی عظیم المرتب صفت ہے جو نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک انسان میں ہو سکتی ہے جس کا نفس پاکیزہ و طاہر اور قلب صاف و شفاف ہو۔ اس کے اثرات بھی نہایت دور رس نتائج کے حامل ہوتے ہیں۔ یہ بات محبت و اخوت پیدا کرنے کے عوامل میں سے ہے اور یہ لوگوں کے باہمی تعلقات اور قربت حاصل کرنے کا باعث ہے۔ کیونکہ احسان کا اثر گہرا ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں پر قبضہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس بات کی دعوت دی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ. (۱)

یقینا اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ. (۲)

اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُونَ. (۳)

یقینا اللہ تقویٰ اختیار کرنے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جبلت القلوب علی حب من احسن الیها، و بغض من أساء الیها۔ (۴)

یہ دلوں کی فطرت ہے کہ وہ احسان کرنے والوں سے محبت اور برائی کرنے والوں سے عداوت کرتے ہیں۔

(۱) ۱۶ نحل: ۹۰ (۲) ۳ آل عمران: ۱۴۸ (۳) ۱۶ نحل: ۱۲۸

(۴) تحف العقول ص ۲۰، وروی عنه ﷺ فی قصار معانی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

امنن علی من شئت تکن أمیرہ۔ (۱)

جس پر چاہے احسان کر۔ تو اس پر حاکم بن جائے گا۔

بعض شعراء نے یہ مطلب اپنے اشعار میں بند کیا ہے:

احسن الی الناس تستعبد قلوبھم

فطا لما استعبد الانسان احسان

لوگوں کے دلوں پر احسان کرو گے تو ان کے دلوں کو غلام بنا لو گے اور احسان سے بنایا ہوا غلام دیر پا ہوتا ہے۔

اور اگر یہ احسان اس شخص پر ہو جس نے آپ کے ساتھ برائی کی ہے تو یہ ایک نہایت بلند مرتبہ انسان ہونے کی علامت ہے۔ قرآن مجید نے ہمیں اس کے آداب سکھائے ہیں۔ جہاں مؤمنین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ۔ (۲)

اور یہ لوگ برائی کو نیکی کے ذریعے دور کر دیتے ہیں۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ (۳)

آپ (بدی کو) بہترین طریقے سے دفع کریں تو آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے ساتھ جس کی عداوت تھی وہ گویا نہایت قریبی دوست بن گیا ہے۔

(۱) الخصال ۲: ۴۲۰۔ تسع کلمات تکلم بھن امیر المؤمنین ؑ۔

(۲) ۲۸ قصص: ۵۴

(۳) ۴۱ فصلت: ۳۴

ائمہ اہل بیت کی طرف سے تاکید آئی ہے کہ برائی کے جواب میں احسان کریں اور نیکیوں کے ذریعے برائیوں کو دور کریں، خصوصاً دوستوں میں، تاکہ وہ سعادت اور آسودگی کی زندگی بسر کریں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لن لمن غالظك فانه يوشك ان يلين لك. (۱)

جو سختی سے پیش آئے اس کے ساتھ نرمی کرو گے تو وہ بھی نرم ہو جائے گا۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

أطع اخاك وإن عصاك وصله وان جفاك. (۲)

اپنے دوست کی فرمانبرداری کرو، خواہ وہ تمہاری نافرمانی کرے۔ اس کے ساتھ رشتہ قائم رکھو، اگرچہ وہ اسے قطع کر دے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

احمل نفسك من أخيك عند صرمه على الصلة، و عند صدوده على اللطف والمقاربة، و عند جموده على البذل، و عند تباعده على الدنو، و عند شدته على اللين، و عند جرمه على العذر حتى كانك له عبد، و كانه ذو نعمة عليك، و اياك ان تضع ذلك في غير موضعه و ان تفعله في غير اهله.

اپنے آپ کو اپنے بھائی کے لیے اس پر آمادہ کرو کہ جب وہ دوستی توڑے تو تم اسے جوڑو، وہ منہ پھیرے تو تم آگے بڑھو اور لطف و مہربانی سے پیش آؤ۔ وہ تمہارے لیے کنجوسی کرے، تم اس پر خرچ کرو، وہ دوری اختیار کرے تو تم اس کے نزدیک ہونے کی کوشش

کرو، وہ سختی کرتا رہے اور تم نرمی کرو، یہاں تک کہ تم اس کے غلام اور وہ تمہارا آقائے نعمت ہے۔ مگر خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو اور نااہل سے یہ رویہ اختیار نہ کرو۔ (۳)

(۱) تحف العقول ص ۸۲۔ کتابہ الی ابن الحسنؑ

(۲) تحف العقول ص ۸۵۔ کتابہ الی ابنہ الحسنؑ

(۳) نہج البلاغۃ۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ ص ۶۷۷۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور۔ وصیت نامہ

نیز آپؑ نے فرمایا:

عاتب اخاك بالاحسان اليه واردد شره بالانعام عليه.

اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دفع کرو۔ (۱)

(۱) حوالہ جات سابق ص ۸۲۱۔ وصیت: ۱۵۸۔

۲۲۔ غیبت میں دوستی کی پاسداری

دوست کی وفاداری کی اہم علامت یہ ہے کہ اس کی غیبت میں بھی دوستی کی پاسداری کرے۔ اسی سے سچے دوست کا پتہ چلتا ہے اور ساتھیوں کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الصدیق من صدق غیبہ.

سچا دوست وہ ہے جو پیٹھ پیچھے بھی دوستی کو نبھاہے۔(۱)

(۱) حوالہ جات سابق ص۱۶۹. وصیت نامہ

کتنے ہی ایسے دوست ہیں جو آپ سے محبت و اخلاص کا اظہار کرتے ہیں، حتیٰ کہ آپ انہیں اپنے دوستوں اور مخلصین کی صف اول میں شمار کرتے ہیں، لیکن پردہ ہٹنے پر پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ کے لیے دل میں غیظ و غضب رکھتے ہیں اور یہ راز اس وقت کھلتا ہے جب آپ ان سے دور چلے جائیں تو وہ آپ کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور جب یہ باتیں آپ تک پہنچتی ہیں تو آپ کی ساری امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں، آپ کے دل سے محبت کی شیرینی ختم ہو جاتی ہے اور بعد میں نوبت تلخ کلامی تک جا پہنچتی ہے، پھر جدائی اور قطع تعلقات۔

اہل بیت علیہم السلام، حالت غیبت میں بھی دوستی کی پاسداری کو دوستی کے اہم حقوق میں شمار فرماتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ سے مروی ہے:

من نصر أخاہ بظھر الغیب نصرہ اللہ فی الدنیا و الآخرۃ.

جو اپنے دوست کی غیر حاضری میں بھی اس کی مدد کرتا ہے، اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

لا یکون الصدیق صدیقاً حتی یحفظ أخاہ فی ثلاث: فی نکبتہ وغیبتہ ووفاتہ.

دوست اس وقت تک دوست نہیں سمجھا جا سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کی تین موقعوں پر نگہداشت نہ کرے: مصیبت کے موقع پر، اس کے پس پشت اور اس کے مرنے کے بعد۔ (۱)

امام محمد باقرؑ سے مروی ہے:

اذکر أخاك اذا تواری عنك بما تحب أن یذکرك اذا تواریت عنہ، ودعہ من کل ما تحب أن یدعك منہ فان ذلك ھو العمل۔ (۲)

اپنے دوست کی غیر حاضری میں اسے ایسی باتوں سے یاد کرو جنہیں خود اپنی عدم موجودگی میں پسند کرتے ہو اور ہر وہ بات چھوڑ دو، جس کا چھوڑنا آپ خود پسند کرتے ہیں۔ عمل اسی چیز کا نام ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من تطول علی أخیہ فی غیبۃ سمعھا فیہ فی مجلس فردھا عنہ ردّ اللہ عنہ الف باب من سوء فی الدنیا والآخرۃ. فان ھو لم یردھا وھو قادر علی ردھا کان علیہ کوزر من اغتابہ سبعین مرۃ. (۳)

اگر کسی مجلس میں کوئی اپنے دوست کی غیبت سنے اور اس کا دفاع کرے اور اسے رد کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں برائی کے ہزار دروازے اس کے لیے بند کرے گا اور اگر اس نے امکان

کے باوجود اسے رد نہیں کیا تو اس کے گناہ، غیبت کرنے والے کے گناہ سے ستر (۷۰) گنا زیادہ ہوں گے۔

(۱) حوالہ جات سابق ص ۸۱۴۔ نصیحت: ۱۳۳

(۲) مشکاۃ الأنوار ص ۱۹۰۔ الفصل الثانی فی آداب المعاشرۃ

(۳) الأمالی للصدوق ص ۴۲۹۔ المجلس السادس وستون۔۔۔

حضرت امام حسنؑ سے مروی ہے:

لا تقول فی أخیك المؤمن إذا تواری عنك إلا مثل ما تحب ان یقول فیك اذا تواریت عنه۔ (۱)

آپ کا مؤمن دوست جب موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں وہی باتیں کرو جو تم خود اپنی غیبت میں کی جانا پسند کرتے ہو۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اذکروا أخاکم اذا غاب عنکم بأحسن ما تحبون ان تذکروا به اذا غبتم۔ (۲)

اپنے دوست کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں اچھی باتیں کرو جو اپنی غیر حاضری میں خود اپنے لیے کی جانا پسند کرتے ہو۔

(۱) بحار الانوار ۷۲: ۲۶۲۔ باب ۶۶۔ الغیبۃ۔

(۲) الأمالی للطوسی ص ۲۲۳۔ المجلس [illegible] یۃ احادیث۔

۲۳۔ حسن معاشرت

اس میں شک وشبہ نہیں کہ آپ لوگوں میں ہردلعزیز ہونا پسند کریں گے اور آپ چاہیں گے لوگوں کے دل آپ کی طرف جذب ہوں نیز آپ ضرور چاہیں گے کہ آپ لوگوں کے دلوں پر موثر ہوں تاکہ آپ ان کی توجہ کا مرکز اور محبتوں کی آماجگاہ بن جائیں۔ یہ سب کی آرزو ہے۔ زندگی میں سب کا خواب ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ مقصد کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔؟

اس مقصد تک پہنچنے کا واحد راستہ حسن معاشرت، ہر معاملہ میں نرمی برتنا اور شیریں باتیں ہیں۔ چنانچہ معاشرے کی سعادتمندی کا سنگ بنیاد بھی یہی بات ہے۔ اس طرح انسان اپنے لیے بہت سے دوست اور احباب پیدا کرسکتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (۱)

اور لوگوں سے حسن گفتار سے پیش آؤ۔

عملی دنیا شاہد ہے کہ جو شخص نرم خوئی، حسن گفتار، حسن معاشرت اور لطیف مزاج کا مالک ہو تو وہ لوگوں میں محبوب ہوتا ہے اور ان کی توجہ کا مرکز بنتا ہے، جبکہ تند مزاج اور بداخلاق شخص سے لوگ دور بھاگتے اور اس کے شر اور بدسلوکی سے بچنا چاہتے ہیں۔

اس حقیقت کی تصریح قرآن کریم نے بھی فرمائی ہے:

وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (۲)

اور اگر آپ تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

(۱) ۲بقرہ: ۸۳ (۱) ۳آل عمران: ۱۵۹

ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے حسن معاشرت کو زیادہ اہمیت دی ہے، کیونکہ اس میں انسانی خوشحالی، سعادتمندی اور کامیابی ہے۔ چنانچہ ائمہ علیہم السلام ہر اس بات کو اہمیت دیتے ہیں جس کا تعلق انسانی فلاح وبہبود سے ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

لاخبرنکم علی من تحرم النار علیه غداً . تحرم علی کل هین لین قریب سهل. (۱)

کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر دوں جس پر آتش جہنم حرام ہے؟ یہ ہر اس شخص پر حرام ہے، جو نرم خو، ملنسار اور لوگوں کے قریب رہنے والا ہو۔

امام باقرؑ سے روایت ہے:

من اعطی الخلق الرفق فقد اعطی الخیر و الراحة وحسن حاله فی دنیاه وآخرته. من حرم الخلق و الرفق کان ذلك سبیلا الی کل شر وبلیة الامن عصمه الله.(۲)

جسے اچھے اخلاق اور نرم مزاجی کی نعمت دی گئی ہے، اسے خیر اور راحت دی گئی ہے۔ اس کا حال دنیا و آخرت دونوں میں بہتر رہے گا۔ جو اخلاق حسنہ اور نرم مزاجی سے محروم ہو تو یہ ہر برائی کا راستہ ہے، مگر یہ کہ خود خدا بچائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا:

انکم لن تسعوا الناس بأموالکم فسعوهم بأخلاقکم (۳)

تم اپنے اموال کے ذریعے سب لوگوں تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے، مگر اپنے اخلاق کے ذریعے ممکن

(۱) ارشاد القلوب ۱: ۱۹۵۔ الباب الثانی و الخمسون فی احادیث....

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۱۸۶۔ باب ۲۲۔ وصایا الباقر علیہ السلام

(۳) مشکاۃ الانوار ص ۲۱۱۔ الفصل تاسع فی صحبۃ الخلق....

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من حرم الرفق فقد حرم الخیر کله. (۱)

جو نرم مزاجی سے محروم ہو وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من اکرم اخاہ المسلم بکلمة یلطفه بها و فرج عنه کربته لم یزل فی ظل الله الممدود علیه الرحمة ما کان فی ذلك. (۲)

جو اپنے دوست کا ایک نرم جملے سے احترام کرے اور اس کی پریشانی دور کرے، وہ اللہ کے عظیم سایہ میں رہے گا اور جب تک وہ یہ کام کر رہا ہے اس پر اللہ کی رحمت ہوگی۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما فی امتی عبد الطف أخاہ فی الله بشیء من لطف ألا أخدمه الله من خدم الجنة. (۳)

میری امت میں سے کوئی شخص اپنے دینی بھائی کے ساتھ لطف کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت کے خادموں میں سے ایک خادم فراہم فرماتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا:

و لبعض امساك عن أخیك مع لطف خیر من بذل مع جنف. (۴)

کبھی اپنے دوست کو نرمی کے ساتھ کچھ نہ دینا، جھڑک کر کچھ دینے سے بہتر ہے۔

(۱) تحف العقول ص ۲۰. وروی عنه ﷺ فی قصار هذه المعانی.....

(۲و۳) الکافی ۲: ۲۰۶. باب فی الطاف المؤمن.....

(۴) تحف العقول ص ۸۹. کتابه الی ابنه الحسن ؑ

نیز آپ ؑ نے فرمایا:

من لانت کلمته، وجبت محبته۔ (۱)

جس کے کلام میں شیرینی ہے اس کے ساتھ محبت ہونا لازمی ہے۔

نیز آپ (ع) نے فرمایا:

رأس العلم الرفق۔

نرم مزاجی علم کی اساس ہے۔ (۲)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

و یمکنکم من الجنة طیب الکلام، و اطعام الطعام۔ (۳)

شیریں کلام اور (بھوکے کو) کھانا کھلانا ایسا عمل ہے جو تمہیں جنت کا مالک بنا دیتا ہے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

ان فی الجنة غرفاً یری ظاهرها من باطنها و باطنها من ظاهرها یسکنها من امتی من أطاب الکلام و اطعم الطعام۔ (۴)

جنت میں کچھ حجرے ایسے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے تیار کیے

گئے ہیں جو شیریں کلامی کرتے اور لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

ان شئت أن تکرم فلن، و ان شئت أن تهان فاخشن (٥)

اگر تم محترم رہنا چاہتے ہو تو نرم مزاجی اور اگر خوار ہونا چاہتے ہو تو تند مزاجی اختیار کرو۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

الکلمة الطیبة صدقة. (٦)

پاکیزہ کلام بھی ایک صدقہ ہے۔

(١) حوالہ جات سابق ص ٩١. وصیة لابن الحسن علیہ السلام

(٢) حوالہ جات سابق ص ٨٨.

(٣) مجموعة ورام ١: ١١٠. باب ما جاء فی المراء والمزاح والسخریه

(٤) الأمالی للصدوق ص ٣٢٨. المجلس الثالث والخمسون.

(٥) الکافی ١: ٢٦. کتاب العقل والجهل (٦) وسائل الشیعة ٥: ٣٢٢. باب ٢٧.

ڈیل کارنیگی اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

اگر کسی شخص کا دل آپ کے لیے بغض و عداوت سے پر ہے تو اسے آپ اپنا ہم خیال نہیں بنا سکتے، خواہ اس کے سامنے کتنی ہی منطق کیوں نہ پیش کریں۔ وہ باپ جو شکوہ کرتے ہیں، وہ شوہر جو تنقید کرتے ہیں اور وہ مدبران جو سرکش ہیں، یہ بات نوٹ کریں۔ لیکن ممکن ہے کہ یہ لوگ شریں کلامی کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کر سکیں۔

اس کے بعد اپنی بحث کو ختم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اگر آپ دوسروں کو اپنا ہم خیال بنانا چاہتے ہیں تو قاعدہ نمبر ۴ اپنائیں: نرمی و شرینی اپنائیں، غصیلے اور تند خو مت بنیں۔

۲۴۔ محبتوں کا تبادل

اکثر لوگ اس بات کے فقدان کی شکایت کرتے ہیں۔ چنانچہ درج ذیل جملے اکثر احباب کی زبان پر جاری رہتے ہیں اور ہر نشست میں اکثر دہراتے ہیں:

میں تو آپ کے ہاں آیا کرتا ہوں، مگر آپ ہمارے ہاں نہیں آتے۔

میں جس قدر آپ کے قریب آنا چاہتا ہوں، آپ مجھ سے دور بھاگتے ہیں۔ ایسا کیوں؟

آپ مجھے اتنا نہیں چاہتے، جتنا میں آپ کو چاہتا ہوں۔

میں نے کس قدر آپ کے ساتھ نیکیاں کیں، لیکن آپ نے کبھی بھی تو اس کا مثبت جواب نہیں دیا۔

میں تو آپ سے پوری بشاشت اور کشادہ روئی سے ملتا ہوں، مگر آپ جب بھی ملتے ہیں تو بے رخی اختیار کرتے ہیں۔

آپ میرا اتنا احترام نہیں کرتے جتنا میں آپ کا احترام کرتا ہوں۔

ان کے علاوہ اسی طرح کے جملے روز سنائی دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ دوستی کا مثبت جواب، تبادلۂ اخوت اور دوستی کا حق ادا نہیں ہو رہا، ورنہ ایسی باتیں نہ ہوتیں۔

ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے اس موضوع پر بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ محبت میں مناسب تبادلہ ضروری ہے، تاکہ دوستی قائم رہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من صاحب الناس بالذی یحب أن یصاحبوہ کان عدلا.(۱)

جو شخص لوگوں کی صحبت اس انداز میں اختیار کرتا ہے جس کی وہ خود اپنے لیے دوسروں سے توقع رکھتا ہے تو یہ عدالت ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

لأخيك عليك مثل الذی لك عليه. (۲)

تمہارے دوست کا تم پر وہی حق عائد ہوتا ہے جو تمہارا اس پر عائد ہوتا ہے۔

آپؑ نے کمیلؒ سے فرمایا:

یا کمیل ان لم تحب اخاك فلست أخاه. (۳)

اے کمیل! اگر تو دوست سے محبت نہیں کرتا تو تو اس کا دوست نہیں ہے۔

اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا:

و صاحب الناس بمثل ما تحب ان یصاحبوك به تكن عدلا. (۴)

لوگوں کے ساتھ صحبت کا وہی انداز اختیار کرو جس کی تم دوسروں سے توقع رکھتے ہو۔ یہی عدل ہے۔

(۱) اعلام الدین ص ۱۵۲. باب صفة المؤمن.

(۲) تحف العقول ص ۸۸. وصیته لابنه الحسین علیه السلام

(۳) حواله جات سابق ص ۱۷۱. وصیته علیه السلام لکمیل بن زیاد مختصرة...

(۴) کشف الغمة ۱: ۵۴۲. التاسع فی کلامه علیه السلام و مواعظه و ما یجر

نیز آپؑ فرمایا:

زهدك فی راغب فيك نقصان حظ، و رغبتك فی زاهد فيك ذل نفس.

جو تمہاری طرف جھکے اس سے بے اعتنائی برتنا اپنے حظ و نصیب میں خسارہ کرنا ہے اور جو تم سے بے رخی اختیار کرے اس کی طرف جھکنا نفس کی ذلت ہے۔ (۱)

امام سجادؑ نے ساتھی کے حقوق کے بارے میں فرمایا:

وان تکرمه کما یکرمك، و تحفظه کما یحفظك. (۲)

اس کا احترام اس طرح کرو جیسے وہ آپ کا کرتا ہے اور اس کی پاسداری اس طرح کرو جیسی وہ آپ کی کرتا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

لا خیر فی صحبة من لم یر لك مثل الذی تری لنفسه. (۳)

اس ساتھی میں کوئی بھلائی نہیں جو تمہارے بارے میں بھی وہی خیالات نہیں رکھتا جو تو اس کے بارے میں رکھتا ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

صاحب بمثل ما یصاحبونك به تزدد ایماناً. (۴)

لوگوں سے صحبت اسی طرح اختیار کرو جیسی وہ تیرے ساتھ کرتے ہیں۔ اس سے ایمان میں اضافہ ہوگا۔

امام محمد تقیؑ نے فرمایا:

من جمع لك وده و رأیه فاجمع له طاعتك. (۵)

جو آپ کے لیے محبت اور اچھی رائے ایک ساتھ رکھتا ہے، آپ اس کی پوری اطاعت کریں۔

---

(۱) نہج البلاغۃ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ۔ ص ۹۱۳۔ نصیحت: ۴۵۱۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور

(۲) تحف العقول ص۲۶۶۔ واما حق الرحم۔

(۳) حوالہ جات سابق ص۲۶۸۔ وروی عنہ ﷺ فی قصار ھذہ المعانی....

(۴) حوالہ جات سابق ص۲۶۹۔ (۵) حوالہ جات سابق ص۲۸۳۔

اہل بیتؑ کے نزدیک یہ نہایت نامناسب ہے کہ آپ کا ساتھی تو آپ حق ادا کرتا ہے، لیکن آپ ایسا نہیں کرتے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

ما اقبح بالرجل ان یعرف اخوہ حقہ، ولا یعرف حق أخیہ۔(۱)

انسان کے لیے یہ کتنی بری بات ہے کہ اس کا دوست تو اس کے حقوق پہچانتا ہے، لیکن یہ خود اس کے حقوق نہیں پہچانتا۔

(۱) مصادقۃ الاخوان ص۳۲۔ زباب حقوق الاخوان بعضھم علی بعض۔

۲۵۔ دوام دوستی

سچی محبت اور مخلصانہ دوستی اسے کہتے ہیں جو روز بروز بڑھتی رہے۔ چنانچہ جوں جوں وقت گزرتا ہے، برادران ایمانی کی دوستی میں اضافہ اور رابطے مستحکم ہوتے جاتے ہیں۔

اس کے برعکس مفادات اور مصلحتوں پر مبنی دوستی وقتی ہوتی ہے اور جلدی ختم ہوجاتی ہے۔ انہیں آپ خوشحالی کا دوست کہہ سکتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایسے لوگوں کی یہ تصویر پیش کی ہے:

و ما اکثر الاخوان حین تعدھم
و لکنھم فی النائبات قلیل(۱)

شمار کرنے میں تو دوست بہت زیادہ ہوتے ہیں، لیکن مصیبتوں کے عالم میں بہت کم رہ جاتے ہیں۔

جو لوگ حالات کے ساتھ ساتھ اپنا رنگ بدلتے ہیں اور زمانے کے ساتھ بدل جاتے ہیں، ان کی محبت میں پائیداری ہے اور نہ دوستی میں ثابت قدمی۔ حقیقت میں دشمن یہی لوگ ہیں۔ ان سے ہوشیار رہیں۔ ایسے لوگوں سے محبت کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

و لا خیر فی ود امریء متلون
اذا الریح مالت مال حیث تمیل(۲)

ہمیشہ رنگ بدلنے اور ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اپنا رخ بدلتے رہنے والوں کی محبت میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

جی ہاں! نیک ساتھی اور سچا دوست وہ ہے جو خوشحالی اور مصیبت کے وقت اپنی محبت پر قائم رہے اور دوستی کو دائم رکھے۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ان الله يحب المداومة على الاخاة القديم فداومو عليه۔

قدیم اور پرانے دوستوں کے ساتھ محبت برقرار رکھنے کو اللہ دوست رکھتا ہے، لہذا تم اپنی دوستی قائم رکھو۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

من كرم المرء بكاؤه على ما مضى من زمانه، وحنينه الى اوطانه، وحفظه قديم اخوانه۔ (۱)

انسان کی شرافت کی علامت ہے اپنے ماضی پر گریہ، اپنے وطن سے محبت اور پرانے دوستوں کی پاسداری کرنا۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

اخوان الدين ابقى مودة۔ (۲)

دینی برادران کی محبت دیر پا ہوتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے فرزند سلیمانؑ سے فرمایا:

يا بنی لا تستبدلن بأخ قديم أخا مستفاداً ما استقام لك ولا تستقلن أن يكون لك عدو واحد ولا تستكثرن ان يكون لك الف صديق۔ (۳)

بیٹا پرانے دوستوں کو چھوڑ کر نئے دوست نہ بناؤ۔ دشمن اگر ایک ہے تو بھی اسے کم نہ سمجھو اور دوست اگر ہزار بھی ہیں، انہیں زیادہ نہ خیال کرو۔

(۱ و ۲) دیوان علیؑ ص ۲۲۰۔ امر بہ حفظ نفس امارہ و شکیبائی

(۱) بحار الانوار ۷۱: ۲۶۳۔ باب ۱۶۔ حفظ الاخوۃ و رعایۃ اوداء

(۲) غرر الحکم ص ۴۲۲۔ الفصل خامس الاخوۃ فی اللہ اھمیتھا و آثارھا۔

(۳) بحار الانوار ۷۱: ۲۶۳۔ باب ۱۶۔ حفظ الاخوۃ و رعایۃ اوداء...

بعض شعراء نے اس مطلب کو شعر میں یوں بند کیا ہے:

و لیس کثیر الف خل و صاحب

و ان عدواً واحداً لکثیر

دوست اگر ہزار بھی ہیں تو زیادہ نہیں، لیکن دشمن ایک ہے تو بھی زیادہ ہے۔

قدیم اور پرانے دوستوں کو، جن کے دلوں میں اپنے دوست کی محبت رچ بس چکی ہے، کبھی بھی ترک نہیں کرنا چاہیے اور وہ شخص جو روز دوست بدلتا رہتا ہے، سچا نہیں ہے، بلکہ وہ دوست کم اور بیوقوف زیادہ ہے۔

جیسا کہ امیرالمؤمنینؑ کا فرمان ہے:

مودۃ الاحمق تزول کما یزول التراب۔

احمق کی محبت ایسے زائل ہو جاتی ہے، جیسے مٹی جھڑ جاتی ہے۔

نیز آپؑ فرمایا:

کن للود حافظاً، وان لم تجد محافظاً (۱)

محبت کی پاسداری کرو خواہ اس کی پاسداری کرنے والا کوئی بھی نہ ملے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سچے دوست کی تصویر پیش کرنے کے لیے ہمیشہ درجہ ذیل شعر پیش فرمایا کرتے تھے:

اخوک الذی لو جئت بالسیف عامداً

لتضربہ لم یستغشک فی الود

و لو جئته تدعوه للموت لم يكن

یردك ابقاء علیك من الرد (۲)

تیرا بھائی تو وہ ہے کہ اگر اسے تلوار مارنا چاہے تو بھی تجھ سے محبت میں فرق نہ آنے دے

(۱) غرر الحکم ص ۲۱۲۔ اھمیتھا والتحریص الیھا....

(۲) بحار الانوار ۷۱: ۱۶۶۔ باب ۱۰۔ حسن المعاشرۃ وحسن الصحبۃ....

اور اگر اسے موت کی طرف دعوت دے تو وہ اسے رد نہ کرے۔

مگر وہ شخص جو اپنے صالح اور نیک دوست کے ساتھ ایک مدت تک رہنے کے بعد اس سے تنگ آ جائے وہ دوست نہیں ہے۔

جیسا کہ حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں:

لا تامنن ملولا، ازالة الرواسی اسهل من تالیف القلوب المتنافرة. (۱)

دوستی ترک کرنے والوں سے بے فکر نہ رہو۔ پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا آسان ہے، لیکن بچھڑے دلوں کا جوڑنا بہت مشکل ہے۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

لا اخاء لملوك. (۲)

بادشاہوں کے دوست نہیں ہوتے۔

نیز آپؑ فرمایا:

و لا تثق بمودة ملول ... و الملول اوثق ما کنت به خذلك وأوصل ما کنت له قطعك. (۳)

دوستی چھوڑنے والوں پر بھروسہ نہ کرو۔ کیونکہ جب آپ اس پر

بھروسہ کریں گے، وہ آپ کو چھوڑ دے گا اور آپ اس سے رابطہ رکھتے ہوں گے، وہ آپ سے رابطہ قطع کرے گا۔

نیز آپؑ فرمایا:

لیس لملول صدیق (۴)

تنگ دل دوست نہیں ہوتا۔

(۱) حوالہ جات سابق ۵۵: ۱۱۔ مواعظ امیر المؤمنین (۲) تحف العقول ص ۲۰۶.

(۳) تحف العقول ص ۲۱۵۔ ومن کلامہ سماہ بعض الشیعۃ..

(۴) حوالہ جات سابق ص ۳۶۳۔ وروی عنہ فی قصار ھذہ المعانی....

سچا دوست تو وہ ہے کہ زمانہ گزرنے کے ساتھ جس کی دوستی راسخ اور محبت پائیدار ہو جائے، حتیٰ کہ وہ خونی رشتہ داروں کی مانند ہو جائے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

المودة قرابة مستفادة.

دوستی و محبت اکتسابی قرابت ہے۔(۱)

نیز آپؑ نے فرمایا:

المودة أشبك النساب. (۲)

محبت مضبوط تر رشتہ داری ہے۔

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے:

صحبة عشرین یوما قرابة. (۳)

بیس دن کی ہمراہی رشتہ داری ہے۔

بلکہ ہو سکتا ہے کہ دوستی کا ربط رشتہ داری سے زیادہ گہرا ہو۔ حضرت علی علیہ لسلام فرماتے ہیں:

رب بعید اقرب من قریب. (۴)

بہت سے دور کے لوگ، قریبی رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب ہو سکتے ہیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

القرابة الی المودة احوج من المودة الی القرابة۔

محبت کو قرابت کی اتنی ضرورت نہیں ہے، جتنی قرابت کو محبت کی۔(۵)

(۱) نہج البلاغة۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ۔ نصیحت: ۲۱۱۔ ص ۸۳۳۔ طبع امامیہ کتب خانہ لاہور۔

(۲) بحار الانوار ۱: ۱۸۳۔ فرض العلم و وجوب طلبه والحث

(۳) حوالہ جات سابق ۷۵: ۲۱۰۔ باب ۲۳۔ مواعظ الصادق جعفر بن محمد علیہ السلام

(۴) بحار الانوار ۷۱۔ ۱۶۵۔ باب ۱۰۔ حسن المعاشرة وحسن الصحبة

(۵) نہج البلاغة۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ۔ ص ۸۷۱۔ وصیت: ۳۰۸۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور

جب دو افراد میں محبت کمال کو پہنچ جائے اور دوستی راسخ ہو جائے تو یہ اس کی دلیل ہے کہ دونوں میں فطری رجحانات ایک جیسے ہیں اور مزاجی قربت ہے، ورنہ یہ دوستی قائم نہ رہتی اور نہ ان میں ہم آہنگی ہوتی۔

جیسا کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف ، و ماتناكر منها اختلف۔(۱)

ارواح، تنظیم شدہ لشکر ہیں۔ ان میں جو باہم متعارف ہیں، وہ آپس میں مانوس ہوتے ہیں۔ جو نامانوس ہیں وہ آپس میں نہیں ملتے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

النفوس اشكال فما تشاكل منها اتفق، و الناس الی أشكالهم أميل۔(۲)

انسانوں کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ان میں جو باہم مفاہمت رکھتی ہیں، وہ مل بیٹھتی ہیں۔ لوگ اپنے ہم مزاج کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ ۴: ۳۸۰۔ و من الفاظ رسول اللہ ﷺ الموجزۃ التی....

(۲) بحار الانوار ۷۸: ۹۲۔ باب ۱۶۔ ما جمع من جوامع کلم امیر المؤمنین علیہ السلام...

۲۶۔ سرگوشیٔ دوست

آپ کا دوست آپ کے ساتھ ہمکلام ہو تو وفا اور ادب کا تقاضا ہے کہ آپ اپنا پورا چہرہ اس کی طرف رکھیں، پوری توجہ سے اس کی بات سنیں، قطع کلامی نہ کریں اور کسی کام میں بھی مصروف نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے وہ بدگمان ہو جائے گا اور محبت میں کمی آ جائے گی نیز اپنے دوست کے ساتھ اس طرح رہیں، جیسا کہ شاعر کہتا ہے:

من لی بانسان اذا اغضبته
وجهلتُ کان الحلم ردّ جوابه
و اذا طربت الی المدام شربت من
اخلاقه و سکرت من آدابه
وتراه یصغی للحدیث بقلبه
و یسمعه و لعله أدری به

ایسا انسان مجھے کہاں ملے گا جسے میں ناراض کروں تو اس کی طرف سے جواب بردباری سے ملے
اور جب شراب سے بدمست ہو جاؤں تو اس کے اخلاق کا جام پیئوں اور اس کے آداب کے نشے میں آ جاؤں۔
وہ دل و جان سے میری باتیں سنتے اور ان پر کان دھرتے ہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں، جبکہ ممکن ہے کہ وہ اس بات کو (پہلے سے) بہتر جانتے ہوں۔

اہل بیتؑ نے احباب سے ہم کلامی کے دوران حسن توجہ اور انہماک کو مروت میں شمار فرمایا ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من المروءة أن ینصت الأخ لأخیه اذا حدثه و من حسن المماشاة أن یقف الاخ لأخیه اذا انقطع شسع نعله.

یہ بات مروت میں شمار ہوتی ہے کہ اپنے دوست کا کلام توجہ سے سنے اور جب اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے انتظار میں آپ بھی کھڑے رہیں۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

ثلاثة یستدل بها علی اصابة الرأی حسن اللقاء، و حسن الاستماع وحسن الجواب. (۱)

تین باتوں میں صائب نظر ہونے کا ثبوت ہے کہ انسان ملنسار ہو اور دوست کا کلام پوری توجہ سے سنے اور اچھے انداز میں جواب دے۔

اہل بیتؑ نے دوست کا کلام آخر تک نہ سننے کو جہالت اور جاہلوں کی عادت قرار دیا ہے۔

امام جعفر صادق کا فرمان ہے:

من اخلاق الجاهل الاجابة قبل ان یسمع، و المعارضة قبل أن یفهم، و الحکم بما لا یعلم. (۲)

جاہل کے اخلاق میں سے ہے کہ وہ پوری بات سننے سے پہلے جواب دیتا ہے، سمجھنے سے پہلے اعتراض کرتا ہے اور جس چیز کو جانتا ہی نہیں، اس کے بارے میں اپنا فیصلہ دیتا ہے۔

(۱) تحف العقول ص ۲۲۲.

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۲۷۸، باب ۲۳، مواعظ الصادق جعفر بن محمد علیہ السلام

ڈیل کارنیگی نے بھی اپنی کتاب کے ایک باب میں کلام دوست کی طرف حسن توجہ کو بحث و جاذبیت کے لیے بہت زیادہ موثر قرار دیا ہے اور اس بات کو درج ذیل مختصر جملے کے ساتھ ختم کیا ہے:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو چاہیں تو قاعدہ نمبر ۴ پر عمل کریں: دوست کے کلام کے لیے بہترین سامع بن جایئے اور مزید بات کرنے کی تشویق دیجیے۔

اسی موضوع پر ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے دور بھاگیں، آپ سے تمسخر کریں اور آپ کی عدم موجودگی میں آپ کا مذاق اڑائیں تو آپ کسی کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیں اور مسلسل اپنے بارے میں باتیں کیے جائیں۔ اگر آپ کو کوئی بات یاد آ گئی تو دوسرے کا کلام ختم ہونے کا انتظار نہ کریں۔ وہ آپ کی طرح ہوشیار ہے نہ ادیب۔ اس کی بیہودہ باتیں سننے میں وقت کیوں ضائع کریں، لہٰذا اس کا کلام قطع کریں اور اثنائے کلام میں اپنی بات کریں۔

بعد میں لکھتے ہیں:

قادر الکلام بننے کے لیے اچھا سامع بننا ضروری ہے۔

۲۷۔ پزیرائی دوست

سب جانتے ہیں کہ احباب کے گھر میں ایک دسترخوان پر جمع ہونا، محبتوں میں اضافہ کے حوالے سے کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ آپس میں اس طرح مل بیٹھنے سے محبتیں بڑھتی ہیں، الفتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کا شکر ادا کرتے ہیں ۔ اسی لیے ائمہ اہل بیتؑ نے تاکید کی ہے کہ احباب کی پزیرائی کریں، انہیں کھانا کھلائیں تاکہ بہترین نتیجہ سامنے آئے۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

● لان اصنع صاعاً من طعام و اجمع علیه إخوانی فی الله احب الی من ان اعتق رقبة۔

ایک صاع کھانا بنا کر اپنے ایمانی برادران کو بلانا میرے نزدیک ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

ابوعمیر راوی ہے:

ہمارے ساتھیوں نے اپنے احباب کا ذکر کیا۔ اس دوران میں نے کہا: میں نے ظہر اور رات کا کھانا اکیلے کبھی نہیں کھایا۔ میرے ہمراہ دو تین یا اس سے زیادہ افراد کھا رہے ہوتے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فضلهم علیك اعظم من فضلك علیهم۔

ان پر تمہاری اتنی مہربانی نہیں ہے، جتنی تم پر ان کی مہربانی ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پر نثار ہو جاؤں، ایسا کیوں ہے؟

جبکہ میں انہیں اپنا کھانا دیتا ہوں، ان پر اپنا مال خرچ کرتا ہوں، میرے خادم اور اہل خانہ ان کی خدمت کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا:

انهم إذا دخلوا عليك، دخلوا عليك برزق من الله عز و جل كثير، و إذا خرجوا، خرجوا بالمغفرة۔ (۱)

جب یہ تیرے گھر داخل ہوتے ہیں تو بہت زیادہ روزی ساتھ لاتے ہیں اور تیرے لیے مغفرت لے کر نکلتے ہیں۔

آپؑ نے اسحاق سے فرمایا:

تدخل اخوتك الى منزلك فيأكلون طعامك، و يشربون شرابك و يطؤون فراشك؟

کیا آپ کے احباب آپ کے گھر آتے، کھاتے پیتے اور بچھونے پر بیٹھتے ہیں؟۔

کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا:

أما انهم ما يخرجون من بيتك الا و لهم الفضل عليك۔

وہ تیرے گھر سے تجھ پر مہربانی کرکے نکلتے ہیں۔

اسحاق نے کہا: میرے مولا! میرے گھر آتے، میرا کھانا کھاتے اور میرا بستر بچھاتے ہیں، پھر میرے گھر سے نکلتے ہیں تو کیا ان کی مجھ پر زیادہ مہربانی ہے؟

فرمایا:

انهم يأكلون ارزاقهم و يخرجون بذنوبك و ذنوب

عيالك(۲)

ہاں یہ اپنی روزی کھاتے ہیں اور تجھے اور تیرے گھر والوں کو بخشوا کر نکلتے ہیں۔

(۱) الکافی ۲: ۲۰۲۔ باب اطعام المؤمن

(۲) مشکاۃ الانوار ص ۱۰۲۔ الفصل السابع فی ذکر ما یجب من حق المؤمن۔۔۔

سدیر راوی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے اس سے فرمایا:

یاسدیر! تعتق کل یوم نسمة؟

اے سدیر کیا روز ایک شخص کو آزاد کرتے ہو؟

عرض کیا: نہیں۔

فرمایا: ہر ماہ میں؟

عرض کیا: نہیں۔

فرمایا: پھر ہر سال؟

عرض کیا: نہیں۔

فرمایا:

سبحان الله اما تأخذ بید اخیك فی الله فتدخله بیتك فتطعمه فوالله لذلك أفضل من عتق رقبة من ولد اسماعیل۔ (۱)

سبحان اللہ اپنے برادر دینی کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے جا کر اسے کھانا کھلانا قسم بخدا حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

(۱) حوالہ جات سابق ص ۱۰۰۔

۲۸۔ تائید دوست

احباب اگر آپس میں ان اعلیٰ اخلاقی اقدار پر عمل پیرا ہوں تو بہت اچھی فضا قائم رہے گی اور ان میں کوئی ٹکراؤ اور اختلاف نہیں آئے گا، کیونکہ دوست اگر آپس میں اختلاف کریں اور ہر ایک اپنی رائے پر ڈٹ جائے تو محبت ختم ہو جاتی ہے اور دوستانہ روابط ست پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ دوست کی تائید و حمائت کرنے سے محبت و تعلق میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ بات محبت و الفت کی علامت ثابت ہوتی ہے۔

اس لیے اہل بیتؑ نے ہماری توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے اور اس کے فوائد اور اختلاف کے مفاسد سے آگاہ فرمایا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے:

حسب المرء من صداقته كثرة موافقته و قلة مخالفته.

دوست کی تائید زیادہ اور مخالفت کم کرنا انسان کے اچھے خصائل میں سے ہے۔

حضرت امام حسنؑ سے سوال کیا گیا: شرف کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

موافقة الاخوان وحفظ الجيران (۱)

دوستوں کی تائید و حمایت اور ہمسایوں کی پاسداری کرنا۔

امام علی نقیؑ فرماتے ہیں:

من علامة المحبة كثرة المرافقة وقلة المخالفة.

تائید و حمایت زیادہ اور مخالفت کم کرنا محبت کی علامت ہے۔

(۱) تحف العقول ص ۲۲۵ . فی اجوبته عن مسائل سأله عنها امير المؤمنين ؑ....

۲۹۔ خودسازی

اگر اپنے عیوب اور خامیوں کی طرف اس طرح متوجہ ہو جائیں جس طرح وہ دوسروں کے عیوب اور خامیوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کا کھوج لگاتے رہتے ہیں تو اس سے بہت اصلاح ہو جائے۔ اسی طرح انسان ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتا رہے، جیسا کہ وہ دوسروں کا محاسبہ کرتا ہے تو سب کا بھلا ہوگا۔ لیکن انسان دوسروں کی طرف زیادہ اور اپنی ذات کی طرف کم متوجہ ہوتا ہے اور بہت سی باتوں کو دوسروں کے لیے نامناسب اور اپنے لیے مناسب تصور کرتا ہے۔ اس لیے وعظ اور نصیحتوں میں اثر بھی نہیں رہتا۔ کیونکہ واعظ خود اس پر عمل پیرا نہ ہو تو اس کا اثر کم ہوتا ہے اور معلم خود مہذب نہ ہو تو اس کی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت ابوالاسود دؤلی نے کیا خوب فرمایا ہے:

یا ایها الرجل المعلم غیره
ألا لنفسك كان ذا التعلیم
تصف الدواء لذی السقام وذی الظنی
کیما یصح به وأنت سقیم
وأراك تلقح بالرشاد قلوبنا
و صفا و انت من الرشاد عدیم
فابدا بنفسك و انهها عن غیها
فان انتهت عنه فأنت حکیم
فهناك ینفع ماتقول و یهتدی
بالقول منك و ینفع التعلیم

اے دوسروں کو تعلیم دینے والے معلم! کیا یہی تعلیم خود تیرے

لیے بھی ہونی چاہیے؟
دوسرے مریضوں کے لیے دوائی کی وضاحت کر رہے ہو کہ وہ صحت مند ہو جائیں، لیکن خود مریض ہی رہے۔
آپ ہمارے دلوں کو ایک دوسرے سے پیوند کر رہے ہیں۔ لیکن آپ اپنے نفس سے شروع کریں۔ آپ خود اس سے محروم ہیں۔
اپنے آپ سے شروع کیجئے اور اپنے آپ کو بے راہ ہونے سے بچائیے اور ایسا ہو گیا تو آپ مفکر ہیں۔
کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو آپ کی باتیں سننے کے بعد خود آپ سے بہتر ہدایت و تعلیم پا سکتے ہیں۔
اصلاح نفس اور خود سازی کا کام انسان اگر اپنی ذات سے شروع کرے اور اپنے عیوب اور نقائص ختم کرنے کی کوشش کرے تو ایسے لوگوں کی ہر دلعزیزی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ لوگوں کا محاسبہ اور ان کی لغزشوں کا تعاقب کرنا اور اپنے آپ سے بے خبر رہنا کراہت اور نفرت کا باعث ہے۔
ڈیل کارنیگی لکھتے ہیں:
کیا آپ کے ذہن میں ایسا شخص ہے جس کی آپ تہ دل سے اصلاح اور اخلاق کی درستگی کرنا اور اسے راہ راست پر لانا چاہتے ہیں۔ اگر ایسے پاکیزہ خیالات ہیں تو یہ قابل تحسین ہیں۔ مگر آپ یہ بتائیں کہ یہ بات، آپ خود اپنے نفس اور ذات سے کیوں شرع نہیں کرتے۔ کیونکہ فطرۃً انسان اپنے آپ کو دوسروں سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔
آگے لکھتے ہیں:
آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ اپنے نقائص، کوتاہیاں اور عیوب

دور کرنے کے لیے ایک سال مخصوص کریں، پھر اس کے بعد دوسرے سال کو دوسروں کی اصلاح، تہذیب اور اخلاق کے لیے مختص کریں۔

پھر لکھتے ہیں:

لوگوں کی ناراضگی مول لیے بغیر ان کے دلوں میں جگہ بنانے کے لیے قاعدہ نمبر ۳ پر عمل کیجیے: اپنی غلطیوں کی نشاندہی کیجیے، قبل اس کے کہ دوسروں پر تنقید کریں۔

اب آیئے اہل بیت علیہم السلام کے دروازے پر، دیکھتے ہیں کہ ہمیں یہاں سے کیا فیض حاصل ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كفى بالمرء عيباً إن يبصر من الناس ما يعمى عنه من نفسه، و ان يعير الناس بما لا يستطيع تركه، وان يؤذي جليسه بما لا يعنيه. (۱)

انسان کو عیب دار بنانے کے لیے یہی کافی ہے کہ اسے لوگوں میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ اپنی ذات میں دکھائی نہیں دیتا اور لوگوں کو جس بات پر طعنہ دیتا ہے، اسے خود ترک نہیں کرتا اور اپنے ہمنشین ساتھی کو بلا مقصد اذیت دیتا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

طوبى لمن شغله عيبه عن عيوب الناس. (۲)

اے لوگو! لائق مبارک باد وہ شخص ہے جسے اپنے عیوب دوسروں کی عیب گیری سے باز رکھیں۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا أردت ان تذكر عيوب صاحبك فاذكر عيوب نفسك. (۳)

اگر آپ اپنے ساتھی کے عیوب شمار کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنے عیوب یاد کیجئے۔

)مشکاۃ الانوار ص۶۷۔ الفصل الثالث فی آداب شیعة

)بحار الانوار ۷۲: ۲۲۹۔ باب ۶۶۔ الغیبة.....

مجموعة ورام ۱: ۱۱۶۔ باب الغیبة

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

من نصب نفسه للناس إماما فليبدأ بتعليم نفسه قبل تعليم غيره وليكن تأديبه بسيرته قبل تأديبه بلسانه.

جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے اور زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے۔ (۱)

نیز آپؑ نے فرمایا:

من نظر فی عیب نفسه اشتغل عن عیب غیره.

جو شخص اپنے عیوب پر نظر رکھے گا وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہے گا۔ (۲)

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تتبعن عیوب الناس فان لك من عیوبك " ان عقلت" ما یشغلك أن تعیب أحدا. (۳)

دوسروں کے عیوب کا پیچھا نہ کرو۔ اگر سمجھو تو خود تمہارے عیوب

دوسروں کی عیوب گیری سے روکنے کے لیے کافی ہیں۔

اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا:

واستقبح من نفسك ما تستقبحه من غيرك. (۴)

دوسروں کی جس چیز کو برا سمجھتے ہو اسے اپنے میں بھی ہو تو برا سمجھو۔

(۱) نہج البلاغۃ۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ۔ نصیحت: ۴۳۔ ص ۷۸۹ طبع امامیہ کتب خانہ لاہور۔

(۲) حوالہ جات سابق نصیحت: ۳۴۹۔ ص ۸۸۳

(۳) مستدرك الوسائل ۱۱: ۳۱۶۔ باب استحباب اشتغال الانسان بعيب

(۴) نہج البلاغۃ۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ ص ۶۷۱۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور۔ وصیت نامہ۔

راہ دوستی اور رکاوٹیں

گزشتہ باتیں محبت و دوستی کے عوامل کے سلسلے میں تھیں، جن سے انسان اپنے احباب کا حلقہ وسیع اور لوگوں میں ہر دلعزیز ہو سکتا ہے۔

اب ہم آپ کو وہ باتیں بھی بتائیں گے جن سے محبت کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور یہ مقدس رابطہ منقطع ہو جاتا ہے۔

اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات اور ارشادات میں ان تمام عوامل کا ذکر آ گیا جن سے محبت کے رشتے مضبوط اور اخوت کا رابطہ مستحکم ہوتا ہے۔

چنانچہ اہل بیتؑ نے ان سب باتوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے بغض و عداوت پیدا ہو سکتی ہے۔ ان سے اجتناب کرنے کا حکم فرمایا اور ان میں پوشیدہ ضرر اور مفاسد کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ان سے ہر عاقل کو بچنا چاہیے تاکہ وہ اپنے حلقہ احباب میں خوشی اور سعادت کی زندگی گزار سکے۔

اہل بیتؑ نے ہمیں درجہ ذیل اوصاف سے اجتناب کرنے کی نصیحت فرمائی ہے:

۱۔ چاپلوسی

یہ ایک ایسا مہلک جرثومہ ہے جس سے دوستی اور صداقت کا سارا ڈھانچہ زمین بوس ہوجاتا ہے اور اس کے ستون گر جاتے ہیں۔ کیونکہ اگر دوستی اخلاص کے ستونوں پر قائم نہیں ہے تو ظاہری دوستی کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اہل بیتؑ نے اسی لیے ہمیں محبت و اخلاص کا حکم دیا ہے، دو رخی سے روکا اور اس کے برے نتائج سے آگاہ فرمایا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا الناس أظهروا العلم، و ضيعوا العمل، و تحابوا بالألسن، و تباغضوا بالقلب، وتقاطعوا في الارحام، لعنهم الله عند ذلك و أصمهم و أعمى أبصارهم. (۱)

جب لوگ علم کا اظہار کریں اور عمل سے بیزار ہونا شروع ہو جائیں، محبت صرف زبانی اور دلوں میں بغض ہو اور صلہ رحمی قطع کریں تو اللہ اس پر لعنت کرے گا اور انہیں بہرہ اور اندھا کر دے گا۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

ليس من أخلاق المؤمن الملق. (۲)

مؤمن کے اخلاق میں چاپلوسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۱) مشكاة الانوار، ص۱۲۳، الفصل خامس في المحبة والشوق.

(۲) تحف العقول ص۲۰۷، وروی عنه ﷺ في قصار هذه المعاني...

امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا:

كثرة الملق يهجم على الظنة، وإذا حللت من أخيك

محل الثقة فاعدل عن الملق إلى حسن النية. (۱)

کثرت سے چاپلوسی کرنا تہمت لگنے کا سبب ہوتا ہے۔ اگر اپنے دوست میں گنجائش مل جائے تو چاپلوسی چھوڑ کر اس پر حسن ظن کریں

امام حسن عسکریؑ سے روایت ہے:

بئس العبد عبد یکون ذا وجهین وذا لسانین یطری أخاه شاهدا، و یأکله غائبا، إن اعطی حسده و ان ابتلی خذله. (۲)

بدترین ہے وہ شخص جو دو چہرے اور دو زبانیں رکھتا ہو۔ سامنے اپنے دوست کی ستائش کرے اور پیٹھ پیچھے اس کا گوشت کھائے۔ جب دوست کو کچھ میسر آئے تو اس پر حسد کرے اور جب وہ کسی حادثہ کا شکار ہو تو اس کا ساتھ چھوڑ دے۔

(۱) بحار الانوار ۷۰: ۲۹۵۔ باب ۱۳۲۔ النھی عن المدح والرضا به.

(۲) الکافی ۲: ۳۴۳۔ باب ذی اللسانین.

۲۔ خیانت دوست

خیانت کرنا تمام جرائم میں سب سے بڑا جرم اور رزالت ہے، جو بد باطنی اور اخلاقی پستی کی علامت ہے۔ خصوصاً اگر دوستوں کے ساتھ خیانت ہو تو اس کی برائی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ خیانت کی اپنی برائی کے ساتھ ساتھ حرمت دوستی کی ہتک بھی ہے اور دوستی کے حقوق کی پامالی بھی، جس سے محبت کے رشتے اوراخوت کے روابط منقطع ہو جاتے ہیں۔

اس لیے اہل بیتؑ نے اس طرف توجہ فرمائی اور اس رذیل اخلاق سے اجتناب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يخونه(۱)

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے، اس پر عیب لگاتا ہے اور نہ اس کی غیبت کرتا ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

المؤمن أخو المؤمن لا يظلمه ولا يخذله ولا يغشه ولا يغتابه ولا يخونه ولا يكذبه.(۲)

مؤمن، مؤمن کا بھائی ہے۔ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے بے یار و مدد گار چھوڑتا ہے، نہ اسے دھوکہ دیتا ہے، نہ اس کی غیبت کرتا ہے، نہ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے اور نہ اسے جھٹلاتا ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۱۶۳۔ باب حق المؤمن علی اخیه واداء حقه

(۲) مشکاة الانوار ص ۱۸۶۔ الفصل الاول فی اتخاذ الاخوان۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تغشش الناس فتبقی بغير صديق۔ (۱)
لوگوں کو دھوکہ نہ دیا کرو، ورنہ بغیر دوست کے رہ جاؤ گے۔

نیز آپؑ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المسلم أخو المسلم لا يخونه ولا يخذله ولا يعيبه ولا يحرمه ولا يغتابه۔ (۲)

مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی تکذیب کرتا ہے اور نہ اس کی غیبت۔

اگر آپ نے اپنے دوست کے بارے میں کوئی بری بات ذہن میں رکھی تو آپ نے اس کے ساتھ خیانت کی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

عليكم بتقوى الله ولا يضمرن أحدكم لأخيه امراً لا يحبه لنفسه فانه ليس من عبد يضمر لأخيه أمراً لا يحبه لنفسه الا جعل الله ذلك سبباً للنفاق فی قلبه۔

(۳)

تم تقویٰ اختیار کرو۔ تم میں سے کوئی اپنے دوست کے لیے ایسی بات دل میں نہ رکھے جو خود تمہیں پسند نہیں کہ دوسرے تمہارے بارے میں ایسی بات اپنے دل میں رکھیں۔ کیونکہ اگر کوئی اپنے دل میں ایسی بات رکھتا ہے جو اسے پسند نہیں تو یہ اس کے دل میں نفاق پیدا کرنے کا سبب بنے گی۔

(۱) حوالہ جات سابق ص ۱۰۳۔ الفصل السابع فی ذکر ما یجب من حق المؤمن...

(۲) المؤمن ص ۲۲۔ باب حق المؤمن علی اخیہ....

(۳) مشکاة الانوار ص ۱۸۱۔ الفصل رابع والعشرون فی محاسن الافعال۔

اگر آپ کا دوست کوئی راز آپ کے سپرد کرتا ہے اور آپ اسے فاش کر دیتے ہیں تو یہ بھی ایک خیانت ہے۔

جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

من الخيانة أن تحدث بسر أخيك.

اپنے بھائی کا راز دوسروں کو بتانا خیانت ہے۔

جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من أشار على أخيه بأمر يعلم أن الرشد في غيره فقد خانه.

جو اپنے بھائی کو ایسا مشورہ دے کہ جانتا ہو کہ اس میں فائدہ نہیں ہے تو یہ خیانت ہے۔

خیانت کی ایک قسم بلکہ یہ کفر کے نزدیک ہے کہ آپ اپنے دوست کی غلطی و لغزش اس نیت سے یاد رکھیں کہ کسی موقع پر اسے شرمسار کیا جائے۔

جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أدنى الكفر أن يسمع الرجل من أخيه الكلمة فيحفظها عليه يريد أن يفضحه بها اولئك لا خلاق لهم. (۱)

سب سے کم درجہ کا کفر یہ ہے کہ انسان اپنے دوست سے ایک جملہ سن کر اسے شرمسار کرنے کی نیت سے یاد رکھے۔ ایسے لوگ بدنصیب ہوتے ہیں۔

خیانت کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ انسان اپنے دوست کی شان کے خلاف اور اہانت کی بات کرے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

من روى أخيه المؤمن رواية يريد بها هدم مروء ته و

ثلبه اوبقه الله بخطيئته حتى يأتى بمخرج مما قال و لن يأتى بالمخرج منه أبداً. (۲)

جو اپنے مؤمن دوست سے ایسی بات نقل کرے جس سے اس کی مروت ختم کرنا اور اسے داغدار بنانا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کے ذریعے ذلیل کرے گا تا آنکہ اس کہی ہوئی بات سے نکلنے کا کوئی ذریعہ نہ نکالے اور ایسا ہرگز نہیں کر پائے گا۔

(۱ و ۲) وسائل الشیعة ۱۴: ۲۱۱. باب ما ینبغی للوالی العمل به ف.

خیانت کی ایک قسم یہ ہے کہ آپ اپنے دوست سے جھوٹی بات بیان کریں اور وہ آپ کو سچا سمجھے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

كبرت خيانة أن تحدث أخاك حديثاً هو لك مصدق و أنت به كاذب. (۱)

یہ بڑی خیانت ہے کہ آپ اپنے دوست سے جھوٹ بولیں اور آپ کا دوست آپ کو سچا سمجھے۔

خیانت کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ آپ کا دوست کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے اور آپ اسے روکتے نہیں ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

من رأى أخاه على امر يكرهه ولم يردعه عنه و يقدر عليه فقد خانه. (۲)

جو اپنے دوست کو ناپسندیدہ عمل کرتے دیکھ کر، اس پر قدرت رکھتے ہوئے روکتا نہیں، وہ خیانت کرتا ہے۔

یہ بھی خیانت ہے کہ آپ کے دل میں اپنے دوست کے لیے جو محبت ہے،

اس کا اظہار نہ کریں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

من کان لاخیه المسلم فی قلبه مودة ولم یعلمه فقد خانه۔ (۳)

اپنے مسلم بھائی کے لیے کسی کے دل میں محبت موجود ہو اور وہ اس کا اظہار نہ کرے تو یہ خیانت ہے۔

(۱) مجموعة ورام ۱: ۱۱۴۔ باب الکذب۔

(۲) مشکاة الانوار ص ۷۷۔ الفصل الرابع فی منزلة الشیعة عند الله....

(۳) ارشاد القلوب ۱: ۷۲۔ باب العتاب

یہ بھی قابل توجہ ہے کہ انسان وفادار اور مخلص لوگوں سے محبت کرے۔ نامناسب اور نااہل لوگوں سے محبت نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

لا تمنحن ودك لمن لا وفاء له۔ (۱)

ان لوگوں سے محبت نہ کرو جو وفادار نہیں۔

(۱) غرر الحکم ص ۴۱۸۔ لا تعدن صدیقاً من....

۳۔ جنگ و جدال

محبت، کدورت میں بدلنے اور احباب میں فضا مکدر کرنے کے لیے جھگڑے اور جنگ و جدال سے بدتر چیز کوئی نہیں، خواہ جدال کرنے والا اپنی بات میں سچا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بات ہر اس شخص کے لیے قابل احساس ہے جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اور ان کے مزاج سے واقف ہے۔

اسی لیے ائمہ اہل بیتؑ نے اس عادت سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی اور اس کے برے اثرات سے لوگوں کو آگاہ فرمایا ہے۔

ابو امامہ الباہلی راوی ہے کہ رسول خدا ﷺ ہماری طرف تشریف لائے، اس وقت ہم آپس میں جدال کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ذروا المراء لقلة خيره، وذروا المراء فان نفعه قليل، و انه يهيج العداوة بين الاخوان.

جنگ و جدال کو چھوڑ دو۔ اس میں خیر کم ہے۔ جنگ و جدال کو چھوڑ دو۔ اس کا فائدہ بھی کم ہے اور یہ دوستوں میں عداوت پیدا کرتا ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

لا تمار اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدا فتخلفه (۱)

اپنے بھائی کے ساتھ جدال، مزاح اور وعدہ خلافی نہ کرو۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) مستدرک الوسائل ۹: ۷۶، باب کراهة المراء والخصومة....

ذروا المراء فانه لا تفهم حكمته، ولا تؤمن فتنته۔ (۱)

جنگ و جدال چھوڑ دو۔ اس میں قابل فہم حکمت نہیں ہے اور نہ اس

کے فتنے سے انسان کو امن ملتا ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یستکمل عبد حقیقة الایمان حتی یدع المراء وان کان محقاً۔ (۲)

انسان میں ایمان کی حقیقت اس وقت تک کمال کو نہیں پہنچ سکتی جب تک جنگ و جدال ترک نہیں کرتا، خواہ وہ حق بجانب ہی کیوں نہ ہو۔

امیر المؤمنین نے فرمایا:

ایاکم والمراء والخصومة فانهما یمرضان القلوب علی الاخوان، وینبت علیها النفاق۔ (۳)

خبردار جنگ و جدال اور آپس میں نزاع نہ کرو، کیونکہ یہ دونوں دوست کے بارے میں دلوں کو بیمار اور ان میں نفاق پیدا کر دیتے ہیں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

إیاك والمراء فأنت تغری بنفسك السفهاء۔ (۴)

خبردار جدال نہ کرو۔ ایسا کرنا احمقوں کو اپنے خلاف بھڑکاتا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

لا تمارين حليماً و لا سفيهاً فان الحليم يقليك و السفيه يرديك۔ (۵)

حلیم اور بیوقوف دونوں سے جدال نہ کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے حلیم آپ کے ساتھ عداوت کرے گا اور بیوقوف آپ کو ہلاکت میں ڈالے گا۔

(۱) حوالہ جات سابق۔ (۲) بحار الانوار ۲ : ۱۳۸۔ باب ۱۷۔ ما جاء فی تجویز

المجادلة.....

(۳) الکافی ۲: ۳۰۰. باب المراء والخصومة ومعاداة الرجا.

(۴) مستدرک الوسائل ۹: ۴۴. باب کراهة المراء والخصومة.....

(۵) الکافی ۲: ۳۰۱. باب المراء والخصومة ومعاداة الرجا

امام صادقؑ نے مؤمن طاق کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يا ابن النعمان اذا أردت أن يصفو لك ودّ أخيك فلا تمازحنه، ولا تمارينه، ولا تباهينه ولا تشارّنه۔ (۱)

اے فرزند نعمان! اگر تجھے اپنے دوست کی خالص محبت درکار ہے تو اس سے مزاح، جدال، فخر اور نزاع نہ کر۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تمارين حليماً و لا سفيها فان الحليم يقليك، و السفيه يؤذيك. (۲)

حلیم اور بیوقوف کے ساتھ جدال نہ کرو، کیونکہ ایسا کرنے سے حلیم آپ کا مخالف بنے گا اور بیوقوف آپ کو اذیت دے گا۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

إياكم و الخصومة فانها تشغل القلب، و تورث النفاق، و تكسب الضغائن۔ (۳)

خبردار! نزاع مت کرو۔ کیونکہ نزاع دلوں کو (نامناسب باتوں) میں مصروف رکھتا، نفاق کا موجب بنتا اور کدورتیں پیدا کرتا ہے۔

امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا:

المراء يفسد الصداقة القديمة، و يحل العقدة الوثيقة۔ و اقل ما فيه ان تكون فيه المغالبة، و

المغالبة اس اساس القطيعة. (۴)

جدال پرانی دوستی کو خراب کرتا ہے اور دوستی کی مضبوط گرہ کو کھول دیتا ہے اور اس کا کم سے کم ضرر یہ ہے کہ یہ کام ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش ہے اور یہ بات قطع محبت کا بنیادی سبب ہے

(۱) تحف العقول ص ۳۱۲. وصیته علیه السلام لابی جعفر محمد بن نعمان...

(۲و۳) الکافی ۲: ۳۰۱. باب المراء والخصومة ومعاداة الرجا

(۴) بحار الانوار ۷۵: ۳۶۹. باب ۲۸. مواعظ ابی الحسن الثالث علیه السلام

امام عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

لا تمار فیذهب بهاؤك. (۱)

جدال نہ کرو۔ ایسا کرنے سے خود تمہاری خوبیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

(۱) الکافی ۲: ۶۶۵ باب الدعابة والضحك

ڈیل کارنگی "جدال نہ کرو" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

میں جب چھوٹا تھا تو ہر چیز کے بارے میں جدال کرتا تھا اور جب یونیورسٹی میں پہنچا تو جدال کرنے کی غرض سے میں نے منطق پڑھنا شروع کی اور خواہ موضوع کوئی بھی ہو، مناظروں میں حصہ لینے کا آغاز کیا اور یہ بات کس قدر میرے لیے باعث شرمساری ہے کہ اس موضوع پر ایک کتاب لکھنے کی بھی میں نے ابتدائی تیاری کی۔ ان تمام باتوں سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ فن جدال حاصل کرنے کا واحد ذریعہ جنگ و جدال ترک کر دینا اور اس سے یوں بچنا ہے، جیسے خطرناک اور مہلک زلزلہ سے بچنا چاہیے۔

اس کے بعد اس بحث کا خاتمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لوگوں کو اپنے نقطہ نگاہ کی طرف بلانے اور جذب کرنے کے لیے قاعدہ نمبر ۱ اپنائیے: جنگ و جدال نہ کیجیے اور جدال کا فن حاصل کرنے کا واحد ذریعہ جدال سے اجتناب کرنا ہے۔

۴۰۔ تکلف

انسان اپنے احباب میں پوری آزادی کا خواہاں ہوتا ہے۔ خواہ وہ مجلس احباب میں ہو یا گفتگو میں۔ وہ ان قیود اور پابندیوں سے آزاد رہنا پسند کرتا ہے جو معاشرے کی طرف سے عائد ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ دوست کے ساتھ بے تکلف ہونے سے محبت و الفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ البتہ آداب اور اپنی شخصیت کا تحفظ ملحوظ رہنا چاہیے۔

اگر دوست کے ساتھ تکلف کیا جائے، جیسا کہ دوسروں کے ساتھ تکلف کیا جاتا ہے اور معاشرتی پابندیوں میں بند رہا جائے تو ایسی دوستی میں لذت اور شیرینی نہیں ملتی بلکہ بوجھ محسوس ہوتا ہے اور یہ احساس دوستی کے خاتمے کا سبب بن سکتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شر الاخوان من تکلف له۔ (۱)

بدترین دوست وہ ہے جس کے لیے تکلف کرنا پڑے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

إذا احتشم المؤمن إخاه فقد فارقه۔ (۲)

مؤمن اگر اپنے دوست کے سامنے بارعب بنتا ہے تو یہ اس سے جدائی کا سبب ہوگا۔

(۱) بحار الانوار ۷۱: ۱۶۵۔ باب ۱۰۔ حسن المعاشرة وحسن الصحبة و...

(۲) خصائص الائمة ص ۱۲۶۔ الزیادات۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

شر الاخوان من تکلف له، و خیرهم من أحدثت لك رؤیته ثقة به، و أهدت الیك غیبته طمانینة به۔

بدترین دوست وہ ہے جس کے لیے تکلف کرنا پڑے اور بہترین دوست وہ ہے جسے دیکھنے سے اعتماد بڑھے اور اس کی غیر حاضری میں اس پر اطمینان رہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

اثقل إخوانی علی من یتکلف لی وأتحفظ منه. وأخفهم علی قلبی من أکون معهم کما أکون وحدی.(۱)

میرے دوستوں میں سب سے زیادہ بوجھل وہ ہے جو میرے لیے تکلف کرتا ہے اور میں اس سے تحفظ میں رہتا ہوں اور میرے لیے سبک ترین دوست وہ ہے جس کے ساتھ میں تنہا رہنے کی مانند رہوں۔

بعض حکماء نے کہا ہے:

لوگ آپس میں تکلف کی وجہ سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

(۱) مستدرک الوسائل ۹: ۱۵۵. باب نوادر ما یتعلق بابواب احکام.....

۵۔ قطع تعلق

گزشتہ مباحث سے آپ کو دوستی کی اہمیت اور انسانی زندگی پر اس کے گہرے اثرات اور اہل بیت اطہارؑ کی طرف سے دی گئی اہمیت کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ انہوں نے اس عمل کو بہترین اور افضل ترین اعمال میں شمار کیا ہے۔ اس لیے دوست سے قطع تعلق ایسا جرم ہے، جسے عقل سلیم برا جانتی ہے اور زندہ ضمیر اس سے نفرت کرتا ہے۔ چنانچہ اہل بیتؑ نے متوجہ کیا ہے کہ قطع تعلقات نہ کریں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور محبت کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ سے فرمایا:

يا أباذر إياك و هجران اخيك فان العمل لايتقبل مع الهجران. يا أباذر انهاك عن الهجران و إن كنت لا بد فاعلا فلا تهجره فوق ثلاثة أيام كملا فمن مات فيها مهاجراً لأخيه كانت النار أولى به۔ (۱)

اے ابوذر! خبردار اپنے دوست سے تعلق قطع نہ کرو۔ میں تجھے قطع تعلق سے منع کرتا ہوں۔ اگر یہ کام کرنا ہی ہو تو تین دن سے زیادہ نہ ہو۔ اگر کوئی اپنے دوست سے قطع تعلق کی حالت میں مر جائے تو وہ آتش جہنم کے لیے زیادہ سزاوار ہے۔

(۱) وسائل الشیعۃ ۱۲: ۲۶۵۔ باب تحریم ھجر المؤمن بغیر موجب

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من هجر أخاه فوق ثلاث دخل النار۔

جو اپنے دوست سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرتا ہے، وہ جہنم میں جائے گا۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

ما من مؤمنين اهتجرا فوق ثلاث إلا و برئت منهما۔

(۱)

اگر کوئی دو مؤمن تین دن سے زیادہ قطع تعلق کریں تو میں دونوں سے بیزار ہوں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لا يفترق رجلان على الهجران إلا استوجب أحدهما البراءة واللعنة، وربما استحق ذلك كلاهما۔

دو آدمی آپس میں قطع تعلق کی بنیاد پر جدا نہیں ہوتے، مگر اینکہ ان میں سے ایک بیزاری اور لعنت کا مستحق ہے اور ہو سکتا ہے دونوں اس بات کے مستحق ہوں۔

بعض اصحاب نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں۔ ان میں سے جو ظالم ہے اس نے تو گناہ کیا ہے، لیکن مظلوم کا کیا قصور ہے؟

فرمایا:

لانه لا يدعو أخاه الى صلته، ولا يتعامى له عن كلامه۔ سمعت أبي يقول: إذا تنازع اثنان فعاز أحدهما الاخر فليرجع المظلوم الى صاحبه حتى يقول لصاحبه: أي أخي أنا الظالم حتى يقطع الهجران بينه وبين صاحبه، فان الله تبارك وتعالى حكم عدل يأخذ للمظلوم من الظالم۔ (۲)

وہ اس لیے کہ اس نے اپنے دوست کو رابطہ کرنے کی دعوت نہیں دی اور اس کی باتوں سے چشم پوشی نہیں کی میں نے اپنے

پدر بزرگوار سے سنا ہے: اگر دو افراد میں نزاع ہو جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ ناانصافی کرے تو مظلوم کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھی کی طرف اس حد تک رجوع کرتا رہے کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ بھائی میں نے ظلم کیا۔ اس طرح ان میں بائیکاٹ کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ عادل و منصف ہے، ظالم سے مظلوم کا حق دلا دے گا۔

(۱) حوالہ جات سابق ۱۲: ۲۶۳۔ (۲) الکافی ۲: ۳۴۴۔ باب الهجرة.....

اہل بیتؑ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم احباب کے ساتھ روابط قائم رکھیں، خواہ شیریں کلام کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔

چنانچہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

صلوا اخوانكم وبروا اخوانكم ولو بحسن الكلام و ردالجواب.

اپنے دوستوں سے تعلق قائم رکھو اور ان پر احسان کرو، خواہ شیریں سخن اور حسن جواب کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔

دو دوستوں میں اگر تعلقات منقطع ہیں تو ان کا تعلق دوبارہ جوڑنا بہت آسان ہے۔ اس مقصد کے لیے صرف زبان کی شیرینی، چہرے کی بشاشت، برائی سے چشم پوشی اور گناہ سے درگزر کرنا درکار ہے۔ اس طرح جدائی کے بعد رابطہ کرنا اور چھوڑنے کے بعد دوبارہ رجوع کرنا آسان ہوتا ہے۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

ان سرعة ائتلاف قلوب الابرار اذا التقوا . و ان لم يظهروا التودد بالسنتهم . كسرعة اختلاط ماء السماء بماء الانهار. و ان بعد ائتلاف قلوب الفجار

إذا التقوا و ان أظهروا التودد بألسنتهم. كبعد البهائم من التعاطف و ان طال اعتلافها على مذود واحد. (۱)

نیک لوگ خواہ زبان سے اظہار نہ بھی کریں، آپس میں جلد مانوس ہو جاتے ہیں، جس طرح آسمان کا پانی نہروں کے پانی کے ساتھ مل جاتا ہے۔ جبکہ برے لوگ اگرچہ زبان سے اظہار محبت بھی کریں، آپس میں ایک دوسرے سے اتنے دور ہوتے ہیں جیسے جانور آپس میں مہربان نہیں ہوتے، خواہ وہ ایک ہی جگہ طویل عرصہ تک گھاس کھاتے رہے ہوں۔

(۱) تحف العقول ص ۲۶۳. وروی عنه ﷺ فی قصار هذه المعانی.....

اگر دو دوستوں میں تعلق قطع ہوتا ہے تو ان دونوں میں افضل وہ ہے جو رابطہ و تعلق قائم کرنے میں پہل کرتا ہے۔

جیسا کہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

أيما مسلمين تهاجرا فمكثا ثلاثا لا يصطلحان إلا كانا خارجين من الاسلام و لم يكن بينهما ولاية فأيهما سبق الى الكلام لاخيه كان السابق الى الجنة يوم الحساب. (۱)

کوئی دو مسلمان آپس میں تعلق قطع کرتے ہیں اور تین دن تک ایسے ہی رہتے ہیں تو یہ دونوں اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا اور بعد میں ان دونوں میں سے جو اپنے دوست کے ساتھ بات کرنے میں پہل کرتا ہے تو وہ

جنت میں پہلے جائے گا۔

(۱)وسائل الشیعة ۱۲: ۲۶۲۔باب تحریم هجر المؤمن بغیر موجب.

قطع تعلق جتنا طویل ہوگا، جرم اتنا ہی بڑا ہوگا۔ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هجر الرجل أخاه سنة كسفك دمه.

اپنے دوست سے ایک سال تک قطع تعلق کرنا اس کا خون بہانے کے مترادف ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے:

و لا تقطع أخا من أجل ذنب

فان الذنب يغفره الكريم

اپنے دوست سے کسی گناہ کی وجہ سے قطع تعلق نہ کرو۔ کیونکہ شریف انسان گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

اہل بیت علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ قطع تعلقات میں مضر مضرات کی وجہ سے اس کا ارتکاب اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ألا أنبئكم بشراركم؟

کیا تمہیں تم میں سے بدترین آدمی کی خبر نہ دوں؟

لوگوں نے عرض کیا: بیان فرمائیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المشاءون بالنميمة المفرقون بين الأحبة. الباغون للبرآء المعائيب. (۱)

چغل خوری کرنے، دوستوں میں جدائی ڈالنے اور بے گناہوں پر

عیب لگانے والا۔

اس طرح ایک دسرے سے نفرت کی صورت میں دوستوں میں مصالحت کرانا اور بچھڑے ہوئے دوستوں کو آپس میں ملانا بہترین اعمال میں شمار فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے ابو ایوب ؓ سے فرمایا:

يا أبا ايوب: ألا أدلك على عمل يرضى الله؟

اے ابو ایوب! کیا میں اللہ کے پسندیدہ عمل کی طرف تیری رہنمائی کروں؟

عرض کیا: بیان فرمایئے اے رسول خدا ﷺ۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

فاصلح بين الناس إذا تفاسدوا، و حبب بينهم إذا تباغضوا. (۲)

جب لوگ آپس میں بگڑ جائیں تو ان میں اصلاح کرو اور جب یہ آپس میں عداوت کریں تو ان میں محبت پیدا کرو۔

(۱) الکافی ۲: ۳۶۹۔ باب النمیمة (۲) ارشاد القلوب ۱: ۱۹۵۔ الباب الثانی و الخمسون فی احادیث

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

رحم الله امرءاً ألف بين وليين لنا يا معشر المؤمنين تألفوا و تعاطفوا. (۱)

خدا اس شخص پر رحم کرے جو ہمارے دوستوں میں الفت پیدا کرے۔ مؤمنو! آپس میں الفت پید کرو اور ایک دوسرے پر مہربان ہو جاؤ۔

اسلام کے نزدیک چونکہ دلوں کو نزدیک لانا حد درجہ اہمیت کا حامل ہے، اس

لیے اس راہ میں مصلحتاً جھوٹ بولنا بھی جائز قرار دیا ہے۔ چونکہ دوستوں میں تعلقات ختم ہونے کے مضرات اس جھوٹ سے کہیں زیادہ ہیں، جس کے نتیجے میں ان میں دوبارہ محبت الفت پیدا ہو جاتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لیس بکذاب من أصلح بین اثنین۔ (۲)

دو آدمیوں میں اصلاح کرنے والا کذاب نہیں ہے۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کل الکذب یکتب علی ابن آدم إلا رجل کذب بین رجلین یصلح بینهما۔ (۳)

اولاد آدم کے نام ہر جھوٹ کا مؤاخذہ لکھا جائے گا سوائے اس جھوٹ کے جو دو آدمیوں کے درمیان اصلاح کرنے کے لیے بولا جائے۔

(۱) الکافی ۲: ۳۴۵۔ باب الھجرۃ

(۲) بحار الانوار ۶۹: ۲۵۳۔ باب ۱۱۴۔ الکذب وروایته وسامعه

(۳) حوالہ جات سابق ص ۲۵۴۔

امام صادقؑ نے فرمایا:

کل کذب مسئول عنه صاحبه یوما إلا کذبا فی ثلاثة: رجل کاید فی حربه فهو موضوع عنه. او رجل اصلح بین اثنین یلقی هذا بغیر ما یلقی به هذا یرید بذلك الا صلاح ما بینهما. اورجل وعد اهله شیئاً و هو لا یرید أن یتم لهم۔ (۱)

جھوٹ بولنے والا ہر جھوٹ کا مسئول ہے، سوائے تین مقامات کے:

i۔ وہ شخص جو جنگوں میں بہانہ کرتا ہے، وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔

ii۔ وہ شخص جو دو آدمیوں میں اصلاح کرنا چاہتا ہے، ایک سے کچھ اور دوسرے سے کچھ اور کہتا ہے اور مقصد صلح کرانا ہوتا ہے۔

iii۔ وہ شخص جو اپنے اہل خانہ سے کسی چیز کا وعدہ کرتا ہے مگر وہ اسے پورا کرنے کا قصد نہیں رکھتا۔

(۱) الکافی ۲: ۳۴۲، باب الکذب

اختتامیہ

حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی وصیت
اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کے نام
دوستوں سے سلوک کے بارے میں

۶۔ دوست سے دشمنی اور دشمن سے دوستی

انسان کے لیے یہ نہایت گراں اور ناقابل تحمل ہے کہ اس کا دوست اس کے دشمن کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے، اس سے ملاقات اور دوستی رکھتا ہے۔ اس سے دکھ ہوتا ہے اور کبھی یہ دکھ عداوت اور کراہت میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ پھر قطع تعلقات اور پھر خدا نہ کرے لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ کیونکہ اپنے دشمن سے دوستی کرتے دیکھ کر انسان کا جذبہ مجروح ہوتا ہے اور دل کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص آپ کے دوست کے ساتھ عداوت و دشمنی کرتا ہے تو اس سے آپ کو اذیت ہوگی اور آپ اس پر سخت برہم ہوں گے۔ کیونکہ جو آپ کے دوست کو برا کہتا ہے، اس نے خود آپ کو برا کہا ہے۔ جو آپ کے دوست سے دشمنی کرتا ہے اس نے آپ سے دشمنی کی ہے۔ کیونکہ آپ اور آپ کا دوست دونوں یک جان دو قالب ہیں۔ اس لیے احباب کی شریعت میں یہ واجب ہے کہ وہ اپنے دوست کے دوستوں سے دوستی کریں، دشمنی نہ کریں اور اپنے دوست کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کریں، دوستی نہ کریں۔

احباب کی زندگی کے اس نہایت اہمیت کے حامل نکتہ کو بھی اہل بیتؑ نے بیان فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو اس سلسلے میں آگاہی اور بصیرت ملے۔

حضرت علیؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا:

لا تتخذن عدو صديقك صديقا فتعادي صديقك. (۱)

اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ، ورنہ اس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

و اذا كنت من إخيك على ثقة فابذل له مالك ويدك، وصاف من صافاه، وعاد من عاداه. (۲)

اگر آپ کو اپنے دوست پر اعتماد ہے تو اس کے ساتھ جانی مالی قربانی دو اور جس سے اسے محبت ہے، آپ بھی اس سے محبت کریں۔ جس سے اس کی دشمنی ہے، آپ بھی اس سے دشمنی کریں۔

نیز آپؑ فرمایا:

اصدقاؤك ثلاثة، و أعداؤك ثلاثة فأصدقاؤك صديقك، و صديق صديقك، و عدو عدوك و أعداؤك: عدوك، وعدو صديقك، وصديق عدوك. (۳)

تین قسم کے تمہارے دوست ہیں اور تین قسم کے دشمن۔ دوست یہ ہیں: تمہارا دوست، تمہارے دوست کا دوست اور تمہارے دشمن کا دشمن اور دشمن یہ ہیں: تمہارا دشمن، تمہارے دوست کا دشمن اور تمہارے دشمن کا دوست۔

(۱) نہج البلاغۃ۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ ص ۶۷۷۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور۔ وصیت نامہ۔

(۲) مصادقة الاخوان ص ۲۹۔ باب اصناف الاخوان۔

(۳) نہج البلاغۃ۔ ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ ص ۸۷۸۔ نصیحت: ۲۹۵۔ طبع امامیہ کتب خانہ۔ لاہور

بعض شاعروں نے بھی اپنے اشعار میں یہ معنی بیان کیے ہیں:

صديق عدوى داخل فى عداوتى

و إنى لمن ود الصديق و دود

میرے دشمن کا دوست خود میرے دشمنوں میں شامل ہے اور جو میرے دوست سے محبت کرتا ہے میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں

دوسرے نے کہا:

تود عدی ثم تزعم انني

صديقك إن الرأى منك لعازب

میرے دشمن سے محبت کرتے ہو پھر گمان کرتے ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں۔ یہ بات نہایت بعید از حقیقت ہے۔

۷۔ شماتت

امام صادقؑ نے فرمایا:

امتحن قلبك فان كنت تودہ فانه يودك.

اپنے دل کو آزماؤ۔ اگر آپ اس سے محبت کرتے ہیں تو وہ بھی آپ سے محبت کرتا ہے۔

(الکافی ۲: ۶۵۲)

یہ زیادتی ہوگی اگر اس شخص کو دوست کہا جائے جو اپنے دوست کے ساتھ شماتت برتتا ہو۔ ایسا شخص دشمن ہے، جس نے دوستی کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے اور وہ ایک کھلے دشمن سے زیادہ مضر ہے۔ کیونکہ ظاہری دشمن سے تو انسان بچا اور دور رہتا ہے، لیکن پوشیدہ دشمن سے بچنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ شخص دوستوں کی طرح ساتھ ساتھ پھر رہا ہوتا ہے اور مخلص و باوفا لوگوں کی طرح میل جول رکھتا ہے، جبکہ اس کا دل کینے سے بھرا ہوتا ہے۔ اگر کینہ و عداوت سے وہ آگاہ ہو جائے تو اس سے دور بھاگے اور اس پر دہشت طاری ہو جائے۔

شاعر کہتا ہے:

ومن نكد الدنيا على الحران يرى

عدواً له ما من صداقته بد

آزادی پسند انسان کے لیے یہ المیہ ہے کہ اپنے دشمن سے دوستی کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔

سچا دوست تو وہ ہے جو اپنے دوست کے لیے ہر وہ چیز پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے اور اپنے دوست کے خلاف کوئی بات اپنے دل میں نہ رکھے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ دوستی کی حدود سے خارج ہے، بلکہ وہ خبیث دشمن ہے۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

علیکم بتقوی اللہ ولا یضمرن احد کم لاخیه أمراً لا یحبه لنفسه فإنه لیس من عبد یضمر لاخیه أمراً لا یحبه لنفسه إلا جعل اللہ سبباً للنفاق فی قلبه۔ (۱)

تم تقویٰ اختیار کرو اور اپنے دوست کے لیے کوئی ایسی بات دل میں پوشیدہ نہ رکھو جو تمہیں پسند نہ ہو۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے دوست کے خلاف کوئی ایسی بات دل میں رکھتا ہے جو خود اسے اپنے لیے پسند نہیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کو اس کے دل میں نفاق کا سبب بنا دے گا۔

شماتت کا مطلب یہ ہے کہ دوست پر جب کوئی مصیبت اور گردش آئے تو کہدے کہ اس کے لیے ایسا ہونا چاہیے تھا اور وہ اس کا سزاوار اور مستحق تھا۔ یہ بات اگر دوست کو پتہ چلے تو کیا نتیجہ سامنے آئے گا؟ کیا محبت و برادری پھر بھی باقی رہے گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا دل غیظ و غضب سے پر ہو جائے گا۔ اس لیے اہل بیتؑ نے اس قسم کے اخلاق سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمیں قلب سلیم کے ساتھ رہنے کی تلقین کی فرمائی ہے۔

چنانچہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

ثلاث خصال تجتلب بهن المحبة: الانصاف فی المعاشرة و المؤاساة فی الشدة و الانطواء علی قلب سلیم۔ (۲)

تین چیزیں محبت جذب کرتی ہیں: معاشرے میں انصاف، سختیوں میں مواسات اور قلب سلیم کے ساتھ رہنا۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تبدی الشماتة لاخیك فیرحمه الله و یصبرها بك.(۳)

اپنے دوست کے لیے شماتت کا اظہار نہ کرو، ہو سکتا ہے خدا اس پر رحم کرے اور یہ (مصیبت) تم پر نازل ہو جائے۔

(۱) مستدرک الوسائل ۹: ۱۳۰۔ باب تحریم الطعن علی المؤمن و اضمار السوء له

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۸۲۔ باب ۱۶۔ ما جمع من جوامع ا-کلم امیر المؤمنین

(۳) الکافی ۲: ۳۶۵۔ باب الشماتة

نیز فرمایا:

من شمت بمصیبة نزلت باخیه لم یخرج من الدنیا حتی یفتتن.(۱)

اپنے دوست پر نازل ہونے والی کسی مصیبت پر شماتت کرے تو وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں اٹھے گا جب تک وہ خود اس میں مبتلا نہ ہو جائے۔

(۱) الکافی ۲: ۳۶۵۔ باب الشماتة

۸۔ اذیت

ایسے بہت سے دوست ہیں جو اپنے احباب کو ہاتھ اور زبان سے اذیت دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص اپنے دوست کے بارے میں سخت جملے کستا اور کاری ضرب لگاتا ہے اور پھر تماشا دیکھتا ہے کہ کس طرح یہ غصہ میں پیچ و تاب کھاتا ہے۔ اسے نہ صرف اس کی پرواہ نہیں ہوتی بلکہ وہ اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے۔

دوسرا شخص اپنے دوست کو خوب زور سے مارتا ہے اور اس کے خلاف احتجاج ہونے پر عذر خواہی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں تو مزاح کر رہا تھا۔

بعض افراد یہ مذاق کرتے ہیں کہ اپنے دوست کی کوئی چیز چھپا لیتے ہیں اور دوست اسے ہر جگہ تلاش کرتا ہے۔ یہ چیز قیمتی بھی ہوتی ہے یا کسی کی امانت ہوتی ہے، اس لیے وہ نہایت پریشانی اور اضطراب کے عالم میں اسے تلاش کرتا رہتا ہے اور اس پر کافی وقت لگا دیتا ہے، لیکن اس کے سنگ دل دوست انتظار کرتے ہیں اور اس پر ہنستے ہیں۔ جب یہ لوگ لطف اندوز ہو چکتے ہیں تو اس گمشدہ چیز کو پیش کرتے ہیں اور وہ اس افسوس کے ساتھ اس چیز کو لیتا ہے کہ ایسے دوستوں کے ساتھ مبتلا ہو گیا ہوں اور اگر اس عمل کے خلاف کوئی بات کہے تو کہتے ہیں: ہم نے تو صرف مذاق کیا تھا۔

ہمارے معاصر زمانے میں اس طرح کے دوست بہت زیادہ اور انصاف پسند بہت کم ملتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

قلیل من الاخوان من ینصف۔ (۱)

انصاف کرنے والے دوست بہت کم ہیں۔

(۱) غرر الحکم ص ۲۱۹، جملة من علائم شر الاخوان

چونکہ لوگ اسلامی تعلیمات سے دور ہو گئے ہیں، اس لیے سچے دوست اور

مخلص احباب نہیں ملتے ۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔ (۱)

اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ اللہ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

المسلم من سلم الناس من یدہ ولسانہ۔ (۲)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

من أمنت من أذیتہ فارغب فی اخوتہ۔ (۳)

جس کی اذیت سے مامون ہو، اسے دوست بناؤ۔

اس قسم کے برے نتائج میں مبتلا ہونے سے بچنے کے لیے اہل بیت اطہارؑ نے ہمیں دوستوں کو اذیت دینے سے منع فرمایا ہے اور اسے اخوت و دوستی اور احباب کی ہتک حرمت شمار کیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے:

من روی عن أخیہ المؤمن روایۃ یرید بہا ھدم مروتہ وثلبہ اوبقہ اللہ بخطیئتہ حتی یأتی بمخرج مما قال ولن یأتی بالمخرج منہ أبداً۔ (۴)

جو اپنے برادر مؤمن سے ایسی بات نقل کرے جس سے اس کی بے عزتی کرنا مقصود ہو تو اللہ خود اس کے گناہ کی وجہ سے اسے ہلاکت میں ڈالے گا تاانکہ جو بات اس نے کہی ہے اس سے نکلنے کا کوئی چارہ مل جائے اور یہ راستہ اسے کبھی نہیں مل سکے گا۔

(۱) بقرہ: ۱۹۰ (۲) عوالی اللآلی ۱: ۲۸۰۔ الفصل العاشر فی احادیث تتضمن شیئا۔

(۳) بحار الانوار ۷۱: ۱۶۶۔ باب ۱۰۔ حسن المعاشرۃ وحسن الصحبۃ ......

(۴) بحار الانوار ۷۵: ۲۸۶، باب ۲۲ مواعظ الصادق جعفر بن محمدؑ

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

من حفر بائرًا لاخیه وقع فیها۔ (۱)

جو اپنے دوست کے لیے گڑھا کھودتا ہے، وہ خود اس میں گرتا ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لا تحفر لاخیك حفرة فتقع فیها فانك كما تدین تدان۔ (۲)

اپنے بھائی کے لیے گڑھا مت کھودو، ورنہ تم خود اس میں گر جاؤ گے، کیونکہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

إذا قال الرجل لاخیه "أف" انقطع ما بینهما من الولایة۔ وإذا قال :أنت عدوی كفر أحدهما فاذا اتهمه انماث الایمان فیقلبه كما ینماث الملح فی الماء۔ (۳)

اگر کوئی شخص اپنے دوست سے اف کرے تو آپس میں ان کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کہہ دے کہ تو میرا دشمن ہے تو ان میں سے ایک کافر ہوگا (۴) اور اگر اس پر تہمت لگائے تو اس کے دل سے ایمان اس طرح نکل جائے گا جیسے پانی میں نمک حل ہو جاتا ہے۔

(۱) تحف العقول ص ۸۸۔ وصیته لابنه الحسنؑ

(۲) الامالی للصدوق ص ۴۲۰۔ المجلس الخامس والستون۔۔۔۔۔

(۳) الکافی ۲: ۱۸۰۔ باب حق المؤمن علی اخیه واداء حقه۔۔۔

(۴) کیونکہ مؤمن مؤمن کا دشمن نہیں ہو سکتا۔

دوست کو اذیت دینا چونکہ اسلام کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہے، اس لیے جو شخص اپنے دوست کو اذیت دیتا ہے، اس کا سچ بھی جھوٹ شمار کیا جائے گا اور جو اپنے دوست کو فائدہ پہنچاتا ہے، اس کا جھوٹ بھی سچ شمار کیا جاتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان الرجل ليصدق على أخيه فيناله من صدقه على أخيه عنت فيكون كاذباً عند الله وان الرجل ليكذب على أخيه يريد به منفعته فيكون عند الله صادقا. (۱)

جو شخص اپنے دوست کے بارے میں سچ کہتا ہے، لیکن اس سچ کی وجہ سے دوست کو کافی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے تو اللہ کے نزدیک یہ کاذب شمار ہو گا اور جو اپنے دوست کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے اور وہ اس سے اسے فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو اللہ کے نزدیک یہ سچا شمار ہو گا۔

اسی طرح پورا حساب طلب کرنا بھی دوست کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔

جیسا کہ بعض اصحاب سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

مابال اخيك يشكوك؟

تیرا دوست تجھ سے کیوں شاکی ہے؟

اس نے عرض کیا: میں نے اس سے پورا حساب مانگا ہے۔ یہ سن کر امامؑ غضبناک ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

كأنك اذا استقصيت عليه حقك لم تسيء أرأيتك ما ذكره الله في القرآن يَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ أخافوا ان يجور الله جل ثناؤه عليهم؛ لا والله ما خافوا ذلك وانما خافوا الاستقصاء فسماه الله سوء الحساب. (۲)

تیرے خیال میں پورا حساب طلب کرتے وقت تم نے کوئی برائی نہیں کی؟ کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے، ایک قوم ہے جو سوء الحساب (برے حساب) سے خوف کھاتی ہے۔ کیا یہ قوم اللہ کے ظلم سے خائف تھی؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ (پورے حساب سے) خائف تھی جسے برا حساب کہا گیا ہے۔ لہٰذا جس نے پورا حساب مانگا، اس نے برا کیا۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۲۱۰. الفصل التاسع فی صحبۃ الخلق......

(۲) مستدرک الوسائل ۱۳: ۴۰۵. باب انہ یکرہ لمن یتقاضی الدین المبالغۃ...

جی ہاں! اہل بیت اطہار کا حکم ہے کہ احباب کی زندگی انصاف، احسان اور رحم کی بنیادوں پر استوار ہو۔ کوئی کسی کے ساتھ برا سلوک کرے اور نہ حسد

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

تحتاج الاخوۃ فیما بینهم إلی ثلاثه أشیاء فان استعملوها والا تباینوا و تباغضوا وهی التناصف، و التراحم ونفی الحسد.(۱)

آپس میں دوستی کے لیے تین چیزیں ضروری ہیں، ان سے فائدہ اٹھایا تو درست ورنہ جدائی اور پھر آپس میں دشمنی ہو گی۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں: انصاف، ایک دوسرے پر رحم اور حسد سے پرہیز۔

(۱) تحف العقول ص ۳۲۲. ومن کلامہ ﷺ سماہ بعض الشیعۃ....

۹۔ انانیت

یہ ایک ناپاک صفت ہے۔ تمام انسان اس صفت سے نفرت کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی انسان اس ناپاک صفت سے مبرا ہو۔ انانیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خود کو اہمیت دے، لیکن دوسروں کو اہمیت نہ دے اور صرف ذاتی مفاد اور مصلحت کو اعلیٰ مقصد قرار دے۔

اسلام نے انانیت کے خلاف علم جہاد بلند کیا ہے۔ اسلام کی تمام تعلیمات عمومی مصلحتوں اور ایک دوسرے سے مربوط مفادات پر استوار ہیں۔ ان تعلیمات کا کلیہ اس اساس پر قائم ہے جس کا اعلان رسالتماب ﷺ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیه المؤمن ما یحب لنفسه۔(۱)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مؤمن بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(۱) منیة المرید ص ۱۹۰۔ الثالث ان یحب لهم ما یحب لنفسه....

انانیت سے متصف انسان کے ساتھ رہنا اور اس کے ساتھ زندگی گزارنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھی کے حق میں وہ کچھ نہیں سوچتا جو اپنے لیے سوچتا ہے، نہ اپنے ساتھی کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لیے پسند ہے اور نہ اپنے ساتھی کے لیے اس چیز کو ناپسند کرتا ہے جو اپنے لیے ناپسند ہے۔ ایسے لوگوں سے تعلقات منقطع کرنا بہتر ہے۔ رسالتماب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لاخیر فی صحبة من لا یری لك مثل الذی یری

لنفسه.(۱)

ایسے شخص کی صحبت میں کوئی خیر نہیں، جو تیرے لیے بھی وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔

اہل بیتؑ کے نزدیک احباب ایک جان کی مانند ہوتے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کے مفاد کے لیے کوشش کرتا ہے، جیسا کہ خود اپنے ذاتی مفاد کے لیے کرتا ہے اور اپنے دوست کے فائدے کے لیے اسی طرح حریص ہوتا ہے جیسے خود اپنے فائدے کے لیے ہوتا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ دوست کو اپنی ذات پر ترجیح دینے اور اس کے مفاد کو اپنے مفادات پر مقدم سمجھنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ احباب میں قلبی امتزاج اور روحانی قربت پیدا ہو جائے۔ ان اعلیٰ قدروں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

دوستوں میں امتزاج اور قربت کی بہترین مثال حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پیش فرماتے ہیں۔ آپؑ نے ایک شخص سے فرمایا:

هل يدخل أحدكم يده في كم أخيه أو كيسه فيأخذ منه ما يريد بغير اذنه؟

کیا تم میں سے کوئی اپنے دوست کی جیب یا تھیلے سے اس کی اجازت کے بغیر اپنی ضرورت کے مطابق اٹھا لیتا ہے؟

عرض کیا! نہیں، ایسا نہیں ہوتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

لستم باخوان؟

کیا تم احباب نہیں ہو؟

حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا گیا کہ دوست پر مومن کا کم سے کم کیا حق ہے؟ آپؑ نے فرمایا:

ان لا يستأثر عليه بما احوج اليه منه.(۲)

جس چیز کی دوست کو زیادہ ضرورت ہو، اس کے لیے اپنی ذات کو ترجیح نہ دینا۔

(۱) تحف العقول ص۳۶۸۔ وروی عنه علیه السلام فی قصار هذه المعانی....

(۲) مشکاۃ الانوار ص۸۳۔ الفصل الرابع فی منزلة الشیعة......

اس سلسلے کا ایک عجیب واقعہ ہے:

ابوسلیمان الدرانی کہتے ہیں: میرا ایک دوست عراق میں تھا۔ میں بوقت ضرورت اس کے پاس جاتا اور کہتا کہ مجھے کچھ دو۔ وہ تھیلی میری طرف بڑھا دیتا اور میں بقدر ضرورت پیسہ اٹھا لیتا۔ ایک دن میں جب اس کے پاس گیا اور اپنی ضرورت کا ذکر کیا تو اس نے پوچھا: کتنا چاہیے: یہ جملہ سن کر دوستی کی شیرینی میرے دل سے نکل گئی۔

۱۰۔ نسیان دوست

اپنے دوست کے ساتھ بڑی ناانصافی اسے فراموش کر دینا ہے۔ اسے فراموش کرنا دلیل ہے کہ آپ کے درمیان رشتہ دوستی مضبوط نہ تھا۔ کیونکہ اگر دوستی مضبوط، برادری مستحکم اور محبت راسخ ہو تو دوست کی شکل وصورت ہمیشہ آپ کے دل میں نقش رہے گی۔ آپ جہاں کہیں بھی ہوں اور زمانہ کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہو، دوست کا وجود ہمیشہ آپ کی آنکھوں کے سامنے رہے گا۔

اس لیے مفکرین نے دوست کو فراموش کر دینے کو ناانصافی اور بے وفائی میں شمار کیا ہے۔ ناانصافی، دوستی ختم کرنے کے عوامل میں سے ایک ہے۔ اس لیے ائمہ اہل بیتؑ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ دوست آپس میں یہ عہد کریں کہ ایک دوسرے کو نہیں بھولیں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

احق من ذکرت من اخوتك من لا ینساك و أحق من عنیت به من نفعه لك و ضرره علی عدوك، و أحق من صبرت علیه، من لا بد لك منه۔ (۱)

اپنے دوستوں میں سے جنہیں تو یاد رکھتا ہے، اس کا ان میں سے سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جو تجھے نہیں بھولتا اور جن دوستوں کو تو قابل توجہ سمجھتا ہے، ان میں سے اس کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کا وجود تیرے لیے فائدہ مند اور تیرے دشمن کے لیے ضرر رساں ہے اور سب سے زیادہ اس دوست کو تحمل کرو جس کی تمہیں ضرورت ہے۔

(۱) مصادقة الاخوان ص ۵۸۔ کب باب العنایة بالاخوان۔

احباب کو ذہن میں یاد نہ رکھنا دوستی ختم ہونے کے عوامل میں سے ہے اور اس سے محبت و الفت ختم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

ترك التعاهد للصديق داعية القطيعة۔ (۱)

دوست کو یاد نہ کرنا قطع تعلق کا سبب بنتا ہے۔

آپؑ سے پوچھا گیا: مروت کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا:

اطعام الطعام و تعاهد الاخوان و كف الاذى عن الجيران۔ (۲)

کھانا کھلانا، دوستوں کو یاد رکھنا اور ہمسایہ کو اذیت نہ دینا۔

(۱) بحار الانوار ۷۷: ۲۲۲۔ مواعظ امیر المؤمنین ....

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۵۰۔ باب ۱۶۔ ما جمع من جوامع کلم امیر المؤمنین

۱۱۔ احباب میں امتیاز

سب انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر اور اولاد آدمؑ ہیں اور آدمؑ خاک سے ہیں۔

لیکن خدا داد صلاحیتوں، صفات اور استعداد کے اعتبار سے انسان کے مختلف طبقات سامنے آتے ہیں۔ علماء، مفکرین اور متقین کا طبقہ بالاترین ہے۔ جہلاء اور فاسقین کا طبقہ پست ترین ہے اور ان دونوں کے درمیان متعدد طبقات موجود ہیں۔

ارشاد الٰہی ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔(۱)

اور وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے، ان کے درجات کو اللہ بلند فرمائے گا۔

نیز ارشاد ہوتا ہے:

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۔(۲)

دیکھ لیجئے! ہم نے کس طرح ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور آخرت تو درجات کے اعتبار سے زیادہ بڑی اور فضیلت کے اعتبار سے بھی زیادہ بڑی ہے۔

۳۶۹

(۱) ۵۸ مجادلہ: ۱۱ (۲) ۱۷ بنی اسرائیل: ۲۱

نیز فرمایا:

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ۔(۱)

یا اہل تقویٰ کو بدکاروں کی طرح قرار دیں؟

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ. (۲)

کہہ دیجیے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہو سکتے ہیں

انسان کی کیا ذمہ داری ہے؟ کیا وہ تمام احباب کو ایک ہی ترازو میں تولے یا ان کے درمیان فرق کا قائل ہو؟ اگر ان سب کو برابر سمجھے تو بلند رتبہ انسان کی حق تلفی ہوگی یا نا اہلوں کو مقام ملے گا اور اگر فرق کا قائل ہو تو دل میں کدورتیں پیدا ہو جائیں گی، لہذا اس کا کامیاب حل کیا ہے؟

صائب نظریہ یہ ہے کہ قلبی محبت میں فرق کا قائل ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ دوست کے اوصاف وخصوصیات کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ اسی طرح ان میں تعظیم، اکرام اور قدرشناسی کے اعتبار سے بھی امتیاز ہونا چاہیے اور ہر ایک کو اس کے مقام کے مطابق احترام ملنا چاہیے۔

البتہ محبت اور دوستی کے دیگر آثار میں سب کو یکساں رکھنا چاہیے۔ مثلاً خصوصی توجہ دینے، خوش آمدید کہنے اور ان کا کلام توجہ سے سننے میں یکساں طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ یہ اس صورت میں ہے، اگر مختلف الدرجات احباب ایک جگہ جمع ہوں۔ اگر جدا ملاقات کریں تو ہر ایک کو اپنا اپنا حق دیا جائے اور کسی کے ساتھ کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ اس دقیق مطلب کی طرف حضرت امام جعفر صادقؑ اشارہ فرماتے ہیں:

اذا كان ثلاثة من المؤمنين فلا يتناجى منهم اثنان دون صاحبهما فان ذلك مما يحزنه ويؤذيه. (۳)

اگر تین مؤمنین ہوں تو ان میں سے ایک کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں، ورنہ وہ محسوس کرے گا اور اسے اذیت ہوگی۔

(۱) ۳۸ص:۲۸ (۲) ۳۹زمر:۹ (۳) مستدرک الوسائل ۸: ۳۹۹ باب انہ اذا اجتمع ثلاثة کرہ.....

اقسام دوست

اہل بیتؑ کی طرف سے وارد شدہ احادیث میں دوستوں کی مختلف اقسام کے واضح اشارے ملتے ہیں، جن میں ہر ایک کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔

انسانی زندگی میں مختلف احباب سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے، دل خوش ہوتا ہے اور آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے صرف دکھ ملتا ہے۔ بظاہر دوست نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں دشمن ہوتے ہیں۔ دل میں کینہ رکھتے اور ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔ ایسے لوگوں کے چنگل میں پھنسنا کھلے دشمنوں سے بدتر ثابت ہوتا ہے۔

دوستوں کی اقسام کے بارے میں مولا امیرالمؤمنینؑ کا فرمان ہے:

الاخوان صنفان : اخوان الثقة . و اخوان المکاشرة. فاما اخوان الثقة فهم كالكف و الجناح و الاهل و المال. فاذا كنت من أخيك على ثقة فابذل له مالك و يدك وصاف من صافاه وعاد من عاداه، و اكتم سره و عنه و أظهر منه الحسن و اعلم أيها السائل أنهم اعز الكبريت الاحمر . و أما اخوان المكاشرة فانك تصب منهم لذتك. و لا تقطعن ذلك منهم، و لا تطلبن ماوراء ذلك من ضميرهم . و ابذل لهم ما بذلوا لك من طلاقة الوجه، وحلاوة اللسان. (۱)

احباب کی دو اقسام ہیں:

i۔ قابل اعتماد احباب

ii۔ خندہ پیشانی کے احباب

قابل اعتماد احباب بال و پر، دولت اور گھر والوں کی مانند ہیں۔ اگر آپ کا دوست قابل اعتماد ہے تو اس کی جان و مال سے مدد کرو۔ اس سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھو۔ اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ اس کے اسرار کو پوشیدہ رکھو، اس کی ہر طرح مدد کرو اور اس سے نیکی کا اظہار کرو۔ اے سائل! اس قسم کے احباب کبریت احمر سے زیادہ نایاب ہیں۔

خندہ پیشانی کے احباب: ان سے تجھے لذت حاصل ہو گی اور یہ سلسلہ منقطع نہ ہونے دو۔ ان کے ضمیر سے اس سے زیادہ کی توقع نہ رکھو اور وہ جس طرح تمہارے ساتھ بشاش چہرے اور شیریں زبان کے ساتھ پیش آتے ہیں تم بھی اسی طرح کرو۔

(۱) وسائل الشیعة ۱۲: ۱۳. باب کیفیة المعاشرة مع اصناف الاخوان

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا:

الاخوان أربعة: فأخ لك و له و أخ لك، و أخ عليك، وأخ لالك ولا له۔

احباب چار اقسام کے ہوتے ہیں: ایک قسم وہ ہے جو آپ دونوں کے حق میں ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو صرف آپ کے حق میں ہے۔ تیسری قسم آپ کے خلاف ہے۔ چوتھی قسم آپ دونوں کے حق میں نہیں ہے۔

جب اس کی وضاحت پوچھی گئی تو آپؑ نے فرمایا:

الاخ الذی هو لك و له: فهو الاخ الذی يطلب باخائه

بقاء الاخاء، ولا یطلب بأخائه موت الاخاء فهذا لك و له۔ لانه إذا تم الاخاء طابت حیاتهما جمیعاً۔ و إذا دخل لا الاخاء فی حال التناقض بطلا جمیعاً۔ و الاخ الذی هو لك: فهو الاخ الذی قد خرج بنفسه عن حال الطمع الی حال الرغبة فلم یطمع فی الدنیا إذا رغب فی الاخاء فهذا موفر علیك بكلیته۔ و الاخ الذی هو علیك: فهو الاخ الذی یتربص بك الدوائر و یفشی السرائر، و یكذب علیك بین العشائر۔ و ینظر فی وجهك نظر الحاسد فعلیه لعنة الواحد۔ و الاخ الذی لا لك و لا له: فهو الذی قد ملأه الله حمقاً فأبعده الله سحقاً فتراه یؤثر نفسه علیك، و یطلب شحاً مالدیك۔

(۱)

ایسا دوست جو آپ دونوں کے حق میں ہے، وہ ہے جس کی دوستی سے دوستی کی بقا مطلوب ہو، دوستی کا خاتمہ مقصود نہ ہو۔ یہ آپ دونوں کے حق میں ہے۔ کیونکہ جب دوستی مکمل ہو گی تو دونوں کی زندگی پرکیف اور مسرور ہو گی اور اگر دوستی تضادات کا شکار ہو جائے تو دونوں کی دوستی ختم ہو جائے گی۔ ایسا دوست جو صرف تیرے حق میں ہے، وہ ہے جو بغیر کسی لالچ کے تیری طرف راغب ہو۔ لہذا اسے جب دوستی میں رغبت ہو گی تو وہ دنیا کی طمع نہیں کرے گا۔ اس کا پورا وجود تیرے حق میں ہوگا۔ ایسا دوست جو تیرے خلاف ہے، وہ جو تیرے خلاف موقع کی تاک میں رہتا ہے، رازوں کو

فاش کرتا ہے، لوگوں میں تجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور تیری طرف حاسدانہ نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ ایسے دوست پر خدائے واحد کی لعنت ہو۔ ایسا دوست جو نہ تیرے حق میں ہے اور نہ اس کے اپنے حق میں، وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حماقت سے پر اور درگاہ سے دور رکھا ہے وہ اپنی ذات کو آپ پر ترجیح دے گا اور جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ ظلم سے ہتھیا لینا چاہے گا۔

(۱) مستدرک الوسائل ۹: ۱۵۳، باب نوادر ما یتعلق بابواب احکام.....

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

الاخوان ثلاثة: فواحد کالغذاء الذی یحتاج الیه کل وقت فهو العاقل و الثانی: فی معنی الداء و هو الاحمق. و الثالث: فی معنی الدواء و هو اللبیب. (۱)

احباب کی تین اقسام ہیں:

ایک وہ ہے جس کی ضرورت غذا کی طرح ہر وقت پیش آتی ہے۔ وہ عاقل دوست ہے۔

دوسری وہ ہے جو بیماری کی طرح ہے۔ وہ احمق دوست ہے۔

تیسری وہ ہے جو دوائی کی طرح ہے۔ وہ سمجھدار دوست ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

الاخوان ثلاثة: مواس بنفسه و آخر مواس بماله و هما الصادقان فی الاخاء، و آخر یأخذ منك البلغة و یریدك لبعض اللذة فلا تعده من أهل الثقة. (۲)

احباب تین قسم کے ہوتے ہیں:

i۔ وہ جو اپنی ذات کے ساتھ آپ کی معاونت کرتے ہیں

ii۔ وہ جو آپ کے ساتھ مالی تعاون کرتے ہے۔

iii۔ وہ جو آپ سے مفاد حاصل کرتے ہیں اور چند لذتوں کے لیے آپ کو چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو قابل اعتماد شمار نہ کرو۔

(۱) تحف العقول ص ۲۲۲. ومن کلامه علیه السلام لبعض الشیعة.... (۲) حواله جات سابق.

آزمائش دوست

ہر شخص کے احباب ہوتے ہیں، جن سے وہ مانوس ہوتا ہے۔ سختیوں میں ان کی پناہ میں رہتا ہے۔ گردش ایام میں ان سے مدد لیتا ہے۔ اپنے اسرار، اخبار اور افکار ان کے سپرد کرتا ہے۔

لیکن اگر کسی کو اپنے احباب کی صداقت اور خلوص پر شک ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ کیا صرف شک کی بنیاد پر ان سے تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں اور احباب سے جدائی کا نتیجہ بھگتنا چاہیے؟ ظاہر ہے یہ درست نہیں ہے۔ تو کیا پھر آنکھیں بند کر کے ان پر اعتماد کرنا چاہیے؟ ظاہر ہے یہ بھی خلاف عقل ہے۔ پھر احباب کو آزمانے کا کیا طریقہ ہے، جس سے ان کی حقیقت کا انکشاف اور صحیح و غلط معلوم ہو جائے، خبیث و طاہر میں تمیز ہو سکے اور صادق و کاذب کا پتہ چل جائے۔

جی ہاں! اہل بیتؑ نے ایسے اصول بیان فرمائے ہیں جن سے ہم احباب کی آزمائش کر سکتے ہیں۔ ہم ان رہنما اصولوں کی ایک فہرست آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ ان پر غور فرمائیے، فکر سے کام لیجیے اور انہیں ہر اس دوست پر آزمایئے جس کی صداقت پر آپ کو شک ہے، تا کہ بہترین نتیجہ آپ کے سامنے آئے اور اچھے ثمرات آپ چن سکیں۔ کیونکہ یہ درست نہیں ہے کہ اپنے رفیق پر آزمائش اور اس کی حقیقت سے واقف ہونے سے پہلے اعتماد کیا جائے۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرماتے ہیں:

یا بنی لا تواخ احدا حتی تعرف موارده و مصادره(۱)

اے میرے فرزند! کسی آدمی سے دوستی نہ کرو جب تک آپ اس کی آمدن و خرچ سے آگاہ نہ ہوں۔

(۱) بحار الانوار ۷۸: ۱۰۵، باب ۱۹۔ مواعظ الحسن بن علیؑ

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تثق بالصدیق قبل الخبرۃ۔ (۱)

آزمائش سے پہلے دوست پر بھروسہ نہ کرو۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

لا ترغبن فی مودۃ من لم تکشفہ (۲)

ایسے دوست کی محبت میں رغبت نہ کرو جس کی حقیقت کا ابھی انکشاف نہ ہوا ہو۔

نیز آپؑ نے فرمایا:

من قلب الاخوان عرف جواھر الرجال۔ (۳)

جو احباب کو آزماتا ہے اسے مردوں کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔

اب آپ آزمائش کے طریقوں کی طرف توجہ فرمائیں:

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صدق المحبۃ فی ثلاثۃ: یختار کلام حبیبہ علی کلام غیرہ۔ و یختار مجالسۃ حبیبہ علی مجالسۃ غیرہ۔ و یختار رضا حبیبہ علی رضا غیرہ۔

محبت کی سچائی تین طریقوں سے معلوم ہوتی ہے:

i۔ دوسروں کے کلام پر دوست کے کلام کو،

ii۔ دوست کی ہمنشینی کو دوسروں کے ساتھ بیٹھنے پر

اور

iii۔ دوست کی خوشنودی کو دوسروں کی خوشنودی پر ترجیح دی جائے۔

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

اعرف المودة لك فی قلب اخیك بماله فی قلبك۔ (۴)
آپ کا دوست آپ سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کا اندازہ اس سے لگاؤ کہ آپ کے دل میں اس کی کتنی محبت ہے۔

(۱) غرر الحکم ص ۴۱۶۔ من اتخذہ بالاختبار۔
(۲) حوالہ جات سابق ص ۴۱۸۔ لا تعدن صدیق من...
(۳) اعلام الدین ص ۱۴۸۔ فصل من کلام امیر المؤمنین ؑ فی الاخوان.....
(۴) کشف الغمۃ ۲: ۱۱۹۔ و اما مناقبہ الحمیدہ و صفاتہ جمیلۃ۔

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
انظر قلبك فان انکر صاحبك فان احد کما قد احدث شیئاً۔ (۱)
اپنے دل کو جانچ لو۔ اگر یہ آپ کے ساتھی کو برا تصور کرنے لگا ہے تو سمجھ لو کہ تم دونوں میں سے ایک سے کوئی حرکت سرزد ہوئی ہے۔
۴۔ نیز آپؑ نے فرمایا:
ثلاثۃ لا تعرف الا فی ثلاثۃ مواطن۔ لا یعرف الحلیم الا عند الغضب، ولا شجاع الّا عند الحرب، ولا اخ الا عند الحاجۃ۔ (۲)
تین چیزوں کا پتہ تین موقعوں پر چلتا ہے: حلیم کا پتہ غصہ کے وقت، شجاع کا پتہ جنگ کے وقت اور دوست کا پتہ ضرورت کے وقت۔
۵۔ نیز آپؑ نے فرمایا:
یمتحن الصدیق بثلاث خصال فان کان مؤاتیا فیھا فھو الصدیق المصافی والا کان صدیق رخاء لا صدیق شدۃ۔ تبتغی منہ مالا، او تامنہ علی مال، او تشارکہ فی

مکروہ۔(۳)

دوست کی آزمائش تین مواقع پر ہوتی ہے۔ ان میں اگر وہ کامیاب رہا تو سچا دوست ہے۔ (ورنہ موقع پرست ہے جو خوشحالی کے وقت دوستی کرتا ہے، سختی کے وقت نہیں):

i۔ جب آپ اس سے کسی مال کی خواہش کریں۔

ii۔ اسے کسی مال پر امین بنائیں۔

یا

iii۔ کسی مصیبت میں شریک کریں۔

(۱) مشکاۃ الانوار ص ۱۰۵۔ الفصل السابع فی ذکر ما یجب من حق المؤمن....

(۲) تحف العقول ص ۳۱۵۔ ومن کلامه سماه بعض الشیعة نثر الدرر.

(۳) حوالہ جات سابق ص ۳۱۹۔

۶۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

اذا اردت ان تعلم صحة ما عند اخیك فاغضبه فان ثبت لك علی المودة فهو اخوك والا فلا۔(۱)

اگر آپ اپنے دوست کی صداقت کا پتہ لگانا چاہتے ہیں تو اسے ناراض کریں، اگر وہ پھر بھی محبت پر قائم رہے تو وہ آپ کا دوست ہے، ورنہ نہیں۔

۷۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تعتد بمودة اخیك حتی تغضبه ثلاث مرات۔(۲)

اپنے دوست کی محبت پر اس وقت تک بھروسہ نہ کریں جب تک اسے تین مرتبہ ناراض نہ کر لیں۔

۸۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

من غضب علیك من اخوانك ثلاث مرات فلم یقل فیك مکروھا فاعدّہ لنفسك۔ (۳)

آپ کے احباب میں سے جو تین مرتبہ آپ سے ناراض ہو اور پھر بھی آپ کی برائی نہ کرے، ایسے دوست کو اپنے لیے محفوظ رکھو

۹۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

لا تسم الرجل صدیقا وسمه معرفة حتی تخبره بثلاث خصال: حتی تغضبه فتنظر غضبه یخرجه من حق الی باطل وتسافر معه وتخبره بالدینار والدرھم۔ (۴)

کسی شخص کو شناسا کہو، مگر دوست اس وقت تک نہ کہو جب تک تین خصلتوں میں اسے آزما نہ لو: اسے ناراض کر کے دیکھو کہ غصہ اسے باطل کی طرف لے جاتا ہے؟ اس کے ساتھ سفر کرو اور دینار و درھم سے اسے آزماؤ۔

(۱) حوالہ جات سابق ص۲۰۵۔ (۲) حوالہ جات سابق ص۲۵۷۔

(۳) حوالہ جات سابق ص۲۱۸ (۴) مصادقة الاخوان ص۲۔ لب بھلب اختبار الاخوان

۱۰۔ امام صادقؑ نے فرمایا:

امتحن اخاك عند نعمة تجددلك او نائبة۔

اپنے دوست کو اس وقت آزماؤ جب تمہیں نئی نعمت مل جائے یا تم کسی حادثے کا شکار ہو جاؤ۔

۱۱۔ نیز آپؑ نے فرمایا:

اختبروا اخوانکم بخصلتین فاذا کانتا فیھم والاّ فاعزب ثم اعزب: المحافظة علی الصلوات فی مواقیتھا والبر فی الاخوان فی الیسر والعسر۔ (۱)

اپنے احباب کو دو خصلتوں میں آزماؤ۔ اگر یہ دونوں ان میں ہیں تو درست ورنہ ان سے دوری اختیار کرو، پھر دوری اختیار کرو:

i۔ بروقت نمازوں کی پابندی۔

ii۔ تنگی وخوشحالی دونوں صورتوں میں دوست پر احسان۔

۱۲۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا:

لا یعرف الناس الا بالاختیار فاختبر اهلك و ولدك فی غیبتك، و صدیقك فی مصیبتك، و ذا القرابة عند فاقتك، وذا التوددو الملق عند عطلتك، لتعلم بذلك منزلتك عندهم۔ (۲)

لوگ صرف آزمائش سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ اپنے گھر کے افراد اور اولاد کو اپنی عدم موجودگی اور غیبت میں آزماؤ، دوست کو مصیبت کے وقت، رشتہ داروں کو فقر و فاقہ کے وقت اور محبت کا دم بھرنے اور چاپلوسی کرنے والوں کو بیکاری کے وقت۔ اس سے پتہ چلے گا کہ تمہارا ان کے نزدیک کیا مقام ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۶۴۲. باب نادر...

(۲) بحار الانوار ۷۵: ۱۰. تتمہ باب ۱۵. مواعظ امیر المؤمنینؑ

امام صادقؑ سے ایک شخص نے سوال کیا: کوئی شخص مجھ سے کہتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، تو میں کس طرح جان سکتا ہوں کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے یا نہیں؟

۱۳۔ آپؑ نے فرمایا

امتحن قلبك فان كنت تودہ فانہ یودك (۱)

اپنے دل کو آزماؤ۔ اگر آپ اس سے محبت کرتے ہیں تو وہ بھی آپ

سے محبت کرتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے سوال کیا: لوگوں میں سے ایک شخص مجھ سے ملتا ہے اور اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ سچ کہتا ہے۔

۱۴۔ آپؑ نے فرمایا:

امتحن قلبك فان كان يحبه فاحلف والا فلا۔ (۲)

اپنے دل کو آزماؤ۔ اگر دل اس شخص سے محبت کرتا ہے تو قسم کھاؤ، ورنہ نہیں۔

۱۵۔ امام محمد تقیؑ نے فرمایا:

من علامة المحبة كثرة الموافقة وقلة المخالفة۔

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ آپ سے اتفاق زیادہ اور اختلاف کم کرے۔

۱۶۔ حضرت امام علی نقیؑ نے فرمایا:

لا تطلب الصفاء ممن كدرت عليه، و لا الوفاء ممن غدرت به، و لا النصح ممن صرفت سوء ظنك اليه فانما قلب غيرك لك كقلبك۔ (۳)

اس شخص سے خالص محبت کی توقع نہ رکھو جس کے لیے آپ کے دل میں کدورت ہو۔ اس شخص سے وفاداری کی توقع نہ رکھو جس سے آپ نے بے وفائی کی ہو اور جس شخص سے آپ نے بدگمانی کی ہے، اس سے حسن نصیحت کی توقع نہ رکھو۔ کیونکہ دوسروں کا دل بھی آپ کے دل کی طرح ہی ہے۔

(۱) الکافی ۲: ۶۵۲۔ باب نادر....

(۲) مشكاة الانوار ص ۱۲۲. الفصل خامس في المحبة و الشوق

(۳) اعلام الدين ص ۳۱۲. من كلام امام ابي الحسن علي بن محمد بن الرضا عليه السلام

حب و بغض میں اعتدال

اس بحث کے اختتام سے قبل ایک نہایت اہم مسئلے کی اشارہ کرنا ضروری ہے جس کی تعلیم اہل بیتؑ نے دی ہے۔ اسے ہر انسان کو دینی و اجتماعی زندگی میں نصب العین قرار دینا چاہیے اور وہ ہے: محبت اور بغض میں اعتدال رکھنا اور ان دونوں میں حد سے تجاوز نہ کرنا۔

اگر آپ کسی سے محبت کرتے ہیں تو اس سے مبالغہ نہ کریں کہ جو کچھ آپ کے ذہن میں ہے وہ سب اس کے سامنے کھول کر رکھ دیں، کیونکہ ممکن ہے مستقبل میں یہی شخص آپ کا دشمن بن جائے۔

اور اگر کسی سے دشمنی و بغض رکھتے ہیں تو بھی ایک حد تک ہو۔ اسے زیادہ اذیت نہ دیں اور نہ زیادہ عداوت کریں۔ ممکن ہے مستقبل میں وہ آپ کا جگری دوست بن جائے اور یہ معاشرہ شاہد ہے کہ کتنے ہی دوست دشمن اور کتنے ہی دشمن دوست بن گئے۔

اس باریکی کی طرف حضرت امیر المؤمنینؑ رہنمائی فرماتے ہیں:

احبب حبيبك هونا ما. عسى ان يكون بغيضك يوما ما و ابغض بغيضك هونا ما عسى ان يكون حبيبك يوما ما.

اپنے دوست سے بس ایک حد تک محبت کرو، کیونکہ شاید کسی دن وہ تمہارا دشمن ہو جائے اور دشمن کی دشمنی بس ایک حد میں رکھو، ہو سکتا ہے کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔ (۱)

(۱) نہج البلاغہ۔ ترجمہ مفتی جعفر حسین۔ نصیحت: ۲۶۸۔ ص ۸۵۹۔ طبع امامیہ کتب خانہ لاہور۔

اختتامیہ

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی اس کتاب کے اختتام پر اس وصیت کا ذکر کریں جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمائی۔

یہ وصیت ایک عظیم دستور اور اخلاقی قانون ہے، جس میں مثالی دوستی کی بنیادوں کا ذکر اور سچی دوستی کی راہ متعین فرمائی ہے۔ جو شخص معاشرے میں ایک سعادت مند زندگی گزارنا چاہتا ہے، اس کے لیے اس وصیت نامے پر غور کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

احمل نفسك مع اخيك و عند صرمه على صلة و عند صدوده على اللطف و المسألة و عند جموده على البذل و عند تباعده على الدنو و عند شدته على اللين و عند جرمه على الاعتذار حتى كانك له عبد و كانه ذو نعمة عليك و اياك ان تضع ذلك فى غير موضعه و ان تفعله بغير اهله لا تتخذن عدو صديقك صديقا فتعادى صديقك و لا تعمل بالخديعة فانها خلق اللئام و امحض اخاك النصيحة حسنة كانت او قبيحة و ساعده على كل حال و زل معه حيث زال و لا تطلبن مجازاة اخيك و لو حثا التراب بفيك و خذ على عدوك بالفضل فانه احرى للظفر و تسلم من الناس بحسن الخلق و تجرع الغيظ فانى لم ار جرعة احلى منها عاقبة و لا الذ مغبة و لا تصرم اخاك على ارتياب و لا تقطعه دو استعتاب و لن لمن غالظك فانه يوشك ان يلين

لك ما اقبح القطيعة بعد لصلة و الجفاء بعد الاخاء و العداوة بعد المودة و الخيانة لمن ائتمنك و خلف الظن لمن ارتجاك و الغدر بمن استامن اليك فان انت غلبتك قطيعة اخيك فاستبق لها من نفسك بقية يرجع اليها ان بدا ذلك له يوما ما و من ظن بك خيرا فصدق ظنه و لا تضيعن حق اخيك اتكالا على ما بينك و بينه فانه ليس لك باخ من اضعت حقه و لا يكن اهلك اشقى الخلق بك و لا ترغبن فيمن زهد فيك و لا تزهدن فيمن رغب اليك اذا كان للخلطة موضعا و لا يكونن اخوك اقوى على قطيعتك منك على صلته و لا تكونن على الاسائة اقوى منك الاحسان و لا على البخل اقوى منك على البذل و لا على التقصير اقوى منك على الفضل و لا يكبرن عليك ظلم من ظلمك فانه انما يسعى فى مضرته و نفعك و ليس جزاء من سرك ان تسوءه. (۱)

اپنے آپ کو اس بات کے لیے آمادہ رکھو کہ جب تمہارا دوست قطع تعلق کرے تو تم رابطہ قائم رکھو، جب وہ تم سے دور رہنا چاہے تو تم قربت اختیار کرو، وہ بخل کرے تو تم سخاوت کرو، وہ دوری اختیار کرے تو تم قربت اختیار کرو، وہ سختی کرے تو تم نرمی کرو، وہ جرم کرے تو تم اسے معذور سمجھو، یہاں تک کہ اپنے آپ کو اس کا غلام اور اس کے احسانات کا ممنون تصور کرو۔ مگر خبردار! یہ عمل بے محل اور نا اہل کے ساتھ روا نہیں

رکھنا اور اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ورنہ اپنے دوست کے دشمن قرار پاؤ گے۔ دھوکہ سے کام نہ لینا یہ کمینہ پن ہے۔ اپنے دوست کو کھری نصیحت کرو، خواہ وہ اسے اچھی لگے یا بری اور ہر حال میں اس کی مدد کرو۔ یہ جہاں جائے تم بھی وہاں جاؤ۔ اپنے دوست کو سزا دینے کا نہ سوچو، خواہ وہ تمہارے منہ میں خاک ہی کیوں نہ ڈالے۔ اپنے دشمن پر بھی مہربانی کرو، کیونکہ یہ بات فتح کے لیے بہت شیریں ہے اور اپنے اچھے اخلاق کے ذریعے لوگوں سے بچتے رہو۔ اپنے غصے کو پی جاؤ، کیونکہ انجام کے اعتبار سے اس سے شیریں اور لذیذ تر گھونٹ نہیں دیکھا۔ شک کی بنیاد پر اپنے دوست سے تعلق منقطع نہ کرو۔ اس کا عذر معلوم کیے بغیر اس سے رابطہ منقطع نہ کرو۔ جو تم سے سختی سے پیش آئے اس سے نرمی برتو، عنقریب وہ بھی نرم پڑ جائے گا۔ کتنا برا ہے رابطہ کے بعد تعلق منقطع کرنا، بھائی چارے کے بعد بے وفائی کرنا، محبت کے بعد عداوت کرنا، امانت کے بعد خیانت کرنا، امیدوں کے بعد بدگمانی کرنا، اپنے کو امین بنانے کے بعد دھوکہ دینا۔ اگر تم قطع تعلق کرنا ہی چاہو تو اپنے دل میں تھوڑی سی گنجائش باقی رکھو کہ اگر کبھی اس کی طرف رجوع کرنا پڑے تو رجوع کر سکو۔ جو تمہارے بارے میں حسن ظن رکھے، اس پر پورا اترو۔ تمہارے اور اس کے درمیان جو اعتماد ہے، اس پر بھروسہ کر کے اپنے دوست کا حق ضائع نہ کرو، کیونکہ جس کا حق تم ضائع کرو گے وہ تمہارا دوست نہیں بن سکتا۔ اپنے اہل خانہ کے لیے سب سے زیادہ بیرحم نہ بن جاؤ۔ جو تم سے بچنا چاہے، اسے چاہنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی جو آپ کو چاہتا ہے اس سے بچنا

چاہیے۔ اگر ربط قائم رکھنے کی گنجائش ہو تو آپ کا دوست قطع تعلق پر اس قدر قادر نہیں ہونا چاہیے کہ جس قدر آپ تعلق قائم رکھنے پر، اور ہیں، نہ ہی آپ کا دوست برائی کرنے پر اتنا قادر ہونا چاہیے جتنا آپ اس پر احسان کرنے پر قادر ہیں اور آپ کا دوست آپ کے ساتھ بخل کرنے پر اس قدر قادر نہیں ہونا چاہیے جتنا آپ اس کے ساتھ سخاوت کرنے پر قادر ہیں، نہ ہی آپ کا دوست آپ کے حق میں کوتاہی کرنے پر اتنا قادر ہو جتنا آپ اس پر مہربانی کرنے پر قادر ہیں۔ جس نے آپ پر ظلم کیا ہے اسے آپ برا محسوس نہ کریں، کیونکہ ظالم اپنا نقصان آپ کے فائدے میں کر رہا ہوتا ہے، لہٰذا جو آپ کو خوش کرے اس کی سزا یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ اسے ناراض کریں۔

(۱) تحف العقول ص۷۰، کتابہ الی ابنہ الحسن علیہ السلام

یہاں ہم اپنے قلم کو لگام دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے محترم قارئین کو ایک ناقابل بیان وصف علمی خزانے اور بے مثال اخلاقی ثروت سے متعارف کرایا ہے جو مختلف کتب کے صفحات پر بکھری ہوئی تھی۔ یہ امت اسلامیہ بلکہ پوری انسانیت پر اہل بیتؑ کا عظیم احسان ہے۔ ان کے احسانات کتنے عظیم اور ان کے حقوق کتنے سنگین ہیں۔ لیکن اکثر لوگ فکر نہیں کرتے۔ اگر یہ لوگ ان کے حقوق پر ایمان لے آتے اور ان کی مخالفت سے باز آ جاتے تو اللہ آسمان اور زمین سے ان پر برکتوں کے دروازے کھول دیتا، لیکن لوگوں نے تکذیب کی راہ اختیار کی، چنانچہ اللہ نے بھی ان کے کیے پر انہیں گرفت میں لے لیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

مطبوعات معراج کمپنی

